شفاء الملت حضرت

میاں نیک محمد قادری نوشاہی رح

(حالات و آثار)

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد

ناشر

مقصود پبلشرز

پہلی منزل سرور مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

شفاء الملت

حضرت میاں نیک محمدؒ قادری نوشاہی

(حالات و آثار)

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ عصمت اللہ زاہد

ناشر

مقصود پبلشرز پیرو زنامارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com

۲۹۷۰۶۹۲
ن ۹۴۸ ز

۶۷۲۴۴

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ

DATA ED

نام کتاب .... شفاء الملت حضرت میاں نیک محمدؒ قادری نوشاہی
(حالات و آثار)

مرتبہ .... پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ عصمت اللہ زاہد

طابع و ناشر .... مقصود احمد شرقپوری

اشاعت اول 2003ء

تعداد 500

قیمت .... -/150 روپے

ملنے کے پتے

آستانہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ زاہد منزل راوی نگا لونی، راوی روڈ لاہور

ادارہ نہج القرآن محلہ حضرت میاں ہرنی شاہ صاحبؒ شرقپور شریف

فہرست

انتساب		5
حرف چند		7
آغاز	صاحبزادہ نصرتؔ نوشاہی	9
منقبت	جناب بشیر حسین ناظم	70
یادیں اور تاثرات	//	71
منقبت	ابو المعانی سید نجم نعمانی سبزواریؒ	84
محسن طریقت	محمد انور قمرؔ شرقپوری	89
یاد عظیم	جناب حکیم سید علی احمد نیر واسطیؒ	99
آفتاب معرفت	جناب حاجی فضل احمد مونگہ	101
منقبت	جناب مختار احمد ہادی	105
منبع فیوض و برکات	پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہدؔ	107
مخزن ولایت	میاں محمد مغیث نوشہ	113
نذر عقیدت	ابو کلیم سید محمد افضل طورؔ نوشاہیؒ	123
نیرّ برج سعادت	حکیم محمد رفیق نازنوشاہی	125
منقبت	مولانا احمد علی قائد شرقپوری	131
شیخ کامل	مولانا فلک شیر نوشاہی	133
شان ولایت	جناب اسیر سوہلوی	135
منقبت	محمد رفیق مرزا پوری	137
منقبت	محمد ابراہیم کلیم مرزا پوری	139
شجرہ طریقت	صاحبزادہ نصرت نوشاہی	141
طبیب جسد و قلب	پروفیسر محمود الحسن بزمی	145

Marfat.com

انتساب

صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب کے نام

Marfat.com

Marfat.com

حرفِ چند

دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے ذریعے مخلوقِ خدا کی دینی و دنیاوی معاملات میں رہنمائی صوفیاء کرام کا مقصدِ حیات رہا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ساری زندگی سراپا اخلاص رہے۔ ان کی صاف گوئی، خلوصِ نیت اور ارفع و اعلیٰ اخلاق و کردار نے عوام الناس کو ان کے گرد جمع ہونے پر مجبور کردیا۔ یوں ان پاکباز ہستیوں نے خانقاہی نظام کی ایسی مضبوط بنیاد رکھی جس نے اخلاقی اور روحانی سطح پر انقلاب برپا کرکے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محبت رسول ﷺ کے چراغ چارسو روشن کر دیئے۔ متلاشیانِ حق و صداقت ان خانقاہوں کی طرف کھنچے چلے آتے اور قلب ونظر کی صفائی کے ساتھ ساتھ سکون و اطمینان کی ابدی دولت سے بہرہ یاب ہو کر واپس جاتے۔ یہ سچ ہے کہ فی زمانہ خانقاہی نظام میں بھی تبدیلیاں آ چکی ہیں اور خلوص کی جگہ ظاہرداری اور دکھاوا لے رہا ہے تاہم سلسلہ نوشاہیہ کی درگاہیں آج بھی اسی طرح اپنے بنیادی مقصد پر کاربند ہیں۔ آج بھی یہاں علم وحکمت، تعلیم و تعلم، فقرو درویشی اور کردار کی تعمیر کرنے والا خوشبودار ماحول موجود ہے۔ شرقپور شریف میں قائم آستانہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ اس کی روشن مثال ہے۔ گذشتہ ساڑھے تین سو سال سے اسکی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اس وقت زیب آستانہ صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب علماء وفقراء میں جس قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں سب پر عیاں ہے۔ ان سے پہلے ان کے والد گرامی آفتابِ طریقت، واقفِ حقیقت، شفاء الملت حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ نے جس خوبصورت اور دلآویز طریقے سے یہاں آنے والے بندگانِ خدا کی رہنمائی فرمائی، ان کی جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج کرکے انہیں شفایاب کیا، ایک زمانہ اس سے واقف ہے۔ میاں صاحب سیف زبان، صاحبِ

Marfat.com

کشف و کرامات بزرگ تھے۔ جدھر بھی نگاہ اٹھاتے آنِ واحد میں دلوں کی کایا پلٹ کر رکھ دیتے۔ ملک کے کونے کونے سے لوگ ان کی خدمت میں آتے اور منزلِ مراد حاصل کر کے واپس جاتے۔ آپ کے حالات و آثار عقیدت مندوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت کے احوال و آثار سے عوام الناس کو روشناس کروایا جائے۔ تاکہ نئی نسل ان کی خدمات اور افکار و خیالات سے مستفید ہو چنانچہ یہ کتاب اسی نیک جذبے کا عملی اظہار ہے۔

اس علمی کاوش کو حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے بارے میں نقش اول ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ جس میں آپ کے بارے میں ابتدائی حالات و معلومات درج ہیں۔ خیال تو تھا کہ اسے ایک ضخیم دستاویز بنایا جاتا۔ مگر وقت کی کمی نے یہ حسرت پوری نہیں ہونے دی۔ اِن شاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں اسے ضخیم صورت میں شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ فی الحال جو کچھ ہوسکا وہ نظر قارئین ہے۔

کتاب کی اشاعت پر میں اہل قلم حضرات میں سے صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب، جناب بشیر حسین ناظم، جناب سید نجم نعمانی، علامہ محمد انور قمر شرقپوری، جناب حکیم سید علی احمد نیرّ واسطی، جناب حاجی فضل احمد مونگا، جناب مختار احمد ہادی، میاں محمد مغیث نوشہ، جناب محمد افضل طور نوشاہی، جناب حکیم محمد رفیق ناز نوشاہی، جناب مولانا احمد علی قائد شرقپوری، مولانا فلک شیر نوشاہی، جناب امیر سوہلوی، جناب محمد رفیق مرزاپوری اور جناب محمد ابراہیم کلیم کے علاوہ اپنے دوستوں میں سے چوہدری محمد لطیف، ڈاکٹر عارف علی نوشاہی (مانک) اور ناشر مقصود احمد شرقپوری کا تہہ دل سے ممنون ہوں جن کے تعاون سے یہ کتاب منشۂ شہود پر آئی۔

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ عصمت اللہ زاہد
چیئرمین شعبہ پنجابی
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز

قادرِ مطلق کے ان گنت انعامات اور بیشمار احسانات میں سے ایک خاص انعام و احسان یہ بھی ہے کہ خالقِ کائنات، ملّتِ اسلامیہ میں اپنے خاص اور مقرب بندوں کو پیدا فرما دیتا ہے۔ جو اپنے اپنے دور میں معاشرۂ انسانی کی اصلاح و فلاح کا فریضہ انجام دیتے ہیں، گمراہی کے اندھیرے دور کرتے ہیں اور جہالت زدہ انسانیت کو علم و حکمت کی روشنی مہیا کرتے ہیں۔ نفرتوں کی آگ بجھا کر صلح و آشتی اور محبت و یگانگت کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ بھٹکے اور بھٹکے ہوؤں کو منزلِ مقصود کی طرف لاتے ہیں۔ بے چراغ زندگیوں کو خود آگاہی کے نور سے روشن کرتے ہیں۔ بے مقدور ہستیوں کو پستیوں سے بلندیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ شکستہ دلوں کا سہارا بنتے ہیں۔ درد و آلام کے مارے ہوؤں کو سکونِ قلب کی دولت عطا کرتے ہیں۔ معصیت میں لتھڑے ہوئے انسانوں کے ظاہر و باطن کو آراستہ کر کے ان کا تعلق پروردگارِ عالمین کی ذات سے جوڑ دیتے ہیں۔ یہ وہ کام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صالحینِ امت کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔

ہمارے اِس دَور میں سیّد العارفین، منہاج السالکین، قطب الاقطاب، شفاءُ الملت حضرت میاں نیکؒ محمد قادری نوشاہی قدس سرہٗ العزیز کی جامع صفات

Marfat.com

شخصیت کو بھی قادرِ مطلق کی رحمت نے مخلوق ِانسانی کی ہدائیت کے لئے خاص فرمایا۔ آپ نے فیضانِ الٰہی کے ساتھ معاشرے کو جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے پاک کیا۔ آپ ''مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ '' کا عملی نمونہ تھے اور لوگوں کو اپنے پاکیزہ عمل کے ساتھ نیکی کا راستہ دکھاتے رہے۔ زندگی کے لمحات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور خلقِ خُدا کی خدمت میں گزارے۔ ہر کسی کا بھلا چاہا۔ سب سے محبت فرمائی۔ سب کے کام آئے۔ بے ہدایت لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتایا۔ اچھی باتوں کی تلقین فرمائی اور بری باتوں اور عادتوں سے روکتے رہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی فیض و برکت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھی، جس سے اُٹھنے والے جودوکرم کے بادل ساری دنیا میں برسے، حاجت مندوں نے علم و حکمت کے خزانے پائے۔ حق کے طلبگاروں نے بصیرتِ باطنی اور منزلِ حقیقت کا سراغ پانے والوں نے اِس مشعلِ عرفان سے خود آ گاہی کی روشنی حاصل کی۔

میدانِ طریقت کے آپ وہ شہسوار اور آسمانِ ولائیت کے وہ مہرِ تابدار تھے ،جس کا جواب نہ تھا۔ مختصر یہ کہ اس عالم مثال میں آپ کی محبوب شخصیت بڑی باکمال تھی ۔

ایسی مقدّس ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ قدرت کاملہ محسنین کو اپنے قرب خاص سے نوازتی ہے۔ وہ چاہیں تو چلتے ہوئے وقت کی رفتار تھم سکتی ہے کہ وہ شب و روز اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رضاجوئی میں لگے رہتے ہیں۔ اس ذات یکتا سے گہری محبت رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ ذات بے ہمتا ان سے محبت فرماتی ہے۔ عالم آب و خاک کی یہ ساری رونقیں ان اللہ والوں کے نالہ ہائے نیم شبی کا صلہ ہیں۔ کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ جو ان مبارک ہستیوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ ان کی صحبت و معیت اختیار کرتے ہیں۔ ان سے خیر طلب کرتے ہیں۔ اور ان کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ بھلا ان سے بڑھ کر اور

Marfat.com

کون صاحب اِکرام ہوسکتا ہے جو خود کو عشقِ الٰہی کی تپش میں گداز کرتے ۔حضور نبی پاک ﷺ کی سنتِ مبارکہ کی پیروی کرتے اور انسانوں کو صحیح زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتے ہیں۔

یہ مجموعۂ اوراق جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔مصباح العاشقین، خیر الواصلین حضرت میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہی نور اللہ مرقدہ کی جامع صفات ہستی کا مختصر سا تذکرہ ہے۔ اس کے ذریعے فیض حاصل کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ بزرگانِ دین کے تذکرے بھی فیض سے خالی نہیں ہوتے۔کہ یہ تذکرے ہمیں قرآن و سنت کی روشنی مہیا کرتے ہیں اور پاک ہستیوں کا عملی نمونہ الفاظ کی صورت میں سامنے لاکر مریدین و معتقدین کو پیرو مرشد کے ساتھ کیا ہوا عہد یاد دلاتے ہیں جس کا نام بیعت ہے۔آپ کی پاکیزہ زندگی کے حالات و واقعات کو پڑھیے ،دیکھیے اور غور کیجیے کہ آپ نے انسانیت کو کیا سبق سکھائے ہیں۔ اپنے عقیدت کیشوں سے کیا فرما گئے ہیں۔جس طرح آپ نے اسلامی آداب و اخلاق کو اپنایا اور ان کی ترویج فرمائی۔جس طرح انسانوں کی دلجوئی ،خدمت اور خیر خواہی کا جذبہ عام کیا اپنے ہم نفسوں اور ہم نشینوں کی روحانی تربیت فرمائی۔ آپ کے خلفاء اور مریدین کو بھی وہی اسالیب اختیار کرنا چاہئیں تاکہ وہ اپنی ، اپنے اہل و عیال کی اور دوسرے انسانوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔یہی آپ کی عقیدت کا تقاضا ہے۔

آپ کے نمونۂ کردار کو اپنانے سے یقیناً آپ کی روحِ مبارک فیض کے طلبگاروں پر خوش ہوگی۔قحط الرجال کے اِس دَور میں خود آگاہی اور مرشدِ کامل کے نقوشِ قدم پر چلنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے جو آپ ملفوظات و وصایا کی صورت میں اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرتا ہے۔اور خود کو فریبِ ابلیس سے محفوظ کر لیتا ہے۔

Marfat.com

خاندانی پس منظر

اس سے پہلے کہ آپکی حیاتِ مبارکہ کے کچھ **مبارک** پہلو سامنے لائے جائیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا تھوڑا سا خاندانی پس منظر بھی بیان کر دیا جائے، کیونکہ انسان کی تعمیرِ سیرت میں خاندانی ماحول اور آباواجداد کے طرزِ تمدّن کا گہرا عمل دخل ہوتا ہے۔ آپکو کِن نفوسِ قدسیہ کے زیرِ سایہ پروان چڑھنے کے مواقع میسّر رہے اور کِن جہتوں سے اپنے بزرگوں کے زیرِ سایہ تربیتی مراحل سے گزرے۔ اِن معلومات کے لیئے ہمارے سامنے آپ کے دو خاندان ہیں ایک دھدھیال اور دوسرا ننھیال۔ دونوں کا مختصر سا تعارف یہ ہے کہ جس مشہور خاندان میں آپ پیدا ہوئے وہ علاقہ شرقپور شریف کے قدیم تاریخی خاندانوں میں سے ہے اور صدیوں سے آباد چلا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپکے اسلاف بزرگوں کو شروع سے آج تک ان کے علمی اور روحانی مراتب کی وجہ سے خواص وعوام میں مقبولیت اور عزّت وآبرو حاصل رہی ہے۔

حضرت شاہ محمد مرادؒ نوشاہی اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ تھے جو مغلیہ دَورِ عالمگیری میں گجرات کے قریبی گاؤں چوپالہ سے اپنے پیرومرشد حضرت پیر محمد سچیار نوشہروی نوشاہیؒ کے حکم سے ہجرت کر کے یہاں تشریف لائے تھے۔

Marfat.com

اُس وقت شرقپور شریف دریائے راوی کے کنارے پر نیا نیا آباد ہو رہا تھا۔ چند ایک جھونپڑی نُما یا کچّے مکان تھے۔ گویا آپ اِس تاریخی بستی کے بسانے والوں کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے ہیں۔ اِس دھرتی پر فقرِ اسلام کا جھنڈا سب سے پہلے آپ نے ہی لہرایا۔ مسجد بنوائی اور خانقاہِ تصوّف تعمیر کرائی۔ انسانیت کو امن و آشتی کا پیغام دیا۔ اخوت و ہمدردی کا جذبہ عام کیا۔ اور پنجاب کے اِس خطۂ خاک کو اپنے قدموں سے رونقِ دوام بخشی۔

اِس خاندان عالی میں مختلف ادوار میں بہت سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ جن کے فیوض و برکات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ کے دادا جان اِسی آسمان ولائیت کے آفتابِ نصفُ النّہار تھے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ اُن کے بارے میں فرماتے تھے کہ " وہ نور کے گھوڑے پر سوار ہیں اور لاٹیں (کرنیں) عرشِ معلّٰی تک جاتی ہیں۔"

حضرت شاہ محمد مرادؒ کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔ بھائی عبدالرحمٰن تھے جو فوت ہوگئے تو اُن کے لاڈلے یتیم بیٹے امانت علی المعروف میاں ہرنی شاہ کو اپنی کفالت میں لیا۔ پدرانہ شفقت بخشی، تربیت فرمائی، تعلیم دلائی۔ بڑے ہوئے تو شادی کر دی۔ اِس طرح خاندان کی یہ شاخِ تمنّا ہری ہوئی۔ گلزارِ مراد پھلا پھُولا، بہار لایا، چاروں طرف فیوض و برکات کی خوشبو پھیلتی گئی۔ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ اِسی گہوارہ عظمت میں پلے بڑھے اور جوان ہوئے۔ چشمۂ فیض مصطفائی اپنی خاندانی روایات کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ عقیدت گزار، نوشاہی بزرگوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے اور اپنی گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔

آپ کا ننھیالی خاندان قصبہ نیاز بیگ لاہور کے قدیم تاریخی خاندانوں میں سے ہے۔ آپ کے نانا میاں الہ دینؒ اس کے سربراہ تھے۔ علمی دنیا میں ان کی بڑی قدر تھی۔ بڑے وسیع النظر، روشن خیال، ہر دلعزیز، پرہیز گار اور دینِ

فطرت کے علمبردار تھے۔ وہاں کی جامع مسجد میں خطیب تھے۔ مخلوقِ خدا کو ہمہ وقت فیض پہنچاتے رہتے تھے۔ ان کے صاحبزادے کا نام میاں فتح محمد تھا۔ ان کے ہاں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا میاں محمد حسین ؒ پیدا ہوئے۔ بڑی بیٹی کا نام عائشہؒ تھا جو حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ میاں محمد حسین کے دو صاحبزادے تھے۔ میاں احمد دین اور حاجی میاں شاہ محمد، مؤخرُالذّکر محکمۂ تعلیم سے وابستہ رہے۔ ان کے ہاں دو بیٹے چوہدری خوشی محمد (ریٹائرڈ بریگیڈیر) اور محمد شہزاد سلیم ڈی.ایس. پی پولیس بقیدِ حیات ہیں۔ الحمدُ للہ حضرت میاں صاحبؒ کا ننھیالی خاندان ہر لحاظ سے ایک جہاندیدہ، شائستہ و سنجیدہ اور خدا رسیدہ افراد پر مشتمل چلا آتا ہے۔

غرض حضرت میاں صاحبؒ کی پاکیزہ زندگی پر دونوں خاندانوں کے بزرگوں کی نظر رہی اور آپ کی شخصیت میں نکھار پیدا کرنے کے لیئے دونوں طرف کے تہذیبی اثرات نے اپنا رنگ دکھایا اس لیئے یہ کہنا کہ آپ نجیبُ الکرامت تھے تو بیجا نہ ہوگا۔

صبحِ ولادت

رات کی تاریکی نے ابھی بساط نہیں لپیٹی تھی اور سپیدۂ سحر نے اپنی چادر نہیں پھیلائی تھی۔ طلوعِ صبح کے لئے آفتاب اپنی سنہری کرنیں بکھیرنے کے لئے دھند لکے میں ہی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کہ خالق موجودات نے اپنے فضل سے اس خطۂ خاک کی رونق افزائی کے لئے ایک اور انوکھا انسانی وجود پیدا فرما دیا جس نے شرقپور شریف کی ایک نہایت شریفُ النفس اور پارسا خاتون کی گود میں ۱۳۔ اگست ۱۸۸۴ء بمطابق ۹ شوال ۱۳۰۱ھ بروز ہفتہ کی انگڑائی لیتی ہوئی سہانی صبح سے کچھ دیر پہلے ایک پیکرِ لطیف کی صُورت میں جلوہ گری فرمائی۔ اس خاتون کا نام عائشہ بی بیؒ بنت میاں الہ دینؒ تھا۔ کہولت کی عمر کو پہنچتے ہوئے باپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں جس کا نام حضرت میاں روشن دینؒ تھا۔ داداجان نے مژدہ جانفزا پایا تو فرطِ مسرت میں جھومتے آئے۔ نومولود کو غسل دلایا۔ کانوں میں اذان کہی جنم گھٹی دی، ماتھا چوما، سینے سے لگایا، پیار کیا اور نومولود کو اپنی دعاؤں کے مہکتے ہوئے گجروں سے لاد دیا۔ ان کا اسمِ گرامی حضرت میاں غلام مصطفٰے علیہ الرحمتہ تھا۔ خاندان بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ اس میں وہ چراغ روشن ہوا جس کا مدت سے انتظار تھا۔ دنیا میں ایک مرشدِ کامل کا ظہور ہوا۔

Marfat.com

دادا جان نے نیکؒ محمد نام تجویز کیا اسے سب نے پسند کیا، سب نے سراہا، چنانچہ اُن کی زبانِ فیض ترجمان سے نِکلا ہوا یہ پیارا نام پوتے کی بلند بختی اور نیک نامی کی علامت بن گیا۔ اب یہی مبارک نام، ''حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ '' پکارا جاتا ہے جو رہتی دنیا تک زبانِ خلق پر جاری رہے گا۔

ابتدائی تربیت:

آپ کے والدِ بزرگوار حضرت میاں روشن دینؒ مست احوال بزرگ تھے۔ بے نیازِ غمِ دَوراں تھے۔ اپنی کیفیاتِ رُوحانی میں جذب رہتے تھے۔ سامان دینوی سے بے رغبتی تھی۔ اس لیئے دادا جان حضرت میاں غلام مصطفےٰؒ نے شروع سے ہی آپ کو اپنے دامنِ تربیت میں لے لیا۔ کہ اُن سے بہتر آپکی سرپرستی کرنے والا خاندان میں کوئی نہ تھا۔ آپ علمی اور دینی حلقوں میں رہنے کی وجہ سے سلجھا ہوُا ذہن اور پختہ مزاج رکھتے تھے۔ اولیائے کاملین میں شمار ہوتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ بچّوں کی تربیت اچھے خطوط پر نہ کی جائے تو اُن کی شخصیت ادھوری رہ جاتی ہے۔

عموماً یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ دادا کو پوتے سے اس کے باپ کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی محبت ہوتی ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ پوتا بھی دادا سے اکثر مانوس ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ شروع سے ہی دادا جان کی محبت کا مرکز بن گئے۔ وہ آپ کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے اور کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔ گود میں اٹھائے پھرتے تھے۔ جب ذرا چلنے کے قابل ہوئے تو انگلی سے لگا کر اپنے ساتھ ساتھ چلاتے تھے۔

جب ذرا زبان چلنے لگی تو لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہ کی صدا سے آپ کا غنچۂ دہن کھولا۔ تھوڑا سا شعور میں آئے تو آپ کے نازک ہاتھوں میں قلم دے دیا۔ سامنے کاغذ رکھ دیا کہ ان سے جی بہلائیں۔ قلم چلائیں، حروف پر غور کریں۔

ساڑھے چار سال کے ہوئے تو عربی قاعدہ اور قرآنِ مجید کی تعلیم شروع کردی آپ خود فرماتے تھے کہ میں نے سات آٹھ سال کی عمر تک دادا جان سے پوری صحتِ لفظی کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھ لیا تھا۔ پھر مجھے اپنی کتابوں کا مطالعہ شروع کرادیا گیا تھا۔''

عہد طفولیت

بچپن میں آپ بالکل سادگی، بھولے پن اور معصومیت کا پیکر تھے۔ عام بچوں کی طرح نہ تھے۔ عادات بھی عام بچوں سے بالکل مختلف تھیں۔ نہ کھیلے نہ کودے، نہ کسی شغل میں پڑے، نہ زیادہ ادھر اُدھر پھرے گھومے، نہ اونچی آواز، نہ گالی گلوچ، خاموش سنجیدہ اور حیا میں رہے، کوئی شوخی نہ شرارت بس شرافت ہی شرافت کا مجسمہ تھے۔

چھوٹی عمر میں ہی نماز کی عادت راسخ تھی۔ درس جاتے، گھر پر رہتے یا مسجد میں بیٹھتے، تختی کی مشق ہوتی یا کتابیں ہاتھ میں، دھیما لہجہ، مزاج میں نرمی طبیعت میں گداز، عاجزی و اِنکسار، دانشمندی' ولائیت کے یہی تو وہ آثار ہوتے ہیں جو بچپن ہی سے آپ کی شخصیت میں نمایاں تھے۔ آپ کی چھوٹی عمر میں ہی اکثر لوگوں کا یہ اعتقاد ہوگیا تھا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ اِس لیئے آپ سے دعاؤں کے طلبگار ہوتے تھے۔

دور تعلیم

دادا جان آپکو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے تھے۔ والدہ صاحبہ اکلوتا ہونے کی وجہ سے آپکو انتہا درجہ پیار کرتی تھیں۔ والد صاحبؒ ہر وقت زیرِ نظر رکھتے تھے۔ آپ خاندان کے بزرگوں کی راحتِ جاں تھے۔ دادا جان پڑھے لکھے حلقوں میں بیٹھنے والے تھے۔ علم کی حقیقت کو پہچانتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ تعمیرِ سیرت علم کے بغیر

ممکن نہیں۔ اِس لیئے آپ کو خود پڑھانے لگے۔ قرآنِ مجید کی تعلیم دی، نماز سکھائی، روزے رکھوائے، ذکر وفکر کی عادت ڈالی، شروع سے ہی آپ کو اسلامی خطوط پر چلنا سکھا دیا۔

پھر جامع مسجد گوجرانوالی کے خطیب استاد العلماء مولانا غلام حسین صاحب کے سپرد کیا۔ انہوں نے آپکو عربی فارسی کی کتابیں اور درسِ نظامی کے مروّجہ نصاب پر مشتمل ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ اُن سے ہی آپ نے قرآنِ مجید کا ترجمہ سیکھا۔

آپ کو پڑھنے لکھنے کا بہت شوق تھا۔ اس لیے دادا جان کے سامنے سکول کی تعلیم بھی حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ 9 سال کی عمر میں آپ سکول داخل ہوئے۔ دورانِ تعلیم آپ کی تمام تر توجہ پڑھائی ہی کی طرف مبذول رہی۔ سکول کی کھیلوں میں دلچسپی لینے کی بجائے آپ مختلف قسم کی کتابوں اور رسالوں کے مطالعے سے جی بہلاتے تھے۔ ہم جماعت طلبہ میں اپنے خُلق، ملنساری اور شرافت کی وجہ سے پسندیدہ نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ مسلمان اساتذہ کے علاوہ آپ دو غیر مسلم سکھ استادوں کا ذکر بھی کیا کرتے تھے جو روزانہ خود پور سے یہاں پڑھانے کے لیے آتے تھے۔ اُن میں سے ایک کا نام منشی جھنڈا سنگھ تھا۔ منشی جھنڈا سنگھ سے آپ تختی کی مشق لیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ خوشنویسی کا فن جانتے تھے۔ اس زمانے میں شمسی، ریحانی اور بہاری رسم الخط کا رواج تھا۔ چنانچہ آپ نے شمسی رسم الخط میں پختگی پیدا کرلی۔ سکول میں آپ کی خوشخطی مشہور ہوگئی۔ اس لیے آپ کو دوسرے طلبہ کے مقابلے میں زیادہ نمبر مل جاتے تھے۔ پھر آپ نے بتدریج خوشنویسی کی مشق جاری رکھی۔ حتیٰ کہ آپ اپنے وقت کے اچھا لکھنے والے خوشنویسوں میں شمار ہونے لگے۔ اسی طرح آپ نے دوسرے فن وہنر سیکھنے میں بھی خداداد ذہانت اور شوق سے کام لیا۔

Marfat.com

اُس وقت کے نصاب تعلیم میں زبان دانی کے قواعد و ضوابط ، تاریخ جغرافیہ اور ریاضی کے مضامین شامل تھے۔ چونکہ آپ مولانا غلام حسین صاحبؒ سے پہلے ہی عربی فارسی اور اُردو کی کچھ کتابیں پڑھ چکے تھے اس لیے آپ دوسرے طلبہ کے مقابلے میں امتحان میں زیادہ نمبر حاصل کر لیتے تھے۔ اس زمانے میں سکول کی تعلیم اپر پرائمری جماعت تک ہوتی تھی۔ چنانچہ یہ امتحان آپؒ نے اول درجے میں پاس کر لیا جس کی سند ۱۹۰۰ء میں جاری ہوئی۔

۱۹۰۵ء کے آخر تک آپ میاں فتح محمد صاحبؒ کے مشہور دینی مدرسے اچھرہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور درسِ نظامی سے متعلقہ باقی کتابوں کے علاوہ احادیث کی کتابیں بھی پڑھیں۔ اسی مدرسہ میں حضرت میاں محمد حسین صاحبؒ نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمتہ سے برادرانہ تعلقات قائم ہوئے جو یہاں روزانہ جھگیاں ناگرہ سے پڑھنے کے لیے آتے تھے۔

جس ماحول میں آپ نے پرورش پائی تھی وہ خالص دینی اور روحانی تھا۔ جس میں ہر وقت قرآنِ مجید کی تلاوت اور غلغلہ ذکر بلند ہوتا رہتا تھا، جن مبارک ہستیوں کی نظروں میں آپ ہمیشہ رہتے تھے، وہ زاہد، ذاکر، عبادت گزار اور عشق الٰہی میں بیقرار رہنے والی تھیں۔ اس لیے آپ کے وجودِ مسعود میں ان ہی کی ادائیں رچ بس گئیں۔ پھر جن اساتذۂ کرام کی خدمت میں رہ کر آپ نے دینی علوم سیکھے تھے وہ بھی سب حامیانِ دینِ متین تھے۔ اس لئے آپ بھی بچپن ہی سے دینی شعائر کے پابند ہو گئے تھے۔

آپ نے دادا جانؒ کو ہر شب عبادت و ذکر میں محو دیکھا۔ والدِ بزرگوار کو یادِ الٰہی میں آہیں بھرتے پایا، والدۂ محترمہ کو رات دن کے اکثر لمحات میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود دیکھا، اس لیے آپ میں بھی وہ عادات پیدا ہو گئیں۔ گھر میں بیٹھے تلاوت قرآنِ مجید کرتے رہتے۔ مطالعۂ کتب میں مصروف ہوتے۔ یا پھر کسی

Marfat.com

نہ کسی کام میں ہاتھ ہلاتے رہتے۔ سُستی اور کاہلی نام کی کوئی چیز آپ کے وجود میں نہیں تھی۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ آپ بڑے سنجیدہ مزاج تھے۔ زیادہ باتیں نہیں کرتے تھے۔

مسجد میں اعتکاف کی حالت میں رہنا آپ کو پسند تھا۔ کئی بار کھلی فضاؤں اور میدانوں میں چلے جاتے اور تنہائیوں میں ذکر و فکر کی لذّت حاصل کرتے کرتے تھے۔ حضرت میاں دل محمد صاحبؒ (شاہ پور کانجرہ) جو حضرت میاں غلام مصطفیٰؒ کے مرید اور خلیفہ ارشاد تھے) آپ کے متعلق بتاتے تھے کہ ''حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ بچپن کے زمانہ ہی سے سچ بولنے والے، انسانوں کے کام آنے والے، فرض شناس، دیانت دار، شب بیدار، تہجد گزار اور پکے ایمان والے درویش تھے۔ خاندان میں اُن سی خوبیاں کسی اور میں نہ تھیں۔ وہ اپنی فطرت اور صلاحیت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔''

آپ کی یہ عادت بھی تھی کہ ایک حلقہ سا بنا لیتے تھے۔ ہم عمر ساتھیوں اور ہم جولیوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر ذرا بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے اور درود شریف پڑھتے تھے۔ بچپن کے زمانے سے شروع ہونے والے یہ معمولات آپ کی عمر عزیز کے آخر تک جاری رہے۔

ظاہر ہے جو شخص پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ بروقت ادا کرنے کا عادی ہوگا اسے ہر وقت اپنے جسم، لباس اور مقام عبادت کو بھی صاف اور ستھرا رکھنے کی فکر رہے گی۔ یہی حال آپ کا بچپن ہی سے تھا، ہر وقت پاکیزگی کا خیال رکھتے تھے۔ اپنا لباس خود اپنے ہاتھوں سے پوری تسلی کے ساتھ دھوتے تھے۔ والدہ سے فرماتے تھے جب تک میں طہارتِ کاملہ نہ کروں اور وضو اچھی طرح تسلی کے ساتھ نہ کروں، مجھے اطمینان نہیں ہوتا۔''

لاہور میں قیام کے دَوران منشی نور احمد صاحب (تاج الدّین زرّیں رقم

مرحوم کے استاد) کے والد بزرگوار سے خطاطی کی مشق لیا کرتے تھے۔ جلد بندی کا کام بھی سیکھا اور اس فن میں پوری مہارت پالی۔ آپ اس وقت غالباً عمر عزیز کے سترھویں مرحلے میں داخل ہو چکے تھے۔ اور آپکی جوانی کا آغاز ہو چکا تھا۔ والدین کا اصرار تھا کہ گھر واپس آ جائیں لیکن گھر میں غربت زیادہ تھی اس لیے ناسازگار معاشی حالات کو سدھارنے کے لیے آپ نے پیسہ اخبار میں پہلے بطور خوشنویس، پھر بحیثیت دفتری ملازمت اختیار کر لی جو دو سال تک چلتی رہی۔

چونکہ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اس وجہ سے والدین اکثر اداس اور دادا جان بھی آپکی جدائی کے باعث مغموم رہتے تھے۔ چنانچہ آپکو واپسی پر مجبور کر دیا گیا۔ گھر پہنچ کر آپ ایک دن فارغ نہیں بیٹھے فیض پور کلاں میں قاری الہ بخش صاحبؒ کے پاس قرآنِ مجید کی قرأت و تجوید سیکھنے اورحفظ کے لیے آنے جانے لگے۔ ڈیڑھ دو سال کا عرصہ اسی طرح گزرا۔

کسبِ معاش

آپ گھریلو مشکلات پر قابو پانے کے لیے اس وقت محنت مزدوری بھی کرتے رہے۔ زمیندارہ کا کام، باغوں اور فصلوں کی گوڈی چوکی اور عمارتوں کی تعمیر میں مستریوں، معماروں کے ساتھ آتے جاتے تھے۔

آپ بتاتے تھے کہ جب شرقپور تحصیل کی نئی عمارت تعمیر ہو رہی تھی (وہ عمارت اب نہیں رہی) تو میں مستریوں کے ساتھ محنت مزدوری کرتا تھا۔ تحصیل دار صاحب کار یڈر گورنمنٹ کی طرف سے آیا ہوا مراسلہ پڑھ رہا تھا۔ لیکن اس میں ایک دو مشکل الفاظ شکستہ خط میں لکھے ہوئے تھے جو ان سے پڑھے نہیں جاتے تھے۔ جب مجھے محسوس ہوا کہ وہ الفاظ واقعی نہیں پڑھے گئے۔ تو میں نے ریڈر صاحب سے کہا۔ جناب ذرا یہ مراسلہ مجھے بھی دکھایئے! شائد میں پڑھ سکوں اس

نے حقارت وحیرت کی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ شاید سوچا کہ نوجوان اگر پڑھا لکھا ہوتا تو مزدوری ہی کرتا۔ بڑے تفاخر کے ساتھ اس نے مراسلہ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا لو پڑھ کے دکھاؤ۔ میں نے اول سے لے کر آخر تک پڑھ سنایا تو پیار سے بولا۔ ''بھائی تمہاری تعلیم اگر اتنی اچھی ہے تو سرکاری نوکری کر لو۔ محنت کا یہ کام کیوں کرتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا۔ پھر جتنے دنوں تک میں وہاں کام کرتا رہا وہ ریڈر میری عزت کرتا رہا۔

جستجوئے معاش

ایک روز میں نے والدین اور دادا جان سے عرض کیا اگر آپ حضرات مجھے اجازت دیں تو سرکاری ملازمت کرلوں، انہوں نے انکار کر دیا۔ اور فرمانے لگے ہمیں تمہارا ملازمت کرنا پسند نہیں۔ آزادی کے ساتھ جو کام کر سکتے ہو کرو۔ یہی کافی ہے۔ گھر پر رہو اور ہمارے سامنے رہو۔ آپ فرماتے تھے۔ '' مجھے بچپن سے ہی مشقت اٹھانے کی عادت ہوگئی تھی۔ جس کام کو شروع کر لیتا تھا۔ اسے مکمل کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ'' زندگی میں جتنی محنت و ریاضت میں نے کی ہوئی ہے۔ تم لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔''

فرماتے تھے! اٹھتی ہوئی جوانی کے ان ایام میں، مجھے گندم کی فصل کاٹنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ ایک دن میں ایک بیگھ (چار کنال) فصل اکیلا کاٹ پھینکتا اور اس کے مٹھے باندھ کر کھلیان بنا دیتا تھا۔ میرے مقابل بہت کم لوگ آتے تھے۔ بلکہ کئی نوجوانوں کے ساتھ اس سلسلے میں مقابلہ بھی رہتا تھا اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بازی لے جاتا تھا۔ کٹائی کے دنوں میں لوگ مجھے اکثر ساتھ لے جاتے تھے اور میں خداداد ہمت کے ساتھ سب سے زیادہ کام کر کے دکھاتا تھا تو لوگ خوش ہو کر دوسروں کے مقابلے میں مجھے زیادہ اجرت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے مجھے گھر والوں کی بہتر خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمادی تھی تب ہمارے معاشی حالات بھی بہتر ہوگئے۔'' آپ اکثر اپنا ماضی یاد دلایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے'' مشکل حالات میں انسان کو گھبرانا نہیں چاہیئے یہ تو انسان کی ہمت کو تازیانہ لگاتے ہیں۔''

تدریس قرآن مجید

دین حق کی اشاعت اور قرآن مجید کی تعلیم دینے کا شوق شروع سے ہی آپ کے اندر موجود تھا۔قصبہ شرقپور کے مقامی اور غیر مقامی کئی طلبہ و طالبات آپ سے روزانہ درس لینے آتے تھے۔ آپ کی والدۂ محترمہ بھی اس کارخیر میں شریک ہوتی تھیں۔ یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ سینکڑوں مردوں،عورتوں اور بوڑھوں نے آپ سے قرآن مجید سیکھا اور سکھایا۔ آپ کی صحت لفظی، لہجہ اور انداز تلاوت اتنا خوب تھا کہ بڑے بڑے قراء وحفاظ داد دیتے تھے۔ بہت سی خواتین جو اب بڑھاپے کی منزل کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آپکی مہربانیوں کی یادیں تازہ کرتے ہوئے روتی ہیں۔ اسی طرح آپکے وہ شاگرد جو آج بوڑھے ہو چکے ہیں، آپکی محبتوں کا ذکر چھیڑتے ہیں تو ان کی بھی پلکیں بھیگنے لگتی ہیں۔

ان ہی دنوں میں دریائے راوی کے پار سے کچھ معززین اور حضرت میاں غلام مصطفٰے علیہ الرحمتہ کے مریدین و معتقدین آپ کی خدمت میں اس التماس کے ساتھ حاضر ہوئے کہ ان کے گاؤں چوہنگ پنجگراہیں (جو آج ملتان روڈ پر شہر کی صورت میں ہے) کی جامع مسجد میں خطیب و مدرس کی ضرورت ہے۔ آپ سے بڑھ کر ہمیں ایسی کوئی دینی اور روحانی شخصیت نظر نہیں آتی جو یہ کام انجام دے سکے۔ گھر میں صلاح و مشورہ ہوا۔ چنانچہ آپ ان کے ساتھ چوہنگ آ گئے۔

Marfat.com

چوہنگ میں قیام

یہاں طوراں والی مسجد میں آپ کو خطیب و امام مقرر کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ کے گرد علمِ دین حاصل کرنے والوں اور سلوک کی منازل طے کرنے والے آرزومندوں کی خوب رونق رہنے لگی۔ آپ کا درسِ قرآن سننے کے لیے علماء بھی آتے اور اہل تصوف بھی تھوڑے ہی عرصے میں آپکے فیضان کی دھوم مچ گئی۔ بہت سے لوگوں نے قرآنِ پاک پڑھنا سیکھ لیا تو بہت سے کجرو آپکی نظر کرم سے ہدایت یافتہ ہوئے۔ بیسیوں لوگ مریدانہ حیثیت سے آپ کے مرکز فیض کے ساتھ ہمیشہ کے لیے وابستہ ہوگئے۔ دادا جانؒ کی شدید علالت کی وجہ سے چوہنگ میں زیادہ عرصہ تک قیام ممکن نہ رہا چنانچہ آپ پانچ سال کا عرصہ گزارنے کے بعد یہاں سے اپنا سامان باندھے واپس گھر آ گئے لیکن اس علاقے میں رشدو ہدایت کی جو شمع آپ نے روشن کی تھی اس کا اجالا چوہنگ کے علاقے میں اب بھی موجود نظر آتا ہے اور آپ کے خدام خاص کے پس ماندگان بھی آپ کا نام عقیدت و احترام کے ساتھ لیتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے احترام کا جذبہ انسانی سینوں میں ودیعت فرما دیتا ہے۔

ذالکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ○

نسبت و بیعت

علم کے سمندر میں غوطہ زنی کی ہمت تو پا ہی چکے تھے۔ شریعت کے راستے پر گامزن تھے ہی، تکمیل علم کے بعد عملی زندگی میں بھی ثابت قدمی عیاں تھی۔ اب ایک ہی تڑپ لیے پھرتے تھے کوئی ایسا خضرِ راہ ملے جو منزل عرفان تک پہنچا دے۔ مقامِ کبریا کیا ہے؟ وہ رونقِ محفل کہاں ہے؟ نگاہیں جس تجلّی کی

آرزو لیے پھرتی ہیں وہ کیسے اور کہاں نصیب ہوتی ہے؟ اس قسم کے سوالات تھے جو آپکے ذہن میں گھومتے تھے۔ آپ اپنی ہستی پر غور کرتے تھے۔ کائنات کی بسیط خلاؤں اور کائنات کی روشن فضاؤں میں جھانکتے تھے۔ عشقِ الٰہی کی چنگاری سینے میں سلگتی رہتی تھی۔

دادا جیؒ نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا، عزیز چشم وضو کرو اور میرے پاس آؤ تعمیل حکم ہوئی، پاس آئے تو حکم ہوا، میرے سامنے دوزانو بیٹھ جاؤ، بیٹھ گئے ۔ دادا جان نے کلمہ توحید کا ورد کرایا۔ کلمہ استغفار پڑھایا اور آپ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دین کی صداقتوں کو اپنانے کا عہد لیا۔ پھر نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر آپ کے دل میں جذبہ شوق رچا دیا۔ عشق الٰہی کی آگ طالب حق کے دل میں اتار دی۔ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ جب وجد کی حالت سرد ہوئی تو دادا جان نے سینے لگایا۔ دادا جان کے سینے سے لگنے کی دیر تھی کہ آپ پر اسرار حقیقت منکشف ہوگئے۔ چشم ظاہر بیں کی کثافتیں لطافتوں میں بدل گئیں۔ دادا جان کے پاس اسلاف سے جو روحانی میراث چلی آتی تھی۔ وہ پوتے کے سپرد کر دی۔ دل میں توحید کے انوار چمک اٹھے اور وہ نور بصیرت عطا ہوا جس سے کائنات کی وسعتوں میں موجود رازوں پر سے پردہ اٹھنے لگا، باطنی کیفیتوں میں سرور بھر دیا گیا اور کاشانہ دل میں حقیقتوں کے راز کھلنے لگے۔ دادا جی حضور نے اپنا طوق نسبت آپ کے گلے میں ڈال دیا۔

ریاضت ومجاہدہ

اب آپ کے سامنے ایک میدان تھا ریاضت کا جس کی وسعتوں کا اندازہ لگانا محال ہوتا ہے۔ لیکن نگاہ مرشد نے آپ کے دل سے جونہی غیریت کا زنگ اتارا تو یہ منزل بھی آسان ہوگئی۔

اَب اپنی کتاب وِجُود بھی پڑھنی شروع کر دی

اور پیر و مرشد نے نفس کشی کا اور مجاہدے کا طریقہ بتایا اَب اس کے مطابق عمل فرمانے لگے۔ آپ نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے۔ ''تب قدرت کاملہ نے اپنی مہربانی سے میرے من کا سارا کھوٹ نکال باہر کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے خون کی قے آئی ہے ایک دانائے راز نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ کے باطن کو آراستہ کیا گیا''۔ ایسی کامیابی اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے ان برگزیدہ بندوں کو نصیب فرماتا ہے۔ جو صدق دل سے اس کی محبت کا راستہ اختیار کرتے اور اس سے حسن عمل کی توفیق مانگتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں چن لیتا ہے اور اپنی طرف راہ دکھاتا ہے۔ جو اسکے سامنے مکمل طور پر جھک جاتے ہیں۔

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ٥

حلقہ ذکر کا قیام

آپ نے دادا جانؒ کی اجازت سے گھر پر حلقۂ ذکر قائم کیا جس کا مقصد اپنی ریاضت نفس کا سامان کرنے کے علاوہ محبین سلسلہ کی تربیت نفس کا اہتمام کرنا تھا۔ نیز اپنے فدائین و احباب کو بھی اس معاملے میں اپنا ساتھی بنانا مقصود تھا۔ چنانچہ اس حلقہ ذکر کے جمتے ہی چاروں طرف سے لوگ اُمڈ آئے آپ انہیں وعظ و تلقین کرتے پھر ذکر بلند ہوتا۔ اس سے آپ نے دوہرا فائدہ اٹھایا۔ ایک اپنے اصلاح نفس کا اور دوسرا اپنے احباب کو اس تربیتی پروگرام میں شامل کرنے کا۔ یہ حلقہ ذکر صرف شرقپور شریف تک ہی محدود نہ رہا بلکہ بڑھتے بڑھتے ہر اس مقام تک پہنچا جہاں جہاں بھی آپ تبلیغ حق اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دینے کے لیے جاتے اور آتے رہے۔

Marfat.com

فنونِ لطیفہ میں مہارت

علمی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ آپکو مختلف قسم کے کسب و ہنر سیکھنے کا بھی از حد شوق تھا۔ اس شوق کو پورا کرنے کے لیے مختلف ہنر مندوں کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ بعض کام تو آپ نے از خود اپنی محنت اور ذہانت کے ساتھ سیکھ لیے تھے اور بعض استادوں اور بعض ماہر کاریگروں کی رہنمائی سے۔ اس لحاظ سے آپ ہرفن مولا تھے اور ہر فن کی باریکیوں کو خوب خوب سمجھتے تھے جس کسب میں بھی ہاتھ ڈالا اس میں کمال پیدا کیا۔ گویا آپ صحیح معنوں میں ''کسبِ کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی'' کا مصداق تھے۔

اگرچہ آپ نے انہیں بطور پیشہ نہیں اپنایا ہوا تھا لیکن اچھے اچھے کاریگر آپ کی دستکاری اور عمدہ مصنوعات کے اعلیٰ نمونے دیکھ کر حیران رہ جاتے اور تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ذیل میں ہم ان فنونِ لطیفہ کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضرت میاں صاحبؒ کو پورے طور پر دسترس حاصل تھی۔ غرض دستکاری کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس میں آپ نے آگاہی نہ پائی ہو۔

خوشنویسی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ خوشخطی کا فن آپ نے سکول کی تعلیم کے زمانے سے ہی سیکھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر لاہور کے بعض خطاط حضرات سے بھی کسب فیض کیا۔ مشق جاری رہی، یہاں تک کہ آپ بہت اچھے خطاط ثابت ہوئے۔ عربی اور شمسی رسم الخط پختہ تھا۔ پیسہ اخبار لاہور میں کام کرتے رہے تھے۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل اپنے خاندان کے بعض قلمی نسخوں کی دوبارہ کتابت فرمائی۔ یہ قلمی بیاض آپ کی کتابت کا شاہکار ہیں۔ جلی حروف میں آپ کے دست مبارک سے اسم پاک ''اللہ جل جلالہٗ محمدؐ'' آپ کی خطاطی کا خوبصورت نمونہ ہیں۔

معماری

دیواروں کی شاندار چُنائی کرتے تھے۔ بڑے سلیقے اور صفائی کے ساتھ اینٹیں لگاتے تھے۔ اپنے مویشیوں کی چرنیاں (کھرلیاں) خود بناتے تھے۔ گھروں کی چھتیں آراستہ کر لیتے تھے۔ آپ خاندان کے بہت سے متوفی حضرات کی قبور خود تیار کرتے رہے۔ مستری صاحبان آپ کی بنائی ہوئی دیواروں کی چنائی دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ بڑی بڑی دریاں کھیس اور کھدر کے کپڑے اس نفاست اور مہارت سے بُنتے تھے کہ اچھے بھلے کاریگروں کو آپ سے مشورہ کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی تھی۔ ۱۹۵۷ء میں آپکو خیال آ گیا کہ اپنی مجالس و محافل میں بچھانے کے لیے دریاں بنائی جائیں۔ دوستوں سے مشورہ لیا۔ چرخے پر اپنے ہاتھ سے سوت کاتا۔ خود ہی پختہ رنگ دیے پھر لمبا چوڑا اڈہ اور رچھ تیار کیا۔ تقریباً دو مہینے کی محنت کے بعد بڑی بڑی تین بھاری موٹی وزنی خوبصورت ڈیزائنوں میں دریاں تیار کیں۔ جن کا عرض پچیس فٹ اور طول ساٹھ فٹ کے قریب ہے۔ ازار میں اس قسم کی دریاں ہم نے آج تک نہیں دیکھیں۔ ان میں سے دو دریوں کا سوت کمزور پڑ گیا ہے۔ درمیان سے کچھ خراب ہو گئی ہیں۔ ایک ابھی تک محفلوں میں بچھائی جاتی ہے۔ رنگ دیکھو تو کئی بار کی صفائی دھلائی کے باوجود بھی اسی طرح شوخ نظر آتے ہیں۔ دریاں بننے والے کاریگر انہیں دیکھتے ہیں تو آپ کی فنی مہارت پر عش عش کرتے ہیں۔

چارپائیاں بننے میں بھی آپ سا ماہر شائد ہی کوئی ہوگا۔ سادہ اور بہل انتر کئی طرح کے ڈیزائنوں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ بُنتے تھے کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی چلے جاتے تھے۔ ایک پلنگ اب تک گھر میں موجود ہے جو آپ نے ۱۹۴۰ء میں اپنے ہاتھوں سے بنا تھا۔ دو پلنگ اور بھی تھے جن میں چار رنگ کا

Marfat.com

سوت استعمال کیا گیا تھا۔فن کی نہایت خوبصورتی اور باریکی دکھائی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے پلنگوں پر پھولوں کی چادریں بچھی ہوئی ہیں۔ آپکی کاریگری کے یہ نمونے عجائب گھر میں رکھنے کے قابل تھے۔ ہماری غفلت کی وجہ سے یہ پلنگ (بڑی چارپائیاں) بارش میں بھیگ جانے کی وجہ سے خراب ہوگئے اور کوشش کے باوجود انہیں سنبھالا نہ جاسکا اور یہ نادر تبرک ضائع ہوگیا۔ آپ چمڑے کی مصنوعات میں بھی یدِطُولیٰ رکھتے تھے۔ ربڑ اور چمڑے کے ڈول بنالیتے تھے۔ موچیوں کی طرح جوتے سی لیتے تھے۔ چمڑے کے باریک باریک ریشے بناتے، کھالیں تراشتے اور ان میں جوڑ ڈالنے کے لیے بڑے باریک ٹانکے لگاتے، یوں لگتا کہ آپ نے ہاتھ سے نہیں مشین کے ساتھ سیئے ہیں۔ آپ کے دست مبارک سے بنایا ہوا ربڑ کا ایک ڈول اب تک گھر میں محفوظ ہے، یہ ڈول مسجد حضرت میاں ہرنی شاہؒ کی مسجد کے کنوئیں (کھوہی) جو اب بند ہو چکا ہے، کی چرخی میں استعمال ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ بیٹھک میں بیٹھے چمڑے کے باریک ریشوں کے ساتھ جوتے مرمت فرما رہے تھے۔ کھاتے پیتے گھرانوں کی چند خواتین آپ کا یہ کام دیکھ رہی تھیں۔ وہ سمجھیں کہ بڑھاپے کی وجہ سے شاید آپ اونچا سنتے ہیں۔ آپس میں کُھسر پُھسر کے انداز میں کہنے لگیں کہ میاں صاحبؒ موچیوں اور کمیوں والا کسب بھی کرتے ہیں۔ آپ نے سن لیا فرمانے لگے "ہاں بہنو! میں موچی ہوں، لوہار، مستری اور کمہار بھی۔ میرا کمیوں کے ساتھ پیار ہے۔ اس لیے کمیوں والے سارے کام کر لیتا ہوں۔ خود مزدوری کر لیتا ہوں۔ اپنے کام آپ کر لینے کا عادی ہوں۔ دوسروں کو تکلیف کیوں دُوں۔"

بہترین جلد ساز تھے۔ آپ کی بنائی ہوئی چرمی جلدوں میں سے کچھ ہمارے پاس موجود ہیں۔ اوراق کی جز بندی، کٹائی، کئی طرح کی سلائی اور کئی طرح کی جلد بندی اچھے اچھے جلد سازوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

Marfat.com

افسوس! ہم بد قسمتوں کی غفلت سے آپکی بعض ایسی نایاب قسم کی جلدیں اکھڑ گئی ہیں۔ جنہیں عجائب گھر کی زینت بننا چاہیئے تھا۔

میں ان چند ہنروں کے سوا آپکی ہنر مندانہ صلاحیتوں کے ابھی مزید گوشے بے نقاب نہیں کر سکا۔ جن کی تفصیل انشاء اللہ قارئین پھر کسی کتاب میں ملاحظہ فرمالیں گے۔ جن جن فنون کو آپ جانتے تھے، ان سے متعلق اوزار اور سازوسامان میں سے کچھ تبرکات ہم لوگوں کے پاس موجود ہیں اور کچھ یار لوگ (ہماری اجازت کے بغیر) ''تبرک سمجھتے ہوئے'' اڑا لے گئے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ان سے ہمیں ''برکتیں'' حاصل ہوں گی؟

تعمیرِ مساجد

مسجدیں اللہ کا گھر ہیں۔ اُن کو آباد کرنا اُن کی تعمیر میں حِصّہ لینا۔ ایمان والوں کی پہچان ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے ''اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں''۔ آپ جس طرح قرآنِ مجید اور دینی علوم کی تدریس و تعلیم کا اہتمام رکھتے تھے۔ اُسی طرح مساجد کی دیکھ بھال، مرمّت اور تعمیرِ جدید کے کاموں میں بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ چنانچہ بہت سی علاقائی مساجد کی مرمّت اور جدید تعمیر میں جس قدر ممکن ہوتا عطیّہ دیتے رہتے تھے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔ علاوہ اِس کے آپ نے اپنی گرہ سے چار مساجد تعمیر کرائیں۔

مسجد کھجوُر والی رام تھمّن

رائے ونڈ سے قصور جانے والی سڑک پر راجہ جنگ اور راؤ خان والا کے قریب رام تھمن ایک پرانا قصبہ ہے جہاں قیامِ پاکستان سے پہلے سکھّوں کی

Marfat.com

آبادی بہت زیادہ تھی۔ مسلمانوں کے گھر تھوڑے تھے یہ سکھوں کا مذہبی گڑھ تھا مسلمانوں کی صرف ایک چھوٹی سی کچی مسجد موجود تھی۔

آپ اس قصبہ میں اکثر جاتے اور کئی کئی روز تک میاں کرم دین قوم بھٹی کے پاس، ٹھہرتے تھے۔ جب یہاں دیکھا کہ مسلمانوں کے نماز ادا کرنے کے لیے کوئی مسجد نہیں تو آپ نے اپنے معتقدین سے کہا کہ چھوٹی مسجد کو وسیع کیا جانا چاہیئے۔ اور اس کی تعمیر نو ہونی چاہیے۔ چنانچہ اگست 1935ء میں آپ نے اپنی گرہ سے مسجد کی عمارت بنوانا شروع کر دی۔ تھوڑی بہت امداد مریدوں نے بھی کی۔ حتیٰ کہ مسجد کی خوبصورت عمارت بن گئی۔ اِس مسجد کے ایک طرف آپ نے کھجور کا پودا لگایا دیا۔ اِس وجہ سے "کھجور والی مسجد" کہلاتی ہے۔

مسجد مولوی والی شرقپور شریف

ملکانہ دروازہ سے باہر آپ نے ایک خوشنما جامع مسجد کی عمارت تعمیر کرائی۔ اس کے لیے اپنا ملکیتی رقبہ واقع برچاہ کچھی والا شرقپور معہ باغات فروخت کر دیا اور جو رقم ہاتھ آئی وہ فی سبیل اللہ اس پر صرف کر دی۔ اس مسجد کے پہلے امام وخطیب مولوی محمد شفیع مرحوم مقرر کیے گئے۔ اس وجہ سے لوگ اسے مسجد مولوی محمد شفیع والی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسجد آپ نے بنوائی تھی اور آپ ہی اس کے متولی تھے۔ اس مسجد کے سلسلے میں چند سال تک مقدمہ بھی رہا۔ جس کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوا تھا۔ بہر حال اس کارخیر کا ثواب یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی روح مبارک کو پہنچ رہا ہے۔

Marfat.com

مسجد حضرت میاں ہرنی شاہؒ کی مرمت جدید

شرقپور شریف کے اندرونی مشرقی حصہ میں واقع ، حضرت شاہ محمد مرادؒ کے مزار مبارک سے ملحقہ ایک چھوٹی سی تاریخی مسجد ہے۔ جس کی عمارت امتداد زمانہ سے خستہ ہو چکی تھی اور چھت بھی مضبوط نہیں رہی تھی۔ آپ نے حضرت میاں دیدار بخشؒ صاحب اور میاں اکبر علی صاحبؒ کے مشورہ سے اس کے خستہ حصوں کی دوبارہ مرمت کرائی۔ پھر ۱۹۶۲ء میں مسجد کے ساتھ والے دالان کی چھت ذرا اونچی کر کے نئی تعمیر کرائی۔ وقتاً فوقتاً آپ اس مسجد کی مرمت اور دیکھ بھال کی طرف توجہ رکھتے ۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ مسجد ہذا نئے سرے سے تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد اب اس کی نئی عمارت بن گئی ہے۔ جس پر انشاء اللہ العزیز دوسری منزل بھی تعمیر ہو جائے گی۔

جامع مسجد وزیرہ ورکاں

وزیرہ ورکاں ایک گاؤں شرقپور سے شیخوپورہ جانے والے پختہ سڑک پر واقع تر گے والی کے پاس ہے۔ یہاں صدیوں پہلے حضرت میاں صاحبؒ کے مورثِ اعلیٰ حضرت میاں ہرنی شاہ صاحبؒ کی خانقاہِ فقر تھی۔ ساتھ ہی چھوٹی سی مسجد بھی تھی۔ آپ نے اپنی گرہ سے اُسے ازسرِ نو تعمیر کرایا۔ گاؤں کے کچھ عقیدتمندوں نے بھی مالی تعاون کیا۔ یہ مسجد اب ایک بار پھر نئی عمارت کی طلبگار ہے۔ دربار حضرت ہرنی شاہؒ کی قدیم رونق جاتی رہی ہے تاہم وزیرہ ورکاں میں موجود رہائشیوں کے دل میں آپ کے لیے عقیدت و احترام کا جذبہ آج بھی موجود ہے۔ کئی ایک افراد وہاں سے آپ کی سالانہ محفل میں شمولیت کے لیے آتے ہیں۔

Marfat.com

شفاءُ المِلّت کی طبّی خدمات

حضرت میاں صاحبؒ کی طبّی خدمت مسلّمۂ روزگار رہیں۔ متعدّد نامور اطبّاء جن میں حضرت شفاءُ الملک حکیم محمد حسن قرشیؒ، حضرت حکیم سیّد علی احمد نیّر واسطیؒ، حکیم فرید احمد عبّاسیؒ، حکیم عبدُالوہاب اِنصاریؒ سے اچھا خاصا تعلّق رہا۔ بلکہ جناب قرشی اور واسطی کی گہری دوستی عیاں تھی۔ ہر دو عیدین کے موقع پر پروفیسر خواجہ عبدُالحی کے ساتھ عید ملن کے سلسلے میں لاہور سے شرقپور تشریف لاتے پہلے حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے ہاں حاضری دیتے۔ پھر برادرِ محترم ملک حسن علی صاحب بی.اے جامعی کے پاس آ جاتے اور انہیں ساتھ لے کر حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی خدمت میں پہنچتے۔ یہاں ضیافت کا اہتمام ہوتا۔ پہروں راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔ یہ حضرات آپ کی طبّی خدمات کی تعریف کرتے لیکن قبلہ میاں صاحبؒ بڑی کسرِ نفسی کے ساتھ حضرت حکیم محمد حسن صاحب سے کہتے آپ تو شفاءُ الملک ہیں۔ مجھ ذرّۂ ناتواں کو خواہ مخواہ آفتاب بنائے جاتے ہیں۔ اس پر حضرت واسطی علیہ الرحمتہ فرماتے بیشک وہ شفاء الملک ہیں یہ اُن کا مقام ہے لیکن آپ بھی شفاءُ المِلّت ہیں۔ کہ رُوحانی علاج بھی کرتے ہیں۔ گویا شفاءُ المِلّت کا خطاب آپ کو واسطی صاحبؒ کا پیش کردہ ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے طالبعلمی کے زمانے میں راقم الحروف اپنے خالہ زاد بھائی میاں خادم میراں نوشاہی کے ساتھ حضرت قریشیؒ کے مطب میں حاضر ہوا۔ اُن دنوں شفاء الملک کا مطب بیڈن روڈ پر تھا۔ مریضوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ میں آگے ہوا۔ فرمانے لگے کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے عرض کیا شرقپور شریف سے آیا ہوں۔ میرے والد بھی حکیم ہیں۔ فرمانے لگے کیا نام ہے اُن کا؟ میں نے کہا۔ میاں نیک محمد صاحبؒ پھر کیا تھا۔ آپ کا نام سُن کر مسکرائے مجھ سے پیار کیا۔ غور سے ملاحظہ فرمایا اور مفت دوا عنائیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں فردوسِ بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اس طرح جناب قبلہ واسطی علیہ الرحمتہ بھی راقم الحروف پر حضرت میاں صاحبؒ کی نسبت سے بڑا کرم فرماتے تھے۔ کئی بار مجھے اپنے مطب میں مریضوں کے ہجوم میں دیکھتے تو جلد ہی اذنِ باریابی بخش دیتے۔

بہت سے ماہر اطباء ایسے بھی تھے۔ جو آپؒ کے پاس اکثر آتے جاتے اور طبی رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اُن میں حکیم شیخ محمد حسین صاحب اندرون لوہاری گیٹ لاہور اور حکیم میاں عبدالستار صاحب مُدکے اور حکیم محمد شریف صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ حکیم عبدُالستّار تو آپ کے گرد گھیرا ڈالے رکھتے تھے۔ اور آپ جب بھی مُدکے قیام فرماتے تھے تو یہ صاحب اپنے مطب اور زیرِ علاج مریضوں سے بے نیاز فقط آپ کی حاضری کو مقدّم رکھتے تھے۔

۱۹۲۰ء میں آپ نے حکمت کا پیشہ اختیار کیا حکیم رانجھا صاحبؒ آپ کے عہد میں زبردست حکیم تھے۔ شرقپور میں جب طاعون کی وبا پھیلی تو حکیم صاحبؒ سے بفضلہٖ تعالیٰ کتنے ہی بیماروں نے شفا اور تندرستی کی دولت حاصل کی۔ تشخیص میں آپ کا کوئی مثیل نہ تھا۔ یوں بھی خدارسیدہ اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔ اُن کی دعاؤں میں اثر تھا۔ حکیم رانجھا صاحب کی تعلیم نے حضرت میاں صاحبؒ کو بھی کیمیا نظر بنا دیا تھا۔ جو علمی اور فنّی استعداد اُن کی ذات میں موجود تھی اُسے

Marfat.com

انہوں نے اپنے اس شاگرد کے اندر رچا بسا دیا تھا۔ علاج کے سلسلے میں قواعد و اصولِ حکمت کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے اتنے بارعب تھے کہ بڑے بڑے رئیسوں اور امیر زادوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

حضرت میاںؒ صاحبؒ نے اُن کے علاوہ حکیم شیخ عمرُ دینؒ اور حکیم مخی محمد اسماعیل صاحبؒ سے بھی استفادات کئے۔ لیکن زیادہ تر کامیابی اپنے شوقِ مطالعہ اور جنوُن کی حد تک تحقیق و تجسّس کی بنا پر حاصل کی۔ آپ بلاشبہ حکمت کے بادشاہ تھے۔ بڑے بڑے نامی گرامی طبیب آپ کی ماہرانہ استعداد پر حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ جب آپ ۱۹۳۲ء میں دہلی گئے تو وہاں کے طبّیہ کالج کے پروفیسروں نے آپکو کلاسوں میں بلوا کر طلبہ کو آپ سے مستفید ہونے کے مواقع دیئے۔ حیدرآباد دکنّ سے آئے ہوئے ایک ماہر کشتہ ساز کو آپ نے چاندی کے سالم روپیہ کو صرف ایک گھنٹہ میں کُشتہ کر کے دکھایا تو وہ حیرت میں کھو گیا۔

ملک کے بہت سے مشہور معالجین (حکماء) آپ کے شاگرد رہے۔ کئی سال تک آپ سے طب سے متعلق مروّجہ نصاب کی کتابیں سبقاً پڑھتے رہے اور کافی عرصہ آپ کے زیرِ سایہ رہ کر تجربات کئے اور کامل طبیب بن کر رخصت ہوئے۔ اُن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

Marfat.com

طبّی شاگرد

حکیم محمد یُوسف صاحبؒ مرحوم

اُٹھتی جوانی میں ہی فیصل آباد (ان دنوں لائل پور مشہور تھا) کے ایک گاؤں کینتھاں سے آپ کی خدمت میں آئے۔ اس وقت حضرت صاحبؒ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ آپ نے محمد یُوسف کو اپنے فرزند کا درجہ بخشا۔ بہترین طریقے سے تعلیم و تربیت کی۔ علمِ دین اور علم طب پڑھایا۔ مرحُوم پندرہ بیس سال تک آپ کے زیر سایہ رہ کر ہر طرح سے کامل طبیب اور عالم ثابت ہوئے۔ اُس وقت آپ کے مطب میں ہر وقت ہجوم رہتا تھا اور آپ کی طبی منزلت جوان تھی۔ حکیم محمد یُوسف مرحوم نے آپ سے جتنا سیکھا وہ کسی اور کا مقدّر نہ بن سکا۔ وہ سسکیاں لیتے اور آہیں بھرتے آپ سے رخصت ہوئے کہ آپ کی جدائی کا غم اُن سے برداشت نہ ہوا جاتا تھا۔ قدرتِ کاملہ کی مہربانیوں سے وہ بلند رتبہ تک پہنچے اور احمد پور شرقیہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ منجھے ہوئے طبیبوں کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ آگ لگ جانے سے وفات ہوئی۔ اُن کے بڑے بھائی چوہدری رحمت علی صاحب مکینک بورر بڑے قابل انسان تھے۔ وہ بھی حضرت میاں صاحبؒ کے حلقۂ مریدین میں شامل تھے۔ اپنے صاحبزادے فیضُ الرّحمٰن

Marfat.com

فیضی کے ساتھ راقم الحروف سے ملاقات کو شرقپور تشریف لائے۔ یہ اُن کی مجھ سے آخری ملاقات تھی۔ حکیم محمد یُوسف مرحوم کا خاندان کافی عرصہ سے احمد پور شرقیہ کے ایک نواحی گاؤں میں مستقل طور پر آباد ہے۔ مرحوم کے چھوٹے بھائی محمد یعقوب صاحب مکینک بورر رحیم یار خان میں رہتے تھے۔ نہ جانے اب کہاں ہیں۔ عرصہ سے اُن کی ملاقات نہیں ہو سکی۔

حکیم ملک حسن علی صاحب بی۔اے جامعی

یہ علمی و ادبی شخصیت حضرت میاں صاحبؒ کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھی۔ آپ نے انہیں بھی حقِ فرزندی اور برادرانہ عطا کیا ہوا تھا۔ کیونکہ اُن کے والد جناب ملک غلام فریدؒ، حضرت میاں صاحبؒ کی کس مپرسی کے ایام میں سرپرستی فرماتے رہے تھے۔ آپ نے جناب ملک حسن علی صاحبؒ کو فارسی زبان کی تعلیم دی۔ اور خاص طور پر طب کے میدان کا شہسوار بنا دیا۔ مَیں یہاں اُن کی خوبیوں کا پوری طرح احاطہ نہیں کرسکوں گا کہ اوراق کی سمیٹ فی الحال تفصیل کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ ملک صاحب بڑے مِلنسار، متواضع، خلیق، علم دوست اور فہمِ قرآن رکھنے والے عابد و ذاکر انسان تھے۔ اپنے آخری لمحات تک حضرت میاں صاحبؒ کی مہربانیوں کے گُن گاتے رہے۔ اور راقم الحروف کو وہ شفقت دی جسے الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل ہے۔ ملک صاحب کے صاحبزادگان برادرِ محترم ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک (ریٹائرڈ پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اور ڈاکٹر محمود علی ملک مجھ سے وہی تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں اور بزم و رزم میں میرے مشفق، معاون اور خیر خواہ ہیں۔

حکیم مولوی غلام رسُول صاحبؒ

یہ بزرگ شرقپور شریف کے قریبی گاؤں سجو وال سے آپ کی خدمت

Marfat.com

میں علم طب حاصل کرنے کی غرض سے متواتر تین چار سال تک آتے رہے۔ نہایت قابلِ قدر شخصیت تھے۔ اُن کے تجربات مشاہدات اور معالجات سے عوام و خواص نے بڑا فیض حاصل کیا اور یہ سب حضرت میاں صاحبؒ کی بھرپور توجہ اور سرپرستی کا نتیجہ تھا۔ تقریباً پینتیس سال قبل آپ اپنے خاندان کے ساتھ لیہ چلے گئے۔ وہیں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادگان حکیم ذکاءُ اللہ صاحب اور حکیم عبیدُ اللہ صاحب جانشینی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ قابل طبیب ہیں۔ "مولوی شفاخانہ" فتح پور اس علاقے میں بہت بڑا طبی ادارہ ہے۔ جہاں سے روزانہ سینکڑوں مریض فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قبلہ حضرت میاں صاحبؒ کا فیض ہے۔

حکیم شیخ دین محمد صاحبؒ

نہایت شگفتہ مزاج اور عالی ظرف طبیب تھے۔ آپ کے شاگردوں میں امتیازی درجہ رکھتے تھے۔ اُن کے والدِ بزرگوار حکیم عمر دین صاحبؒ بڑے پایہ کے نباض اور معالج تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ کے دل میں اِس خاندان کے افراد کی ہمیشہ عزّت قائم رہی۔ حکیم نور الدّین صاحب (ننکانہ صاحب) حکیم دین محمد صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ اور حضرت شفاءُ المِلّت کا اُن کے ساتھ بھی گہرا واسطہ تھا۔ وہ بھی آپ سے گہری عقیدت و مودّت رکھتے تھے۔ کہ ایک دوسرے کو دیکھے بغیر اطمینان نہیں پاتے تھے۔

حکیم دین محمد صاحبؒ ہمیشہ آپ کے منظورِ نظر رہے۔ مرحوم نے آپ سے فیضان کا خاص حصّہ پایا۔ اُن کے ہاتھ میں بڑی شفا تھی۔ ہزاروں لوگ اُن سے شفایاب ہوئے۔ حکیم صاحب کے خُلق و مروّت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ وہ جب تک زندہ رہے اپنے اُستادِ مکرّم کی عزّت، خدمت اور حاضری کو اپنا فرضِ

Marfat.com

اوّلیں سمجھتے رہے۔ اُن کے صاحبزادے حکیم شیخ نور محمد اور حکیم شیخ سعید احمد بھی اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اُن روایات کو قائم رکھتے ہوئے ہیں جو اُن کے والدِ بزرگوار نے قائم کی ہوئی تھیں۔

حکیم میاں فضل الٰہی صاحبؒ

جٹ پوار خاندان کے قابلِ فخر سپوت تھے۔ ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ مِلتے۔ محبت بھری باتیں کرتے۔ اور خلوص کے موتی لٹاتے۔ ایسے اچھے طبیب تھے کہ اُن کی قابلیّت اور حذاقت کا سکّہ رواں تھا۔ جناب حکیم نور دین صاحبؒ سے ابتدائی طبی کتابیں پڑھیں پھر حکیم حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں آئے لیکن سب سے زیادہ وقت حضرت میاں صاحب کے حلقۂ شاگردی میں گزارا۔ حکیم صاحب مرحوم راقم الحروف کو خود بتایا کرتے تھے کہ "میں نے آپ سے شرح اسباب، موجز اور قانون کے علاوہ طبِ اکبر اور مفردات کی کتابیں پڑھیں اور دوا سازی کی مہارت حاصل کی۔ حکیم شجاعُ الدّین آپ کے بڑے صاحبزادے باپ کی جگہ مطب چلاتے ہیں اور مخلوقِ خُدا کی خلوص کے ساتھ خدمت کر رہے ہیں۔

حکیم مولوی نواب دین صاحب نقشبندی

اُن کا آبائی مسکن جلیانہ تھا لیکن اُن کے والدِ محترم شرقپور شریف میں قیام پذیر ہوئے۔ اُس وقت مولوی صاحب سنِ شعور کو پہنچ چکے تھے۔ تعلیم واجبی تھی۔ تقریباً چار سال تک حضرت شفاء الملّت کی خدمت میں آئے۔ آپ سے اُردو اور دیگر اسلامی کُتب پڑھیں پھر طِب کی طرف متوجہ ہوئے اور اُردو میں طب کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھتے رہے۔ پھر کتاب دارُالعلاج، مخزنِ شفاء اور

Marfat.com

مفردات کا مطالعہ کیا۔ زیادہ تر عملی تربیت پائی۔ حضرت صاحبؒ سے کُشتہ سازی اور مرکبات کی تیاری کا فن سیکھا اور ایک آزمودہ کار طبیب کی حیثیت سے کام کرنے لگے اور کامیابی پائی۔ حضرت صاحبؒ کے علاج کا طریقِ کار اور خاص خاص نسخے چونکہ نظر کے سامنے تھے۔ وہی زیادہ تر استعمال میں لائے اور شہرت پائی۔ حضرت قبلہ میاں غلام اللہ ثانی صاحبؒ سے بیعت کی۔ اُن کے مدرسہ کی سفارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ تقریر بڑی سادہ مگر نہائیت پُر اثر ہوتی تھی۔ مجمع کو باندھنے کا جوہر رکھتے تھے۔ رائے ونڈ میں دواخانہ نقشبندیہ لاثانیہ کے نام سے مطب جاری ہے۔ گاجر اور سیب کا مربّہ تیار کرنے کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات کے بعد اُن کے صاحبزادے حکیم نورُ احمد صاحب (ہنجروال میں) حکیم معراج دین اور اُن کے صاحبزادگان رائے ونڈ میں مطب کرتے ہیں۔ صوفی تاجُ الدّین صاحب دینی تبلیغ میں مشغول رہتے ہیں۔

حکیم محمد شفیع صاحب

نوجوانی میں اپنے نانا کے ساتھ آپ کے شاگردوں کی صف میں شامل ہوئے۔ طب کی ساری ممکنہ کتابیں پڑھیں اور تجربات حاصل کیے۔ حضرت میاں صاحبؒ کی ذات سے قیمتی معلومات حاصل کیں۔ لیکن طبیعت طبّی خدمات کی طرف راغب نہیں ہوئی۔

چک نمبر **482** ضلع فیصل آباد میں سکُونت ہے۔ والدِ بزرگوار کا نام حاجی محمدؐ دین تھا جو وفات پا چکے ہیں۔ ننھال خاندان شرقپور کے قریب کوٹ محمود میں ہے۔ حضرت شفاءُ المِلّت کے ہی مرید ہوگئے۔ دل میں آپ کا بڑا ادب رکھتے ہیں۔ اور حضرت صاحبؒ کے تمام خاندانی افراد کا احترام کرتے ہیں۔ زراعت اور کاشت کاری کو پیشہ بنایا ہوا ہے۔

حکیم میاں غلام یٰسین صاحبؒ نوشاہی

انہیں خاندانی لحاظ سے آپ کے داماد ہونے کا شرف حاصل تھا۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ سے طب و حکمت کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور خوب محنت کی۔ حضرت صاحبؒ اُن کی طرف خاص توجہ دیتے رہے۔ حتیٰ کے گھر کے تمام معاملات میں اُن کی رائے پر عمل کیا جاتا تھا۔ مزروعہ رقبہ کی دیکھ بھال بھی اُن کے ذمہ تھی۔ انہوں نے دواخانہ کو فروغ دیا۔ اُن کے زمانے میں آپ کی حکمت کا طوطی بولتا رہا۔ شام و سحر مریضوں کا رش رہتا تھا۔ دوا سازی میں حکیم میاں غلام یٰسین صاحب کے برابر آپ کا کوئی اور شاگرد سامنے نہیں آیا۔ تقریباً پندرہ بیس سال کا عرصہ حضرت میاں صاحبؒ کے ساتھ گزارا۔ پھر لاہور قیام پذیر ہوئے۔ اولاد ساری پڑھی لکھی ہے۔ تین صاحبزادے امریکہ میں مقیم ہیں۔ باقی ساری اولاد لاہور میں ہے۔ ماشاء اللہ آپؒ کا یہ خاندان بھی بہت سی خوبیوں سے مزیّن ہے۔

حکیم محمد خاں صاحب

کبھی آپکو جھنگ صدر جانے کا اتفاق ہو تو آپ دیکھیں گے کہ ایک درویش صفت حکیم لوگوں کی پُرخلوص عزم کے ساتھ عرصۂ دراز سے خدمت کر رہا ہے۔ اِس تجربہ کار نبّاض کی اس علاقے میں بڑی شہرت ہے۔

حکیم محمد خاں صاحب تقریباً چھ سال تک آپ کی خدمت میں رہے۔ اُس وقت راقم الحروف کے بچپن کا زمانہ تھا۔ خاں صاحب کا کہنا ہے کہ وہ مجھے سیر کو لے جایا کرتے تھے اور خوب بہلاتے تھے۔ اُستادِ محترم کے اُس وقت بھی قدردان تھے، اب بھی ہیں۔ اُن کے دل میں حضرت کی عقیدت کے پھُول کِھلے رہتے ہیں۔ آپ کے مرقدِ مبارک کی زیارت کو آتے ہیں۔ اُن کے مطب میں طالبانِ

Marfat.com

صحت کا ہجوم رہتا ہے۔

ابُو الخادم حکیم مولانا محمدؒ حیات نوشاہیؒ

مڈل کا امتحان پاس کیا۔ درسِ نظامی کے فاضل تھے۔ عالِم بے بدل تھے مولانا محمدؒ حیات نوشاہی نے مولانا خواجہ نورُ الحسن چینڈ پور شریف سے درسِ نظامی کا نصاب مکمّل کِیا تھا۔ پھر حضرت شِفاءُ المِلّت سے فارسی کی تعلیم حاصل کی اور طب کا کام سیکھا۔ اپنے خاندانی بزرگوں کے حالات میں ''گلزار نوشاہی'' کے نام سے کتاب تصنیف کی۔ حکمت میں یدِ طُولیٰ رکھتے تھے۔ قدرت نے اُن کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی' درس و تدریس کا کام بھی کرتے تھے۔ خطبہ بھی دیتے تھے۔ بہترین عِلمی شخصیت تھے۔ خاندان میں اُن سا کوئی معاملہ فہم اور زیرک انسان نہ تھا۔ اُن کے بڑے صاحبزادے میاں خادم میراں نوشاہی اپنے والدِ بزرگوار کی روایات کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر گوہر نوشاہی ملک کے جانے پہچانے ادیب اور کئی کتابوں کے مصنّف ہیں۔

حکیم صاحبزادہ پیر فضل اعظم نوشاہیؒ

آپ کے شاگردوں میں یہ بزرگوار بڑے ہونہار ذہین اور محنتی تھے۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف سے پاس کیا۔ بچپن اور جوانی تک صالح پور (عیسن) میں قیام رہا۔ اُن کے والدِ محترم حضرت میاں شیر علیؒ، حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی اولاد میں سے بلند مرتبہ درویش تھے۔ صاحبزادہ فضل اعظم نے حضرت میاں صاحبؒ سے تین چار سال تک طب کا علم پڑھا۔ آپ کے ساتھ مطب میں عملی تجربات بھی کیے۔ روزانہ سائیکل پر عیسن سے پڑھنے کے لیے آتے جاتے تھے۔ فن طب میں اچھی معلومات رکھتے تھے۔ لیکن طبیعت علاج معالجے کی طرف مائل نہ ہوئی۔ نہایت شریفُ النّفس اور عالی مقام درویش تھے۔

Marfat.com

لوگوں کو بہت زیادہ رُوحانی فیض پہنچایا۔ زاہد، عابد اور شب زندہ دار تھے۔ اُن کی گفتار اور کردار میں اسلاف کی خوبیاں موجود تھیں۔

مولانا سیّد مشتاق علی شاہؒ

میرے بہنوئی حکیم غلام یٰسین صاحب مرحوم کے ساتھ نہائیت گہرے برادرانہ تعلقات تھے-اُن کے ہم جماعت تھے۔ میٹرک کا امتحان دونوں نے گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور سے پاس کیا۔ رانا بھٹّی میں قیام تھا۔ یہاں کی جامع مسجد میں خطابت و امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ سے چار سال تک علمِ طب پڑھا اور تجربات کیئے۔ رموزِ طب سے پُوری واقفیت تھی۔ رانا بھٹی کے اطراف سے لوگ آپ کے پاس علاج کی غرض سے آتے جاتے رہتے تھے۔ آپ کے خطبات پُر اثر ہوتے تھے۔ قرآنِ مجید کا درس دیا کرتے تھے شاہ صاحبؒ اپنے اخلاق، خلوُص، شرافت اور کردار میں قابلِ تعریف انسان تھے۔ دینی نظریات رکھتے تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ کی اُن پر بڑی توجہ رہی۔ شاہ صاحبؒ کے صاجبزادگان پڑھے لکھّے اور اچھے عہُدوں پر فائز ہیں۔

حکیم میاں محمّد رفیق نازؔ نوشاہی

آپ کی آخری علالت سے ایک سال پہلے میاں فقیر محمد صاحب انصاری کے صاجبزادے میاں محمّد رفیق نازؔ صاحب طبی تعلیم کے لیے آپ کی خدمت میں لائے گئے۔ آپ کی ایک سال کی توجہ ،در سر پرستی سے انہیں اچھی معلومات حاصل ہوگئیں۔ جب آپکی نقاہت بڑھی تو یہ فریضہ راقم الحروف نے اپنے ذمے لے لیا۔ انہوں نے چند کتابیں حضرت قبلہؒ سے پڑھیں چند مجھ سے۔ خوشنویسی کا فن سیکھنا بھی شروع کیا۔ لیکن اُن کا زیادہ تر رجحان طب کی طرف رہا۔ چنانچہ اِس میدان میں انہوں نے خاصی محنت کی جو ثمر آور ہوئی ہے۔ حضرت صاحبؒ اور

Marfat.com

میرے ساتھ دوا سازی میں شریک رہے۔ اِس طرح نازؔ صاحب کو تشخیص اور دواسازی میں کافی تجربات حاصل ہوئے۔ پھر اُسی دوران راقم الحروف سے نسبت بیعت استوار کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کی طرف راغب ہوئے۔ اوراد و وظائف معمول ہیں۔ رُوحانی عملیات کی طرف توجہ ہے۔ مسجد شیر ربانیؒ کے پاس "رفیق دواخانہ" کے نام سے مطب جاری کیا ہؤا ہے۔ اُن کا شمار علاقہ کے اچھّے طبیبوں میں ہوتا ہے اور یہ سب حضرت شِفاء الملّت کی نظرِ کرم کا نتیجہ ہے۔

جناب محمدؐ عارف خطّاط

ایک اور صاحب جنہوں نے اپنی جوانی کا پہلا دَورفنِ خوشنویسی اور عِلم طب سیکھنے کے لیے وقف کیا، وہ محمد عارف خطّاط نوشاہی(خوشنویس) ہیں جو راقم الحرُوف کے پاس خوشنویسی کا فن سیکھنے کے لئے آئے، لیکن حضرتؒ قبلہ کی رُوحانی شخصیت کا ایسا اثر قبول کیا کہ حضرت صاحبؒ کے قدموں میں رہنے کے سِوا انہیں اور کچھ نہیں سوجھتا رہا۔ بازار سے حضرت صاحبؒ کے نسخوں کے مطابق، دوا فروشوں سے ادویات کے اجزاء خرید کر لاتے اور حضرت کی نگرانی میں تیار کرتے۔ اِس طرح انہیں دوا سازی کا عِلم آ گیا۔ پھر آپ کے شاگردوں کے ساتھ طبّی کتابوں کے ابواب مطالعہ کرتے رہنے سے اِس فن میں بھی اچھی خاصی معلومات حاصل کر لیں۔ لیکن فنِ خطاطی میں آگے نکل گئے۔ ملک کے نہایت اچھے خوشنویسوں میں شمار ہوتے ہیں اور عِلم طب کو بھی جانتے ہیں۔ آواز میں ترنّم ہے۔ لہر میں آجائیں تو بڑی اچھی نعت سناتے ہیں۔ حضرت صاحبؒ اور مجھ راقم الحروف کی عقیدت و ادب کو زندگی کا حصّہ سمجھتے ہیں۔

اِن حضرات کے علاوہ بھائی محمد لطیف ولد نواب دین رحمانی بھی اُن دنوں راقم سے خوشنویسی سیکھتے تھے اور ادویات کی تیاری میں حضرت صاحبؒ کا پورا پورا

Marfat.com

ہاتھ بٹاتے تھے۔ محمد لطیف نے جس عقیدت اور ادب کے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت کا حق ادا کیا اُس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اِس بھائی کو دین و دُنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔ اِسی طرح عزیزم صفدر علی ولد ماسٹر غلام محمد صاحب بھی راقم الحروف سے خوشنویسی کا کام سیکھتے تھے۔ وہ بھی حضرت صاحبؒ کے ساتھ دواؤں کی تیاری میں اُن دنوں شریک رہتے تھے۔ بھائی اشتیاق احمد مرحوم ولد میاں برکت علی بھی حسبِ حکم آپ کو ادویات اور دیگر اشیاء مہیا کیا کرتے تھے۔ وہ دوست جو خلوصِ نیّت کے ساتھ حضرت صاحبؒ کی فرمانبرداری اور خدمت کا حق ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے لئے اجر و ثواب موجود ہے جو یقیناً انہیں ملے گا۔

Marfat.com

خُلفائے عُظّام

جس طرح آپ نے علمی میدان میں اپنے شاگردوں کی زندگیوں کے گلستانوں کو اپنے ابرِ کرم کی برسات سے پُر بہار کیا۔ اُسی طرح اپنے حلقۂ ارادت میں موجود طالبانِ حقیقت کی زندگیوں کو بھی اپنی رُوحانی تربیت سے منوّر فرمایا۔ حضرت سیّد شاہ محمد غوث لاہوریؒ جب نوشاہی سلسلۂ تصوّف کے عظیم رہنماء حضرت پیر سچیارؒ کی زیارت کو آپ کے آستانِ کرم پر نوشہرہ گئے تو کئی دن تک وہاں قیام رہا۔ واپسی پر حضرت سچیارؒ نے آپ سے فرمایا۔ میری خانقاہ کے حجروں میں معتکف اور زیرِ ریاضت میرے درویشوں کو دیکھتے جائیں۔ اس سے یہ دکھانا مقصُود تھا کہ آپ نے اپنے خلفاء کی تربیت کس طرح اور کن رُوحانی خطوط پر کی ہے اور عارفانہ حیثیت سے وہ کس بلند مقام پر کھڑے ہیں۔

حضرت شفاء الملتؒ نے بھی اپنے تصرّفِ باطنی اور اپنی روحانی سرپرستی میں جو تربیت اپنے خصوصی خدّام و خلفاء کی فرمائی تھی آپ کے حلقۂ فیض میں رہنے والے حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اپنی علمی، سماجی اور روحانی حیثیتوں میں کیا عہد آفریں ہستیاں تھیں اور ہیں۔ آپ کے خلفائے نامدار کی گفتار و کردار پر آپ کی عملی تربیت اور رہنمائی کی پُوری چھاپ معلوم ہوتی ہے۔ ہر ادا میں اتباعِ

Marfat.com

شیخ کا نمونہ ثابت ہوئے۔ شیخِ کامل کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ اپنی نگاہ پُرتاثیر سے اپنے خلفاء کو بھی کامل کر دیتا ہے۔ پارسائی اور زہد و تقویٰ میں منفرد دیگر متعدّد خلفاء کو اِس مختصر سی فہرست میں شامل نہیں کر سکا۔ جو شامل ہیں اُن کے بارے میں فی الحال یہ چند مختصر تعارفی سطور لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

☆ مولانا مولوی نُور محمدؒ صاحب (کوٹ رادھا کشن)

بڑے صاحبِ ایمان، صاحبِ کردار اور صاحبِ طریقت بزرگ تھے۔ بچپن سے ہی صَوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ جھُوٹ سے متنفّر تھے۔ حق گوئی عادت تھی۔ جس سے مِلتے محبت و خلوص سے ملتے، شرم و حیا کے ساتھ نظریں جھکائے رکھتے۔ شہر کی اکثر مسجدوں میں سالہا سال تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ درویشی کی ہر خوبی آپ کی شخصیت میں موجود تھی۔ صاحبِ حضُوری تھے۔ حضرت میاں روشن دینؒ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اُن کی وفات پر حضرت شفاء الملتؒ آپ کو سلوک کی منزلیں طے کراتے رہے۔

مولانا نور محمد صاحب بڑے مؤدب درویش تھے۔ شیخ کے دیوار و دَر کو بوسے دیتے پھرتے تھے۔ انہوں نے زندگی میں شائد ہی کوئی نماز اور روزہ قضا کیا ہو اور شاید ہی کبھی تہجد کی نماز چھوڑی ہو۔ غرض اپنی خوبیوں میں فردِ فرید تھے۔ آپ کے صاحبزادگان جناب غلام رسُول گِل صاحب اور جناب غلام نبی گِل اپنے والدِ بزرگوار کی طرح اسلامی تہذیب و تمدّن کے دلدادہ ہیں۔ ہر سال حضرت مولاناؒ کی رُوحِ مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے تقریب کا اہتمام کرتے ہیں۔

☆ حضرت میاں اللہ دتا صاحبؒ ساہی

ولائیت کے بلند درجہ پر فائز یہ وہ بلند پایہ ہستی تھی جسے بارگاہ ابد قرار میں قربِ خاص حاصل تھا۔ آپ کی شخصیت اگرچہ ظاہری علوم سے آراستہ نہ تھی لیکن

Marfat.com

آپ کو علمِ لدُنّی سے نوازا گیا تھا اور شیخِ کامل کے فیوض و تصرّفات سے حقیقت کے اندر تک رسائی حاصل تھی۔

اپنے شیخ کی ہر ادا پر قربان تھے۔ ہر پہلو میں شیخ کی تعظیم اور ادب و احترام کو فرض سمجھتے تھے۔ راقم الحروف کے ساتھ حضرت کو جو انس و محبت تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کو صاحب حال او صاحبِ اسرار کہنا مبالغہ پر مبنی نہیں۔ آپ فی الحقیقت ایسے تھے۔ سینے میں ایمان کی حرارت اور دل میں عشق الٰہی کی تپش لیے پھرتے تھے۔ زندگی بھر نوشاہی قادری طریقت کے راستے پر گامزن رہے۔ افسوس! آپ کے بعد طریقت سے نا آشنا کچھ **حضراتِ محترم** ، آپ کا نسبِ طریقت **کچھ اور سمجھے** ہوئے ہیں یہ اُن کی رُوحِ مبارک سے زیادتی ہے۔ مَیں نے اُن کی شخصیتِ گرامی پر ایک جامع مقالہ سپردِ قلم کیا ہے۔

آپ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیئے اُن کی رُوح کو شاد رکھنا اور اُن کے ہی طریقے پر چلنا ضروری ہے۔ اللہ دتا صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ ''مرید کی ذاتی مرضی شیخ کی مرضی سے متصادم ہو تو یہ مریدی نہیں ہے۔ مَیں نے اپنی آنکھوں سے حضرت صاحبؒ کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ آپ کا مزارِ مبارک قلعہ خزانہ میں ہے۔ ہر سال 10 - 11۔ اسوج کو عرس مبارک قلعہ خزانہ میں منعقد ہوتا ہے۔ 4۔ شعبان کو بھی ہر سال آپ کو ایصالِ ثواب کی محفل ہوتی ہے۔ حضرت ساہی علیہ الرّحمتہ ، قبلہ شفاء الملّتؒ کے نہایئت منظورِ نظر اور لاڈلے خلیفہ تھے۔ آپ نے انہیں دستارِ خلافت پہنائی اور مُرید کرنے کی اجازت دی۔

☆ **حضرت مولانا لال دین صاحبؒ**

ایسا مبارک وجود ، ایسا نرالا درویش اور ایسا عاشقِ رسُول ﷺ ، جس کی نورانی صورت دیکھنے سے ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ حضرت لال دینؒ حقیقت میں

Marfat.com

خُلق وشرافت کا چمکتا ہوا لعل تھا۔ ایک ایسی ہستی، ایک ایسی شخصیت جسے جب بھی دیکھو محوِ ذکر اور مصروفِ عبادت دکھائی دیتی تھی۔

طویل عرصہ تک بحیثیتِ مدرّس محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے۔ محنت سے رزق حلال کمایا اور بچوّں کو وہی رزق کھلایا۔ اس لیئے اولاد بھی مجسّم شرافت نظر آتی ہے۔ اُن کے حالات پر بھی میں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ یہاں صرف دو سطروں میں تعارف مطلوب ہے۔ حضرت صاحب اُن کی شخصیت پر ناز کرتے تھے اور جب یہ ملتے تھے تو آپ کے دل کی کلی کِھل جاتی تھی۔ حضرت لال دین ایسے برکت اور فضیلت والے بزرگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ عمر کے آخری ایّام باٹا پوُر کے قریب کوٹ دونی چند میں گزرے، یہیں انتقال فرمایا۔ اور یہیں مدفون ہیں۔ صاحبزادگان جناب محمد سردار صاحب، جناب محمد مختار صاحب مرحوم اور جناب محمد ارشاد صاحب تعلیم یافتہ درویش ہیں۔ بلال پارک گھوڑے شاہ لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ حضرتؒ کا سارا خاندان تعلیم یافتہ اور دینی مزاج رکھنے والے افراد پر مشتمل ہے۔

☆ حضرت میاں احمد دین (نانوڈوگر)

قرآن خوانی کی جو لذّت اِس درویش کی تلاوت سے ملتی تھی۔ اُس کا ذکر اب محض لفظی ہوگا۔ آپ نے سکول کی ایک جماعت بھی نہیں پڑھی تھی۔ قرآن مجید کی تعلیم بھی شاید باقاعدہ طور پر کسی عالم دین سے حاصل نہ کی ہوگی لیکن تعجب کی بات ہے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت بڑی آسانی اور روانی کے ساتھ کرتے تھے۔ قرأت خوش آوازی کے ساتھ کرتے تھے۔ عموماً آدھی رات گزرنے پر تلاوت اور اورادو وظائف کا سلسلہ شروع کرتے۔ چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ نماز قضا نہ ہونے دیتے تھے۔ بات صاف کرتے تھے۔

Marfat.com

جھوٹ سے بڑی نفرت کرتے تھے۔ سچے درویشوں کا یہی تو خاصہ ہے۔ کئی مقامات پر رہائش منتقل کی پھر نانو ڈوگر میں اپنے زرعی رقبے میں مستقل طور پر رہائش اختیار کرلی۔ آخری آرام گاہ نانو ڈوگر میں حویلی بُھٹّیاں کے ساتھ مسجد کے صحن میں ہے۔ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے خلفاء میں سے یہ بزرگ نہایت اچھّے تھے۔ اُن کے صاحبزادگان حاجی عبدالکریم ریٹائرڈ پٹواری، صوفی محمد حنیف اور ملک محمد شریف ہر سال ۲۸۔ پھاگن کو اپنے والدِ بزرگوار کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

☆ حضرت حاجی میاں محمد حسین صاحبؒ

عرقِ عقیدت میں ڈوبی ہوئی میری یہ چند سطور اِس باکرامت درویش کی نذر ہیں جو ہمہ تن نیاز اور صاحبِ سوز و گداز تھا۔ حاجی میاں محمد حسین صاحب جنہیں میرے حضرتؒ بڑی محبت کے ساتھ "حاجی جی" کہتے تھے۔ پُرکشش شخصیت تھے۔ بزرگوں کے ساتھ اخلاص مندی اُن کا شیوہ تھا۔

پنجگانہ نماز باجماعت پڑھنے کی عادت تھی۔ پیرومرشد کی طرح مسجد میں گوشہ نشینی پسند تھی۔ کسبِ حلال کے لیے لوہے کے کام کو ذریعۂ معاش بنایا ہوا تھا۔ لوہے کی باریک سے باریک اشیاء بڑی نفیس اور عمدہ بنانے کے ماہر تھے۔ اخلاق محمدیﷺ کا نمونہ تھے۔ مختصر یہ کہ پیرومرشد کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر ساری عمر چلے اور سرِمُو انحراف نہ کیا۔ حضرت میاں صاحبؒ نے اُن کی روحانی تربیت اپنے خاص ماحول میں فرمائی تھی۔

حاجی صاحب کی اولاد بزرگانِ اسلام سے عقیدت رکھتی ہے۔ آپ کے صاحبزادگان دینی اقدار کے حامل ہیں ریڈیو، ٹی.وی کے ممتاز نعت خوان جناب غلام محمد صاحب حاجی صاحب کے پوتے ہیں۔

Marfat.com

میاں محمد حسین کا روضہ مبارک ماڈل ٹاؤن نیو کیمپس کے سامنے والے سڑک پر جو ٹاؤن شپ کی طرف جاتی ہے، واقع ہے۔

☆ حضرت سائیں شہابُ الدّین صاحبؒ

آج کے اِس نازک دور میں جس نے سچ بولا، سچ کی تلقین کی، نہ کسی کو دُکھایا، نہ ستایا، نہ کسی کا حق چھینا، نہ دغا فریب کیا، اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول رہا، رزقِ حلال کمایا اور کھایا، محنت مزدوری کی اور خلقِ خدا کی خدمت کا فریضہ ادا کیا۔ جس کی شخصیت میں یہ صفاتِ حسنہ ہوں۔ وہ ربُّ العالمین کے خاص فضل و کرم کا مستحق ہے۔

حضرت سائیں شہابُ الدینؒ کی ذات میں یہ صفاتِ حسنہ بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ شرافت انتہاء کی، عجز وانکساری انتہاء کی، یہ سراپا تھا اِس مردِ فقیر کا......جس کی فقیری کا عجب انداز تھا۔

حضرت میاں ہرنی شاہ صاحبؒ کی اولاد میں سے حضرت میاں غلام حسینؒ کے مرید ہوئے۔ اِس نسبت کے قائم ہونے کے ڈیڑھ سال بعد وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے تو حضرت قبلہ میاں نیک محمد صاحبؒ کے ہاتھ پر تجدیدِ بیعت کی اور حضرت کی رُوحانی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔ اُن کی شخصیت میں تقویٰ، پرہیز گاری اور نیاز مندی کا عنصر غالب تھا۔

ان کے زمانے میں ۲۵۔ پھاگن " جب حضرت سیّد محمد داؤد کرمانی بندگیؒ کے آستانۂ عالیہ کی حاضری کے لیۓ سیالکوٹ اور ضلع گوجرانوالہ کی طرف سے عقیدتمند لوگوں کی جماعت شرقپور آتی اور رات یہیں قیام اور آرام کرتی تھی تو اس کے لیۓ شرقپور میں کہیں بھی کھانے کا معقول انتظام نہ تھا۔ آپ نے سوچا کہ اِن درویشوں کو ایک جگہ سے کھانا مہیا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے تقریباً پچاس

سال پہلے چند مصاحبوں کے تعاون سے اِن مسافروں کی میزبانی شروع کی۔ جب اگلے روز جماعت اگلی منزل کی طرف روانہ ہو جاتی تو سائیں صاحبؒ اپنے کام میں لگ جاتے۔

ع ۔ نہ ستائش کی تمنّا نہ صلہ کی پروا

بلاشبہ سائیں صاحبؒ، حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے روشن ضمیر اور پاک باطن خلفاء میں سے تھے۔ حاجی میاں علی حیدر اور حاجی علی صفدر صاحبان سائیں صاحبؒ کے آستانۂ عالیہ کے متولّی و منتظم ہیں۔

☆ میاں چراغ دینؒ جمعدار

نہایت سمجھدار اور وضع دار درویش تھے۔ تلخ حالات میں بھی اپنی حق گوئی اور حق پرستی کا انداز نہ بدل سکے۔ وہ ہمیشہ اُن لوگوں کے ساتھ رہے جن کے دلوں میں انسانیت کا درد وغم موجود تھا۔ سادہ مگر پُروقار شخصیت تھی۔ ذکر کو واردِ وجود کیا ہوا تھا۔ عبادات کو داخلِ وجُود رکھتے تھے۔ سچّی بات ہمیشہ منہ پر کہہ دیتے۔ بلدیہ شرقپور میں عملہ صفائی کے نگران تھے۔ باوجود قلیل تنخواہ کے غریبوں اور حاجتمندوں کی خدمت کرتے تھے۔ فرماتے تھے۔ "اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کثرت، حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں شدّت اور مخلوق کی ہمہ وقت خدمت یہ تینوں اوصاف درویشی کا خاصہ ہیں"۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری کا کام بھی کرتے تھے۔ فرماتے تھے۔ "کسبِ حلال میں بڑی برکت ہے۔ رزقِ حلال سے اور صدقِ مقال سے انسان کو بلندی نصیب ہوتی ہے"۔ چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درُود، لبوں پر رہتا۔ شرقپور شریف میں پیدا ہوئے اور یہیں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد میں سے نذر حسین صاحب ہائی کورٹ میں اور مظہر حسین محکمہ تعلیم میں بطور پروفیسر ملازمت کرتے ہیں۔

☆ میاں ناظر دین صاحبؒ

میں اِس فرشتہ سیرت شخصیت کا بہت معتقد ہوں۔ اُن کی شکل وصورت، مزاج اور عادات حضرت صاحبؒ سے ملتی جلتی تھیں۔ وہ ہر کام باقاعدگی اور شوق کے ساتھ کرتے تھے۔ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ لیکن زندگی کا سارا طریقہ سلیقہ پڑھے لکھے انسانوں کی طرح تھا۔ دانا درویش تھے۔ رائے ونڈ کے قریب گاؤں مانک میں رہتے تھے۔ لوگوں کو اچھی باتیں بتاتے اور نیک اعمال سکھاتے تھے کہ اپنے عمل کے لحاظ سے خود بھی نیکی اور پارسائی کا نمونہ تھے۔ انہیں ملنے سے طبیعت خوش ہو جاتی تھی۔ بلکہ وہ افسردہ دلوں کو بھی خوش کر دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ سکھ بھی آپ کے گرویدہ تھے۔

اُن کے صاحبزادے میاں عبدالرحمنؒ میں بھی (اگرچہ زیادہ تعلیم نہیں تھی) بڑی خوبیاں موجود تھیں۔ دینی رُجحان رکھتے تھے۔ لوگوں کے بہت کام آتے تھے۔ خود نیکی کے راستے پر چلتے اور دُوسروں کو اس پر چلنے کی تلقین کرتے تھے۔ کئی عملیات جانتے تھے اور اُن سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے تھے۔ ڈاکٹر عارف علی اپنے باپ اور دادا کے نقش قدم پر حضرت شفاء الملتؒ کے فیضان کو عام کر رہے ہیں۔ علم دوست اور درویش مزاج ہیں۔

☆ میاں مبارک علی عظمت صاحب

یہ قلندر مشرب فقیر، جلال و جمال کا مرقع تھے۔ اُن کی درویشی کے بڑے رنگ تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ کے فیضانِ نظر نے انہیں کیا سے کیا بنا دیا تھا۔ آپ نے انہیں سلوک کی تمام منزلیں طے کرائی تھیں۔ بہت سے عملیات جانتے تھے۔ شیخ کی گستاخی اور بے ادبی برداشت نہیں کرتے تھے۔ خلافِ طبع کوئی کام پسند نہ تھا۔ شب بیدار، مشغولِ ذکر و اذکار رہتے تھے۔ اسرارِ توحید معرفت سے

Marfat.com

آ گاہ تھے۔ پنجابی میں ان کا منظوم کلام بڑا پُر اثر اور معیاری ہے۔ حکمت بھی کرتے تھے۔ پیچیدہ امراض میں مبتلا بہت سے مریض اُن سے فیض یاب ہوئے۔ اپنے پیرو مرشد حضرت شفاء الملت کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ "رازِ بشر" کے عنوان سے نثر میں ایک کتاب لکھی، خود کتابت کرائی لیکن شائع کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ اوکاڑہ میں مدفون ہیں اولاد میں سے ایک صاحبزادہ محمد اکرم محبوب روڈ اوکاڑہ میں رہتا ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت میاں نیک محمد صاحب قدس سرہ العزیز نے افرادِ ملت کو اپنے گراں قدر ملفوظات کا حیات افروز سرمایہ عطا کیا ہے۔ ایک ایک لفظ دانشِ دینی کا آبدار موتی ہے۔ جس کی چمک دمک سے بصیرتِ باطنی کو فروغ ملتا ہے۔ مُرشدِ کامل کے اِن ارشادات پر عمل کرنے سے ایک انسان صحیح معنوں میں انسانِ کامل بن سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا:۔

☆ 'کر سیوا ملے میوا'۔ آپ کے اِس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ خلقِ خدا کی خدمت و تواضع سے انسان کو دینی اور دینوی سعادت حاصل ہوتی ہے۔
شیخ سعدیؒ کا یہ شعر بھی اکثر سناتے تھے۔

فقیری بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجّادہ و دلق نیست

ترجمہ: فقیری خدمتِ خلق کئے بغیر کچھ معنی نہیں رکھتی۔ صرف تسبیح پکڑنے، مصلّے پر بیٹھنے اور گودڑی پہننے کا نام فقیری نہیں۔

☆ دُنیا کے لیئے مال۔ آخرت کے لئے نیک اعمال، آپ کے اِس فرمان کا

Marfat.com

یہ مطلب ہے کہ مادی زندگی گزارنے کے لیے کسب حلال کے ذریعے محنت کر کے دولت کمانی چاہیئے ـــــــ اور آخرت کے لیے نیکیوں اور بھلائیوں کے ساتھ نجات کا سامان تیار کرتے رہنا چاہیئے۔

☆ انسان کا بے مقصد زندگی گزارنا ایسا ہی ہے، جیسے چوپایہ جو چلتا پھرتا، کھاتا پیتا ہے اور بس۔

☆ دنیا کے نظارے ظاہری آنکھوں سے ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت کا اصل نظارہ دل کی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ اور یاد رکھو دل کی آنکھیں اس وقت روشن ہوتی ہیں۔ جب اس میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف موجود رہے۔

☆ انسانیت کے راستے میں کانٹے بچھانے والے اور لوگوں کی دل آزاری کرنے والے کبھی فلاح نہیں پاتے۔ بھلا اسی کا ہوتا ہے جو دوسروں کا بھلا چاہتا ہے۔

☆ جس اچھے کام کا خیال ذہن میں آئے، اسے اسی وقت کرنے کی کوشش کرو ـ جو لوگ یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ابھی وقت ہے۔ پھر کر لیں گے وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ اپنا کام، آنے والے وقت پر چھوڑ دیتے ہیں وہ بے ہمت ہوتے ہیں اور اپنے حالات کو بہتر بنانے کا سلیقہ نہیں رکھتے۔" مولانا حالیؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

آج کا کام کرو آج نہ کل پر رکھو
کل قیامت ہے اگر آج نہ فرصت سمجھو

علامہ اقبالؒ نے بھی یہی کہا ہے ؎

وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامہ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

☆ مرض الموت میں مولانا غلام یٰسین صاحب ولد ملک محمد اسمٰعیل بولا مرحوم،

Marfat.com

خبر گیری کو آئے اور آپ سے عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمائیں جو میرے لئے کارآمد ہو۔ فرمانے لگے ''سچ سے بڑھ کر کوئی عادت انسان کے لیے فائدہ مند نہیں۔ سچ بولتے رہنا، سچ کی تلقین کرنا، سچ پھیلانا، جھوٹ نہ بولنا اور کسی کے ساتھ دغا فریب نہ کرنا۔''

☆ ڈاکٹر حمید اختر عیادت کو آئے تو آپ نے انہیں یہ نصیحت فرمائی۔ ''بچہ! جس نے گھر سنبھال لیا اس نے بہت کچھ پالیا۔ گھر سنبھالنا بڑا مشکل اور ذمہ داری کا کام ہے۔ اپنی دینی اور دینوی ذمہ داریوں (حقوق) کو نبھانا ہی اچھی زندگی ہے۔

☆ سائیں اللہ دتا مرحوم و مغفور (مجاور دربار) سے فرمایا! اپنے آپ کو ہمیشہ قابو میں رکھو، غصہ کی آگ ہمیشہ ٹھنڈی رکھو، عاجزی اختیار کرو، ہر وقت درود شریف پڑھتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت نہ کرو، مراد پالو گے۔''

(یہ سائیں اللہ دتا آپ کا درویش تھا۔ ہر وقت باوضو رہتا اور مرشد کے فرمان کے مطابق درود شریف پڑھتا رہتا تھا۔ اس نے مسجد ٹاہلی والی میں نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لیے خود وضو کیا ———— اور نماز کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ فرش پر لیٹ گیا اور جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔)

Marfat.com

آخری ایام

قدرتِ کاملہ نے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی۔ آپ نے قیمتی لمحات کو نیکیوں میں بسر کیا۔ زندگی کو رائیگاں نہیں جانے دیا۔ آپ کے مثالی کارنامے آنیوالی نسلوں کو بھی آپ کی یاد دلاتے رہیں گے۔ جہاں سکھ ہے وہاں دُکھ بھی ہوتے ہیں۔ خوشی کے ساتھ غم بھی ہوتا ہے۔ اور تندرستی کے ساتھ بیماری بھی۔ ازل سے ہی یہ نظام چلا آتا ہے۔

غم و آلام کی یلغار میں بھی آپ نے بڑی مطمئن اور خوش وخرم زندگی گزاری، خود فرماتے تھے۔ "یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ اُس نے مجھے اچھے اعمال کی توفیق عنائیت کی مجھے دُنیا کے دکھوں پر کبھی رونا نہیں آیا۔ میں نے ہمیشہ ذاتِ باری تعالیٰ پر بھروسہ رکھا۔ اس لئے مجھے غم کبھی محسوس نہیں ہوئے۔ میں تندرست و توانا رہا تاہم بیماریوں کے سخت سے سخت حملے ہوتے رہے۔ لیکن غم کے اٹھتے ہوئے طوفانوں میں نہ ڈرا نہ غم زدہ ہوا۔ قدرت نے مجھے قوی الجثہ رکھا لیکن بیماریوں کے بھی حملے ہوتے رہے۔ حالت نازک سے نازک تر ہو جاتی رہی۔ یہاں تک کہ کئی دفعہ موت کے قریب ہوا پھر زندگی پاتا رہا۔

1969ء میں آپ کو بخار آنے لگا۔ اُسی دوران جگر متاثر ہوگیا، ہر علاج

Marfat.com

غیر مؤثر ہوتا گیا۔ ایک سال تک آپ صاحب فراش رہے۔ معدہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے غذا میں کمی آتی چلی گئی آہستہ آہستہ آپ کی خوراک چھُوٹ گئی۔ حتیٰ کہ جسمانی نقاہت حد سے بڑھ گئی۔ دُور و نزدیک سے عیادت کرنے والوں کی کثیر تعداد حاضر خدمت رہنے لگی۔

ان دنوں آپ کا یہ روزانہ کا معمول ہوگیا تھا کہ شہر کے اچھے حفّاظ بلوا لیتے اُن سے باری باری تلاوت سنتے اور کلامِ الٰہی سے اطمینان پاتے۔ چوبیس گھنٹوں میں صرف چند گھُونٹ دُودھ کے پیتے۔ خوراک مکمل چھوٹ گئی۔ نہ پھل، نہ پھلوں کا جوس ، انتہائی لاغری اور کمزوری کے باوجود آنے جانے والوں کو تندرستوں کی طرح جانتے پہچانتے اور اُن کی باتوں کا نہایت مدلّل اور برجستہ جواب دیتے۔ ان لمحات میں دنیوی باتیں کم سنتے اور کم کرتے تھے۔ جو بھی خبر گیری کو آتا اسے نصیحت و تلقین فرماتے صبح سے رات گئے تک وقفے وقفے سے قرآنِ مجید کی تلاوت سنتے رہتے۔ ان آخری ایّام میں ہمارے اندازے کے مطابق آپ نے کم وبیش پچاس قرآن مجید کی تلاوت اپنے روبرو ختم کرائی۔ جس وقت حفّاظِ کرام قرآنِ مجید پڑھ لیتے تو آپ کے ہاتھوں کی جنبش بتاتی کہ آپ حالتِ دُعا میں ہیں۔

۱۲۔ اپریل ۱۹۷۲ء کو آپ نے دودھ کے جو دو چار گھونٹ پی لیتے تھے۔ وہ بھی موقوف ہوگئے۔ غذائی آلائشوں سے گویا آپ کا باطن صاف ہوگیا۔ اب جسمانی طاقتوں کے جواب دے جانے پر آپ کی روحانی قوت کام کر رہی تھی۔ بیسیوں لوگ روزانہ خبر گیری کو آتے آپ اُن میں سے ہر ایک کو پہچانتے اور اُن کی باتوں کا پُورے ہوش و حواس کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ جب بھی اذان سنائی دیتی آپ اپنا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف کر لیتے اور اشاروں سے نماز ادا فرماتے ہوئے دکھائی دیتے اور زبان کی حرکت سے واضح ہوتا کہ آپ

اورادووظائف پڑھ رہے ہیں۔

۱۸۔۱۹۔ اپریل ۱۹۷۲ء (۳۔۴ ربیع الاول) کی درمیانی شب کے آخری حصے میں جس وقت آپ تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہوا کرتے تھے۔ آپ کی رُوحِ لطیف محبوبِ حقیقی کے وصل کے لئے بیتاب ہونے لگی ۔ چراغِ سحری موت سے ہم آغوش ہونے کے لیے ٹمٹمانے لگا۔ غم کے پہاڑ ٹوٹنے کے آثار نظر آنے لگے۔ آخر وہ نازک گھڑی آ پہنچی، یہ گنہ گار راقم الحروف اپنی اشکبار آنکھیں آپ کی آنکھوں میں جمائے، آپ کی پیشانی کی طرف جھکا۔ اُس وقت آپ کلمۂ طیبّہ پڑھ رہے تھے۔ خُدّام کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ اسم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یکا یک آپ نے اپنی پلکیں بند کرلیں اور ابدی نیند سو گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
رُوئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

Marfat.com

کشف و کرامات

آپ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔ کس کس کا ذکر کیا جائے کہ یہ باب بہت لمبا ہو جائے گا۔ کیا یہ کم کرامات ہیں کہ آپ نے کتنے ہی بے راہرو انسانوں کو سیدھی راہ پر چلایا۔ انہیں تہذیب و اخلاق اور خوفِ الٰہی کے ساتھ زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔ کل جو آزاد منش ڈانواں ڈول پھرتے تھے۔ آج پکے نمازی، پرہیز گار اور خلقِ خدا کے خیر خواہ ہیں۔ آپ نے اُن پر توحید کے اسرار و رموز کھول دیئے اور درویشی کا سبق سکھا دیا۔ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے دو ایک کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بابُونہ ایک خود رُو جڑی بوٹی ہے جو بطور دوا یونانی مرکبات میں شامل کی جاتی ہے ایک زمانہ تھا کہ ضلع گوجرانوالہ کے اک گاؤں کوٹ حنیف (جہاں آپ کے مریدین رہتے ہیں اور آپ جایا کرتے تھے) کے کھیتوں میں پائی جاتی تھی۔ لیکن کیمیاوی کھادوں کے استعمال کی وجہ سے ایسی نباتات مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں آپ اپنے لاڈلے مرید اور خلیفہ (جانشین طریقت) حضرت میاں اللہ دتا صاحبؒ ساہی قادری نوشاہی کے ہاں قلعہ خزانہ گئے ہوئے تھے جو کوٹ حنیف مذکور کے پاس ہی ایک گاؤں ہے۔ آپ نے حضرت اللہ دتا صاحبؒ سے فرمایا

Marfat.com

اس علاقے میں بابونہ مل جایا کرتا تھا۔ اب نہیں ملتا۔ آپ چاہیں تو مجھے ہر سال موسمِ بہار میں جب یہ اگتا ہے بھجوا سکتے ہیں اور بھجوانے کا یہ سلسلہ چل سکتا ہے۔ انہوں نے کہا حضور مجھے کوئی ایک پودا دکھا دیں۔ آپ نے فرمایا ادھر ملتا نہیں کیسے دکھاؤں۔ اتفاق سے وہ بہار کا موسم تھا۔ حضرت صاحبؒ اٹھے اور آپ کی قیام گاہ (جہاں اب اُن کا آستانہ ہے) سے ہی ایک پودا ڈھونڈ نکالا اور انہیں دکھاتے ہوئے فرمایا یہ ہے آپ کے پاس سے ہی برآمد ہوا ہے۔ اللہ کرے یہ آپ کے یہاں اگتا رہے اور آپ ہمیں بھجواتے رہیں۔

قدرتِ الٰہی دیکھیئے۔ بابُونہ اُس پُورے علاقے میں اب بھی نہیں ملتا۔ لیکن وقت آنے پر حضرت اللہ دتاؒ کے آستانۂ عالیہ کے احاطے کے اندر (چاردیواری میں) خود بخود اُگ آتا ہے۔ اِتنی مقدار میں وہاں سے فراہم ہو جاتا ہے جو سال بھر کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ پہلے پہل حضرت اللہ دتا صاحبؒ خود یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ پھر میاں بشیر احمد صاحب چیمہ اور مرحوم شبیر احمد صاحب لاتے رہے۔ اب یہ ذمہّ داری برادرِ طریقت محمد ارشد کشمیری (پیپلز کالونی گوجرانوالہ) اور عمر حیات صاحب منتظم آستانہ عالیہ نباہ رہے ہیں۔ اور حضرت صاحبؒ کی یہ زندہ کرامت سب کے سامنے ہے۔

آپ کے مریدِ خاص رحمت علی صاحب ولد حاجی محمد رمضان صاحب (خالق آباد علاقہ نواب صاحب لاہور) بیان کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ مجھے پکے ہوئے گوشت سے نفرت ہوگئی تھی۔ جب بھی اس قسم کا سالن سامنے آتا تو میرا جی متلانے لگتا۔ کھاتا تو قے ہو جاتی۔ والد صاحب نے یہ ماجرا حضرت صاحبؒ سے بیان کیا۔ آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔

اتفاق سے اس روز جو کھانا آپؒ کے سامنے لایا گیا اس سالن میں بھی

Marfat.com

گوشت موجود تھا آپ نے مجھے آواز دی۔ قریب ہوا تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ فرمانے لگے کھاؤ، مگر میں کیسے کھاتا۔ آپ نے ایک نوالہ گوشت کے ٹکڑے کے ساتھ ملا کر اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے منہ میں ڈال دیا۔ وہ دن جائے اور آج کا آئے مجھے نہ گوشت سے کبھی نفرت ہوئی نہ ہچکچاہٹ، پیٹ بھر کر کھا لیتا ہوں۔ یہ آپکی زندہ کرامت ہے۔

آپکے مرید اور خلیفہ ارشد حضرت حاجی محمد حسین صاحبؒ ماڈل ٹاؤن لاہور کے پوتے میاں غلام محمد جو ٹی وی ریڈیو کے معروف نعت خواں ہیں۔ پیچش کی شدید تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ آپ اُن کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حاجی صاحب نے غلام محمد صاحب کی ساری کیفیت اور صورتِ حال بیان کی تین دن تک آپ کا قیام اُن کے ہاں رہا۔ دو دن مسلسل دوا کی مگر افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض بڑھتا ہی گیا۔ راقم الحروف بھی آپ کے ساتھ تھا۔

دو دن کے بعد جب تیسرے دن کی درمیانی رات کو آپ نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لیے اٹھے تو دعا میں یہ الفاظ کہتے رہے۔ (ان الفاظ کو میں نے اور حاجی صاحب نے خود سنا) یا اللہ! اس بچے کا میں نے بہت علاج کیا ہے۔ اب میرے اٹھائے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لے۔ اسے شفا عطا فرما۔ دوائیں تو وہ بہت کھا چکا ہے"

صبح ناشتے میں حضرت صاحبؒ کے لئے دودھ کی پیالی لائی گئی جس کے ساتھ انڈوں کا حلوہ بنا ہوا تھا۔ غلام محمد انڈوں کے حلوے کو دیکھ کر ضد کرنے لگا۔ کہ یہ میں نے بھی کھانا ہے۔ حالانکہ پیچش اور انڈوں کا حلوہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ مگر آپ نے اپنی پلیٹ میں سے حلوے کے دو تین چمچ اٹھا کر اُسے کھانے کے لیے دے دیے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ حلوہ کھانے کے کچھ دیر بعد غلام محمد صاحب کی بیماری جاتی رہی۔ نہ درد، نہ مروڑ، نہ آنتوں

سے خون، تندرست ہو گئے۔

۱۹۰۹ء میں جب دریائے راوی کٹاؤ کرتا ہوا شرقپور کی آبادی کے قریب ہو گیا اور اس کی تند و تیز لہروں نے آپ کی زرعی زمین کو نگلنا شروع کر دیا تو معززین کا ایک وفد جس کے نمائندہ آپ کے مصاحب حاجی محمد اشرف عرف حاجی بُلھا کٹاریہ تھے۔ آپ سے التماس کی کہ ہم لوگ آج دریائے راوی کے اس کنارے پر جو آپ کی کٹتے ہوئے زرعی رقبہ کا ہے۔ دیگیں پکانا چاہتے ہیں آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں اور دعا کریں یہ مصیبت آپ پر سے اور شہر والوں پر سے ٹل جائے۔ آپ نے آنکھوں پر چڑھائی عینک کے شیشوں میں سے بڑے عجیب انداز سے حاجی بُلھا صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ "بھائیا جی، تہاڈا کیہ خیال اے جو دیگاں پکا کے نعوذ باللہ، نعوذ باللہ رب کریم نوں راضی کر یئے جو ایہہ زمین ڈھاوٗنی چھڈ دے۔ جے اوہدی رضا انج ای اے تے فیر سانوں وی اوہدی رضا وچ راضی ہونا چاہیدا اے۔ تسیں میرے نال سارے رل مل کے کسیاں تے کدالاں لے آؤ۔ جے رب تعالیٰ اک مرلہ دریا کولوں زمین ڈگوائے تے تسیں دو مرلے نال آپ وی ڈیگ دو۔ میں عاجز رب کریم اگے ایتھے بیٹھا ای دعا کر دیاں گا ۔ یا اللہ خیر کر"

ابھی دو دن نہ گذرے تھے کہ
دریا میں شدید طغیانی آ گئی۔ رات کو جب پانی کا بہاؤ کم ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ دریائے راوی چھ سات میل دور اپنی پرانی گذر گاہ پر جا چکا تھا۔ آپ کی یہ کرامت اظہر من الشمس ہے۔

بہت سی باتوں کو آپ بذریعہ کشف معلوم کر لیتے تھے۔ جس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں آپ کے عقیدتمند مولوی احمد علی چڑی مار (جو

اکثر مسجد میں آپ کے پاس آکر بیٹھتے تھے) اپنے کھیت میں ہل چلا کر واپس آرہے تھے۔ راقم کو انہوں نے خود بتایا تھا۔ کہ اس وقت مجھے بھوک ستا رہی تھی۔ میرا دل یہ چاہتا تھا کہ چنوں کا شوربہ ہواور پراٹھا۔ مزے سے کھاؤں، حسب معمول جب مسجد میں داخل ہوا تو آپ تشریف فرما تھے۔ میں نے غسل خانے میں جسم کو ٹھنڈا کیا۔ قمیض پہن رہا تھا کہ اتنے میں گھر سے آپ کے لیے کھانا آیا جس میں چنوں کا شوربہ اور پراٹھے تھے۔ آپ نے اس میں سے صرف ایک دو نوالے لیے پھر کھانا میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ ''تمہاری خواہش قدرت نے پوری کر دی ہے۔ یہ کھانا میرے لیے نہیں تمہارے لیے آیا ہے۔ میں تو پراٹھے کھاتا ہی نہیں۔''

• موضع خود پور سے آپ کے عقیدت مند فقیر محمد صاحب اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آپ کی حاضری کے لیے آئے۔ اس روز میلہ سکھانوالہ تھا اور آپ گھر سے مسجد میں تشریف نہیں لائے تھے وہ سیدھے سائیں اللہ دتا مرحوم کے پاس آگئے۔ چلو سائیں اللہ دتا، میلہ دیکھ آئیں۔ وہ کہنے لگے حضرت صاحبؒ میلہ دیکھنے پر مجھ سے ناراض ہوتے ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ کو کیا معلوم کہ ہم گئے کہ نہیں۔ آپ کو تو ابھی ہمارا آنا معلوم نہیں ہوا۔ میلے پر چلے گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد واپس آئے تو اُس وقت تک آپ مسجد میں تشریف لا چکے تھے۔ فقیر محمد صاحب جب سلام عرض کر کے بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا۔ ''کب آئے ہو''۔ کہنے لگے، کچھ دیر پہلے۔ آپ نے فرمایا۔ ''میلہ دیکھ آئے ہو؟ سنا ہے اس دفعہ کوئی زیادہ رونق نہیں ہوئی۔'' یہ الفاظ سن کر، فقیر محمد اور سائیں اللہ دتا شرمندہ ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ حیرت کے ساتھ تکنے لگے کہ جس چیز کو ہم نے پوشیدہ رکھا۔ قدرت نے وہ آپ پر عیاں کر دی ہے۔

Marfat.com

صوفیانہ کلام

حضرت شفاء الملّتؒ اچھے شعروں کو پسند فرماتے تھے۔ بہت سے صوفی شعراء کا عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کلام یاد تھا۔ مولانا رومیؒ ،خواجہ فرید الدین عطارؒ ،حضرت سعدیؒ، حافظ شیرازیؒ، مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے علاوہ حضرت خواجہ فرید کوٹ مٹھنؒ، بابا فرید گنج شکرؒ ،حضرت سید بھیکؒ، حضرت شاہ حسینؒ اور حضرت بلھے شاہؒ کے اشعار زبان پر اور حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ، حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ ،حضرت سیدنا امام زین العابدینؒ اور حضرت امام بوصیریؒ کے قصیدہ بردہ کے اشعار سے سرشار رہتے تھے۔ آپ خود بھی شعر کہہ لیتے تھے۔ شعر کی ماہیت اور عروضی قواعد سے واقف تھے۔ لیکن شاعری کی طرف زیادہ میلان نہیں تھا کبھی کبھی آمد کا سلسلہ ہوتا تو اچھا سا شعر قلمبند فرمالیتے۔ اس لئے آپ کا شعری سرمایہ کم دستیاب ہے۔ مگر جتنا ہے اہم ہے۔ حمد و نعت ،قصیدہ و منقبت، کافی اور رباعیات میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔ آپ کے اردو اور پنجابی کلام میں سے کچھ جھلکیاں آپ کے سامنے ہیں۔

نعتِ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

ضیائے زندگانی ہے جمال جاوداں ان کا
محمد مصطفےٰ نور نبوت ہے عیاں ان کا

وہ محبوب الٰہی ، شان ذات کبریائی ہیں
الہ العلمین قرآن میں ہے مدح خواں ان کا

جہاں روشن ہوئے باطل کے اندھیرے مٹے سارے
بہاریں آ گئیں ہر سو ، قدم آیا جہاں ان کا

کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
خدا کے رازداں وہ ہیں خدا ہے رازداں ان کا

نبی اللہ کی رحمت کا ہے ہر چیز پر سایہ
کھلا باب عنایت ہے برائے انس و جاں ان کا

شفیع المذنبیں ہیں آپ غم خوار دو عالم ہیں
دیا ہے حق تعالیٰ نے سہارا بے کراں ان کا

گنہ گاروں کو حاصل مژدہ عفو و شفاعت ہے
کہ دامان کرم ہے ہر طرف رحمت فشاں ان کا

ہمیشہ کے لیے یہ سرمہ اہل بصیرت ہے
فروغ چشم انساں ہے غبار آستاں ان کا

فقط اللہ کو معلوم شان مصطفائی ہے
یہ انساں نیکؔ عاجز مرتبہ جانے کہاں ان کا

Marfat.com

نصیحت

اکھیں کھول بے ہوشا جلدی نہ کر نیند پیاری
ایس مسافر خانے اندر لٹے کئی بیوپاری

جو آیا اس مال ونجایا ثابت رہیا نہ کوئی
جاگن والے رہے سلامت جیہناں نیندر کھوئی

غافل نہ سوں ایس سراں وچ جتھے چور مریلے
مال متاع سب لٹن تیرا اٹھیں جاگ سویلے

توں مہمان ایں اک گھڑی دا مول وساہ نہ تیرا
اچن چیت کسے دن بیلی کوچ کریں گا ڈیرا

ایہہ دنیا پردیس اے بیبا نہ کر اس دا ماناں
خبر نہیں جو کیہڑے ویلے ایتھوں اے ٹر جاناں

حضرت پاک نبیؐ فرمایا عمرؓ دے بیٹے تائیں
وانگ مسافر دنیا اتے بہہ کے جھٹ لنگھائیں

جو کوئی راہ مسافر ہووے اس دی تھاں نہ کائی
قبراں والیاں وچوں سمجھن من اپنے نوں بھائی

عملاںؐ باجھ نہ ہووے چانن عملاں باجھ ہنیرا
رب دا بن جا رب دیا بندیا رب وارث ای تیرا

کر تیاری اگے جاناں عزت نیک اعمالاں
مٹھ لیا اے تینوں بھائیا دنیا دے جنجالاں
توں امیداں کر کر ایتھے ایویں عمر گنوائی
اس دم دا بھرواسہ ناہیں کسے ویلے ٹر جائی
نیکؔ محمد ہن توں سجنا عاقل ہو ہوشیاری
چالی سالاں عمر پیاری غفلت وچہ گذاری

کافی

میرے کیوں چِر لایا ماہی
میرے کیوں چِر لایا ماہی
جِند ماندی سِک دی آہی
میرے کیوں چِر لایا ماہی

گل نیڑے ہون دی دَس دا ساتھوں دُور دُوراڈا وَس دا
پیا جیوڑا ایویں کھَس دا
تتّی لنبوآں دے وچ ڈاہی
میرے کیوں چِر لایا ماہی

کوئی ماہی دی خبر لیاوے پیا ہجر وچھوڑا کھاوے

Marfat.com

جند مُکدی مُکدی جا وے
لگی اے مُلّے ساہی
میرے کیوں چِر لایا ماہی

ہر ویلے لنبُو ساڑن غم عشق دے سُولی چاہڑن
دودھ وانگوں اگ تے کاہڑن
ہوئی آ دیکھ وناہی
میرے کیوں چِر لایا ماہی
کرے نیک محمد زاری کر ترس تے آ اک واری
توں جتیوں تے میں ہاری
من ہاڑے میں آں راہی
میرے کیوں چِر لایا ماہی

Marfat.com

درمدحِ مردِ مُمجّد شفاء الملت

حضرت قبلہ میاں نیک محمدؒ قادری نوشاہی

جنابِ بشیر حسین ناظمؔ (اسلام آباد)

چُوں راست کُنم بہرِ صفت، کلک و قلم را ❁ وصّاف، شوم حلقۂ مردانِ شیَم را
آید بلبم اسمِ گرامی رفقیرے ❁ می چید زہر قلبِ حزیں حرمِلِ غم را
آں نیک زماں نیکِ جہاں نیکؒ محمد ❁ پاشندہ گلہائے نِعَم مردِ دژم را
از طاقتِ نیرُوئے عمل کرد مبدّل ❁ عنوانِ گسل کاری و مفہُومِ ھرَم را
از یمُنِ شفا خود را چناں کرد مشرّف ❁ دانست بہ نظرے مرضِ مردِ سقم را
از نرمیِ گفتار بیاورد بہ طاعت ❁ مردانِ تمرّد را شیاطینِ رجم را

در طینتِ اُو بود نہاں جوہرِ ہمّت ❁ کآں کرد پشیمان و خجل شہرۂ جم را
اے فخرِ نیاگانِ خُدابین و خدُاداں ❁ اے جلوہ طرازِ عَلَمِ ملکِ حکَم را
اے جانِ ہم شانِ طبابت، درِ حکمت ❁ ناز است بتو جنسِ عنایات و کرم را
بخشید تُرا پایۂ کیوان و سہا، حق ❁ کآں رُتبہ تواند نرسد حاتم و جم را
وا بود درت از پئے طلّابِ تصوّف ❁ گشتند ہمہ نازِ نگہبانیِ دم را
ناظمؔ چہ کنم مدحتِ سُلطانِ فقیراں ❁ زینت دہِ ایوانِ جناں، خُلد وارَم را

❁

یادیں، تأثّرات

شفاءُ المِلّت آفتابِ حکمت، گنجینۂ معارف

حضرت میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہی قدّس سرّہٗ العزیز

محترم جناب بشیر حسین ناظم (اسلام آباد)

قصبہ شرقپور شریف زاد اللہ شرفہا ایسی سرزمین کے وسط میں آباد ہے جس کے اطراف کو وقت کے اقطاب و اغواث، نجباؑ و نقباء، اولیائے حقانی اور عُشّاقِ محبوبِ سبحانی اور محبّانِ شہنشاہِ بغداد حضرت ابُو محمد عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات نے ملاذ و معاذ کی صورت میں اپنے حلقۂ تعوّذ و تلوّذ میں لے رکھا ہے۔

شرقپور شریف سے کچھ فاصلے پر حضرت سیّد حافظ محمدؒ ہاشم شاہ سندھی رحمتہُ اللہ علیہ کا مزار، مطلعِ انوار ہے۔ ایک طرف حضرت سیّد گلاب شاہ صاحبؒ کی ضریحِ مبارک ہے۔ جو قدیم عید گاہ کے دائیں گوشے کے باہر واقع ہے۔ اس سے چند قدموں کی مسافت پر جنیدِ دوراں بایزیدِ عصر، نازوشانِ کرامتؒ قائم شریعت و طریقت و حقیقت حضرت میاں شیر محمد صاحب شیرِ ربانیؒ اور منبعِ سُنّتِ رسُولُ اللہ، حضرت قبلۂ عالم میاں غلام اللہ صاحب المعروف ثانی لاثانیؒ کے مزارات ہیں۔

Marfat.com

جن پر اہلِ دل اور صاحبانِ حال، امطارِ انوار کی پھُوار دیکھتے اور اُن کے فیوض سے مالامال ہوتے رہتے ہیں۔

ایک طرف حضرت خواجہ میاں سعید شیخ چشتی ؒ کا مرقدِ پُرانوار ہے۔ یُوں اگر شرقپور کو ایک جسم تصوّر کیا جائے تو سیّد العارفین حضرت امانت علیؒ المعروف حضرت ہرنی شاہ صاحبؒ کی ابدی آرام گاہ کو دِل کا درجہ حاصل ہے۔ جہاں سے اہلِ جہاں ہر وقت معرفت و روحانیت کی بُوئے دل آویز سے مشامِ جاں معطّر کرتے اور اپنی مرادوں کے دامن بھر کے لے جاتے ہیں۔ اِسی آرام گاہ کے احاطے میں نوشاہی سلسلۂ طریقت کے ایک نامور بزرگ، ایک بے ہمتا عالمِ دین، ایک یکتائے روزگار رُوحانی پیشوا ایک خطیبِ لبیب، ایک ادیبِ اریب، مرشد و ہادئ مِبتدیاں اور سالک و رہنمائے منتہیاں قبلۂ عالم شِفاءُ الملّت حضرت میاں نیکؒ محمدؒ صاحب قادری قدّس سِرّہٗ العزیز آسودۂ خاک ہیں۔ جن کی عظمت و جلالت، حکمت و بصیرت طبابت و خطابت اور ارشادو ہدائیت کے جلوے ایک عالم نے دیکھے۔ ان کی بارگاہ میں جو بھی آیا جسمانی اور رُوحانی امراض سے شِفا پا کر جاتا رہا۔ آپ زبردست رواں شناس (Psychologist) تھے۔ بیماروں کی نبض دیکھتے ہوئے۔ آپ کی نظر اُن کے دلوں پر ہوتی اور چہروں سے اندازہ فرمالیتے کہ کس مریض کو کِس قسم کی پریشانی لاحق ہے، روحانی یا جسمانی۔

یورپ میں رواں شناسی کی تعلیم تقریباً تین سو برس پہلے ہوئی۔ لیکن اسلامی طب میں نبّاضی اور رواں شناسی (عِلمُ القیافہ) اپنی قدامت کے لحاظ سے بہت پرانا ہے۔ جناب حکیم ابوعلی سیناؒ اسلام کے وہ عالم فاضل، فسلفی، ریاضی دان ماہر علومِ فلکیات و ارض، حاذق الحکمت، استاد الشعراء تھے۔ جن کی کتاب "القانون" پر مشرق و مغرب کو آج بھی ناز ہے اور اسی کتاب کے فارما کو پیاپر ایلوپیتھی طریقِ علاج جاری وساری ہے۔ اُن کے ایک قابل شاگرد علاّمہ احمد ابُوالحسن نجم الدین

Marfat.com

نظامی عروضی سمرقندیؒ تھے۔ انہوں نے ایک نہایت وقیع اور مہتم بالشان کتاب ''چہار مقالہ'' کے نام سے تصنیف کی جس میں چار مقالے بعنوان (1) در ماہیتِ علمِ دبیری و کیفیّتِ دبیرِ بلیغ و کامل (2) در ماہیتِ علمِ شعر و صلاحیّتِ شاعر (3) در ماہیتِ علمِ طب وہدایتِ طبیب و کیفیت اُو (4) در ماہیتِ علمِ نجوم وغزارتِ منجّم درآں علم تحریر کیئے۔

وہ علمِ طب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''علمِ طب ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے بدنی صحّت پر خاص نظر رکھی جاتی ہے اور جب صحّت زائل ہو جاتی ہے تو اُسے واپس لاتے ہیں۔ طبیب کی صفاتِ عالیہ میں سے یہ مخصوص صفات ہیں کہ وہ رفیق الخَلق، حکیمُ النّفس اور جیّد الحدس ہو۔ وہ طبیب جو نفسِ انسانی کی بزُرگی کو نہ پہچان سکے وہ رفیق الخَلق نہیں ہوسکتا۔ جب تک منطق نہ جانے حکیم النفس نہیں ہوتا اور جب تک تائید یافتہ نہ ہو جیّد الحدس نہیں ہوتا اور بیماری کو نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ تشخیص کی دلیل نبض سے لینا ہوتی ہے اور نبض انقباض و انبساط کی حرکت کا نام ہے اور وہ سکوُن جو اِن دو حرکتوں کے درمیان ہوتا ہے۔''

اِن سطوُر کی روشنی میں مخزنِ ولائیت شفاءُ المِلّت حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی پیشہ وارانہ صلاحیت پر بحث کی جائے یا سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ آپ بلاشبہ ایسے حاذق طبیب تھے۔ جن کی شخصیتِ گرامی میں رفاقتِ خَلق، حکمتِ نفس اور جو دیّتِ حدس کے تمام عناصر بدرجۂ خاص موجود تھے۔ آپ نبض دیکھتے ہُوئے، مریض کے چہرے کا مشاہدہ کرتے اور اُس کی قلبی کیفیات پر نظر رکھتے تھے۔ آپؒ کے صفائے باطن،

Marfat.com

پاکیزگی و طہارتِ فکر، نظافتِ طبع اور نزہتِ فن کی شہادتیں موجود ہیں۔

میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مخدومِ اولیاء، میرِ کاروانِ محبانِ مصطفیٰ ﷺ امیرِ مجلسِ ذکرِ ربُّ العُلیٰ، اسیرِ حلقۂ مُوئے عنبر فشاں حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے پاس جب کوئی مریض آتا تو زیادہ تر اس کا رُوحانی معالجہ فرماتے۔ ہاں بدنی علاج جیسا بھی مطلوب ہوتا کرتے۔ اکثر تو آپ کی مسیحانہ پھُونک سے ہی خوش و خرّم لوٹتے۔ اور جب اُس سے لوگ پوچھتے، میاں صاحبؒ سے کونسی دوا لے کر آئے ہو تو وہ یہی کہتا کہ ہم تو آپ کے پاس ذوقِ یقیں لے کر گئے تھے۔ لہٰذا آپکی نگاہِ رافت نے میری جسمانی اور رُوحانی حالت کی اصلاح فرما دی ہے۔

میں اکثر جمعتہ المبارک کی نماز حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحبؒ کے ہاں پڑھتا۔ آپ کے مواعظِ حسنہ سے مستفید ہوتا۔ دُعا سے پہلے حضرت صاحبؒ مجھ سے اور دیگر نعت خوانوں سے نعتیں سنتے۔ دعا کے بعد حجرۂ مبارک میں تشریف لے آتے۔ بہت سے لوگ اپنی بدنی صحت کی درستی کے لئے آپ سے دوا اور دُعا کی درخواست کرتے تو حضرت ثانی لاثانیؒ مجھے حکم دیتے ''بشیر! ایہناں نوُں حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ دے کول لے جا، دوا وی لے دئیں تے میرے وَلّوں اوہناں نوُں آرکھیں جو ایہناں نوُں دم وی کر دین۔'' سبحان اللہ! ایسے خوش قسمت مریض، رحیقِ دوآتشہ سے سرشار ہوتے اور یہ سرشاری و مستی اُن کی روحانی اور جسمانی صحت کی ضامن ٹھہرتی۔ حضرت ثانی لاثانیؒ خود اپنے زمانے کے اجل حکماء میں سے تھے۔ لیکن آپ ہر جمعہ کو ضرور دو چار مریض میرے ساتھ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی خدمت میں بھیجتے۔

میں اِدھر حاضر ہوتا تو حضرت شفاءُ المِلّتؒ کے چہرۂ انور پر سرُور و شادمانی اور بہجت و فرحت کے آثار دیکھتا۔ آپ مجھے دیکھ کر زیرِلب مسکراتے اور ''کیہ

Marfat.com

حال نیں کہہ کر میری خیریت بھی پوچھتے"۔

میرے والدِ محترم میاں غلام حسین صاحب کی خیریت بھی دریافت فرماتے۔ جونعت میں عظیم استاد تھے اور وابستی تعلیم کے باوصف انہیں پنجابی میں حضرت میاں محمد بخشؒ، ہاشم شاہؒ، فضل شاہ نوانکوٹی ؒ، راقب قصوریؒ۔ اُردو میں بیدم وارثی ؒ، حضرت علامہ اقبالؒ، اکبر میرٹھیؒ، اور فارسی میں حضرت مولانا عمادُ الدّینؒ، مولانا نورُ الدّین جامی نقشبندیؒ، حضرت امیرِ خسروؒ اور حضرت شیخ سعدیؒ کا کلام از بر تھا اور آواز میں لحنِ داؤدی کے جلوے تھے۔ کیونکہ میرے والد ماجد کی نعت خوانی آپؒ بڑے شوق اور محبت سے سنتے تھے۔

جب مَیں اور حضرت صاحبزادہ علامہ میاں نصرت نوشاہی مدظلہٗ اور مخدومی ومحترمی برادرِ کبیر الحاج فضل احمد تسنیم مونگا اپنے عنفوانِ شباب میں تھے تو اُن دنوں شرقپور شریف کا معاشرتی ماحول حضرت قبلہ ثانی لاثانی ؒ کی برکات سے بڑا دینی اور اخلاقی اقدار رکھتا تھا اور حضرتِ ممدُوح شفاءُ المِلّت حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے دم قدم سے لوگوں کے دلوں میں مؤدّت وموانست کا جذبہ موجود تھا۔ تقریباً ہر محلّے میں بلاامتیازِ امیر وغریب سیّدنا غوثُ الثقلین میراں محیُ الدّین ابومحمد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی گیارھویں شریف کا ختم ہوتا تھا۔ ایسے عقیدت کیشوں کے سرخیل جناب حاجی شیخ محمد اشرف صاحب کٹاریہ المعروف بابا بُلھاؒ تھے۔ مَیں نے اپنی زندگی میں اُن سا عاشقِ رسُول ﷺ اور محبِّ آلِ بتولؓ واصحابِ رسُول ﷺ اور شیدائے غوثؒ الاعظم نہیں دیکھا۔ وہ بڑے تزک واحتشام کے ساتھ محفلِ گیارہویں کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ اُن کے گھر میں اس محفل کی اٹھان اور شان قابل دید ہوتی تھی۔ حاجی صاحبؒ دعا سے پہلے درودتاج، شجرۂ طریقتِ نقشبندیہ اور قادریہ نوشاہیہ، منقبتِ حضرت مولائے علی کرم اللہ وجہہٗ اور نسب نامہ حضرت غوث الاعظمؒ ایسی نیاز مندی اور عقیدت کے ساتھ پڑھتے کہ سامعین جھوم جھوم

Marfat.com

جاتے تھے۔ اکثر مجالس حضرت قبلہ ثانی لاثانی ؒ اور حضرت حاجی فضل الٰہی مونگہ صاحب ؒ کی نگرانی میں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت شفاء الملت میاں نیک محمد صاحب ؒ اِن مجالس میں جلوہ فرما ہوتے تو حاضرین کے سروں پر نُور کی چادریں تنی ہوئی نظر آتیں اور دیگر نعت خواں حضرات کے علاوہ میرے والد ماجد میاں غلام حسین ؒ اِن مجالس کو خاص طور پر اپنی خوش آوازی کے ساتھ گرماتے۔

الحمد للہ اِن اکرام اولیاء اللہ اور اجلال اصفیا کے امین حضرات کے اخلافِ رشید مخدُومی اور محترمی فخرُ المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری زیبِ سجّادہ دربارِ عالیہ مجددّیہ نقشبندیہ اور مُلک کے نامور ادیب، معرُوف دانش ور، ممتاز عالمِ دین اور نعت گو شاعر حضرت صاحبزادہ میاں نور محمد نصرت ؔ نوشاہی اور الحاج فضل احمد صاحب تسنیم ؔ اِن مجالس کے انعقاد و انصرام میں اب تک خاص دلچسپی دکھا رہے ہیں اور اپنے اسلافِ کرام کی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ شرقپور شریف کے نعت خوانوں میں میرے والد ماجد ؒ، میں راقم الحروف اور میاں نور محمد نصرت ؔ نوشاہی کو درجۂ امتیاز میں سمجھا جاتا تھا۔ میرے بزرگ حاجی محمد ابراہیم ؒ اُن کے صاحبزادے غلام محمد اور خوشی محمد بھی مشہور تھے۔ محترم حاجی محمد اسلام ؒ، حاجی غلام نبی کٹاریہ ؒ، حاجی عبدالرشید ؒ عاجز، سیّد خوشی محمد شاہ ؒ عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبات اور جلوُس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے اور اِس شانِ نیاز و عقیدت کے ساتھ نعت کے نذرانے پیش کئے جاتے کہ عُشّاق کے دل جھوم اٹھتے اور نظروں میں سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیّبہ میں تشریف آوری کے جلوے بھر جایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ سائیں شہابُ الدّین نوشاہی ؒ کی مسجد ایک ایسی بابرکت جگہ تھی جہاں شاذ و نادر ہی گیارہویں شریف کا ناغہ پڑا ہوگا۔

ایک دفعہ شیخ احمد صاحب کے ہاں میلاد شریف اور گیارھویں شریف کا ختم

Marfat.com

ہوا یہ ایک ایسی یادگار محفل تھی۔ جس میں رقّت، سرُور و مستی اور وجد وگریہ کے عجیب منظر دکھائی دیئے۔ محویت کے عالم میں کسی کو پتہ نہ رہا یہاں کون آیا، کون بیٹھا۔ میلاد کے بعد کئی ہفتے شیخ احمد کا گھر خوشبوؤں میں بسا رہا۔ ہم ایک دوسرے سے ملتے تو کمال کا اظہار مسرت کرتے۔ اسی طرح کی روشنیوں کے لمعات و سطعات ایک دفعہ شیخ محمد انور عطار کے ہاں دیکھنے میں آئے۔ حاجی فضل الٰہی مونگا قبلہ کے ہاں کی محافل اتنی دلکش و دلربا ہوتیں کہ اُن کے فیضان سے سخت دل بھی گداز ہو جاتے۔ ایسی مجالس میں اکثر حضرت قبلہ ثانی صاحب اور طبیبِ دَوراں حضرت میاں نیک محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہما شمولیت فرماتے۔

اِس فقیرِ حقیر راقم الحروف پر اِن ہر دو مقبولانِ حق کی خاصی نظرِ کرم تھی۔ حضرت سیّدی و مُرشدی قبلہ ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے الحاج فضل الٰہی مونگاؒ کی معیّت میں مجھے برِصغیر پاک و ہند کا تقریباً ہر معروف شہر جس میں اولیائے اجلال و اصفیائے اکرام کے مزاراتہیں کا سفر کرایا۔ اِن اسفار میں مَیں نے آیاتِ الٰہی کے بھر پُور مناظر دیکھے۔

ایک بار حضرت نوشہ گنج بخش نورّ اللہ مرقدہٗ کے عرس کے موقع پر مَیں حضرت شفاءُ المِلّت علیہ الرّحمتہ کے ہمراہی میں حاضر ہوا۔ عرس شریف کی تقریبات میں شرکت کے لیے دعوت حضرت ابو الظفر شرافت نوشاہیؒ مجدّدِ سلسلۂ نوشاہیہ نے دی تھی۔ ختم کے بعد دُعا ہوئی تو میں نے جَو کی روٹی اور خاص قسم کی دال سے اپنے کام و دہن کی ضیافت کی۔ اس کی حلاوت میرے دل میں آج تک فیضان کی روشنی محسوس کرا رہی ہے۔

مجھ حقیر کو حضرت قبلہ ثانی صاحبؒ اور حضرت شفاء المِلّت میاں نیکؒ محمد صاحب کے پاؤں دبانے کا بھی شرف حاصل رہا ہے۔ اِن حضرات کے سر پر بازوؤں اور پنڈلیوں پر مالش کرنے میں مجھے ایک خاص سرُور حاصل ہوا کرتا تھا۔

Marfat.com

حضرت قبلہ ثانی صاحبؒ مجھے خود بلا بھیجتے اور مولانا صوفی غلام ہارون ملتانی مرحوم کو (جو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے) کو مجھے بُلا لانے کا فریضہ سونپتے۔ چنانچہ آگے وہ حضرت سیّد الف شاہ صاحبؒ (جن کی شخصیت نُور کا پیکر تھی) کے ایک شاگرد کو میرے پاس بھیجتے۔ میَں حاضرِ خدمت ہوکر رات کے ایک بجے تک ثانی صاحبؒ کے سر مبارک، گردن، بازوؤں اور پنڈلیوں کی مالش کرتے کرتے آپ سے کچھ باتیں بھی پوچھتا رہتا۔ بلکہ بعض اوقات کچھ طبّی نسخے بھی۔

اِسی طرح نبّاضِ دَوراں حضرت میاں نیک محمد صاحب نوشاہیؒ سے بھی مجھے دلی محبت اور عقیدت تھی۔ میرا دل از خود آپ کی طرف کھینچا جاتا تھا کہ آپ کی پُرکشش شخصیت ہی ایسی تھی۔ عبادت، ریاضت اور حکمت تینوں اوصافِ عظیمُ الشّان، لیکن ضعف اور درماندگی پیدا کرنے کا باعث تھے۔ کیونکہ ان مشاغل کے لیے وقت کو پوری ذمہ داری، حوصلہ مندی اور جگر کاوی کے ساتھ تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ حضرت شفاء الملّتؒ اِن مشاغل میں یکتا تھے۔ ایک طرف تو آپ نے خودی (عرفانِ ذات) کو عشقِ الٰہی کے ساتھ اِس طرح مضبوط و مربُوط کیا ہوّا تھا۔ کہ پاس بیٹھنے والوں پر یہ واضح ہوتا جاتا تھا کہ آپ نے گویا جہان کی ظاہری اور باطنی قوتوں کو مسخر کیا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کی زبانِ مبارک سے جو بات نکلتی تھی وہ ہوکر رہتی تھی۔ میرے مشاہدے میں آپکی بہت سی باتیں آئی ہوئی ہیں۔

میَں حضرت قبلہ میاں نیک محمد صاحب نوشاہیؒ کے ہاں اُس وقت حاضر ہوتا جب آپ نماز عشاء پڑھ کر جو کچھ تناول کرنا ہوتا کر چکے ہوتے۔ میَں حاضر ہوتا تو مسکراتے، دعائیں دیتے۔ ایسی دعائیں جو لوگ شاید اپنوں کو بھی نہیں دیتے۔ یہ دعا تو مجھے آپ اکثر دیتے ''بشیر احمد'' اللہ تعالیٰ تینوں اپنے بھاگ لاوے گا جو دنیا پئی ویکھے گی'' اب دیکھئے خواجۂ عالم، پیرِ محترم حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ علیہ الرحمتہ کی دُعا میں اور حضرت شِفاءُ المِلّتؒ کی دعا میں میرے

Marfat.com

لیے کتنا توارد ہے۔ صرف تغیّرِ لفظی ہے، معنی و مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی حضرت قبلۂ عالم ثانی صاحبؒ نے مجھے تین بار سینے سے لگا کر بھینچا اور فرمایا'' لے بشیر احمدا اتھے تے اوتھے موجاں ای موجاں لیَں گا'' اب اِن مستجاب دعاؤں کی صدائے بازگشت سنتا ہوں تو جتنے اوراد و وظائف پڑھنے کی توفیق ملتی ہے سرکارِ ابدقرار محبُوبِ پروردگار ﷺ کے توسّل سے اِن بزرگوں کی خدمت میں بطور ہدیۂ ایصالِ ثواب پیش کرتا ہوں۔ الحمدُ للّٰہ علیٰ ذٰلکَ o

امینِ سخائے ابراہیمؑ کشتۂ ادائے اسماعیلؑ، قتیلِ خنجرِ صبر ایوُبؑ، اور قربانِ فقرِ محمّدی ﷺ حضرت میاں نیک محمد صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمتِ اقدس میں (جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا ہے) نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہوتا تو میرے ہاتھوں میں سرسوں کے اصلی تیل کی کُپّی ہوتی۔ سرکار آرام فرما ہوتے۔ مَیں اٹھا دیتا اور سر سے پاؤں تک آپ کی مالش کرتا، اُس وقت میرے احساسات عجیب و غریب ہوتے۔ مَیں آپ کے سر مبارک کی مالش کرتا تو میری قوّتِ حافظہ تیز ہوتی۔ گردن ملتا تو میرے قوائے عقلی قوت پاتے۔ بازوؤں اور بانہوں کو تیل ملتا اور دباتا تو میرے بازوؤں میں قوت ابھرتی۔ یوں محسوس ہوتا جیسے میر۔ ۔انگلیوں کے مسامات میں سے انوار میرے جسم میں داخل ہو رہے ہیں جو میرے قلب و جاں کے ہر گوشہ کی لمعانِ قوّت (Qoot) سے میزبانیاں کر رہے ہیں۔ آپ سے بھی مَیں عموماً بزرگانِ سلسلۂ نقشبندیّہ مجددیّہ قادریہ نوشاہیہ سہروردیہ و چشتیہ سے متعلق پوچھتا رہتا۔ بعض اوقات آپ تصوف کی ادق مصطلحات میں گفتگو فرماتے جو میرے فہم و ادراک کے دائرے سے باہر ہوتیں۔ تب آپ آسان الفاظ میں اُن کی تشریح بھی فرما دیتے۔ مَیں نے ایک دن پُوچھا۔ حضرت جی! اِن مختلف سلاسل کی افادیّت کیا ہے؟ فرمانے لگے۔'' یہ ندی نالے، نہریں، راجباہ، پانی کے بہاؤ کے ذریعے ہیں، اِن کی منزل ایک ہی ہے

یعنی سمندر۔

میں نے عرض کیا فنا و بقا کیا ہوتے ہیں؟ حضرت شفاء الملت ؒ نے اپنی تشفّی آمیز گفتگو کے علاوہ مجھے بہت سی کتابوں کے نام بتائے جن میں فنا و بقا کے مسئلے پر بھرپور بحثیں ہیں۔ ایمان داری کی بات ہے جتنی تعداد میں کتابوں کے حوالے آپ نے بتائے اُن میں سے مجھے سوائے کشفُ المحجوب مصنّفہ قطبِ مدارِ جہانِ اصفیا حضرت علیؒ الہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اور رسالہ قشیریہ مصنفہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری (۳۷۶ھ...... ۴۶۰ھ) کے، کسی اور کتاب کے نام یاد میں نہ رہے۔ پھر جب میرے ذوقِ تصوّف میں اضافہ ہوا تو کتابُ اللّمع اور قوتُ القلوب سے لے کر حضرت سیّدنا مجدّدِ الفِ ثانی رحمتہُ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف تک تصوف کی بائیس مہتم بالشان کتابیں دیکھنے کا موقع ملا تو مَیں حیران رہ گیا کہ یہ تو وہی کتابیں ہیں جو مجھے حضرت شِفاء الملّت ؒ نے مطالعہ کے لیے فرمائی تھیں۔

ہاں تو ذکر ہو رہا تھا فنا و بقا کا.........

آپ نے فرمایا ''ابھی تم ابتدائی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہو۔ بیٹا! یہ باتیں اعلیٰ تعلیم کے بعد اہل اللہ کے پاس بیٹھنے سے سمجھ میں آتی ہیں۔ پھر بھی آپ نے مجھے فنا و بقا کا مفہوم سمجھایا۔ جب مَیں نے چند اہلُ اللہ کی صحبتوں کا لطف اٹھایا اور تصوف کی کتبِ امّہات کا مطالعہ کیا تو وہی باتیں جو حضرت شفاء الملت ؒ نے اِس موضوع پر مجھے ارشاد فرمائی تھیں، ایک بار پھر میرے ذہن کے گوشوں میں متحرک ہوگئیں۔ آپ نے مجھے فنا و بقا کا مفہوم اِس طرح سمجھایا تھا:

'' فنا سے مراد مذموم اوصاف کا محو ہو جانا ہے اور بقا سے مراد اچھے اوصاف کا بندے کے ساتھ قائم ہونا ہے۔ انسان میں اِن دونوں میں سے ایک نہ ایک صفت ضرور باقی رہتی ہے۔ اور ایک کی نفی ہو جانے سے لامحالہ دوسری کا

Marfat.com

اثبات ہو جاتا ہے۔ جو شخص اپنے اوصافِ مذمومہ سے فنا ہو چکا ہو، اُس پر صفاتِ محمُودہ ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اور جس پر مذموم خصلتیں غالب آتی ہیں اس سے صفاتِ محمودہ پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔'' پھر آپ نے اور بہت سی متعلقہ چیزوں کا ذکر کیا۔ جیسے انسان کے دل کی عادات سے جنگ، شریعت کے احکام پر عمل نیّت و اخلاص سے اشتغالِ بندگی۔ صدق دل سے رجوع الیٰ اللہ وغیرھم۔

آپ کا علمی و ادبی مقام

خواجۂ خواجگان حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ نوشاہی ایک ہمہ جہت اور جامع شخصیت تھے۔ آپ کی ذات میں اِس قدر علوُم وفنون جمع تھے کہ اُن کا اِس دَور کے فردِ واحد میں جمع ہونا بظاہر محال نظر آتا ہے۔ آپ بیک وقت عالم فاضل، متشرّع، متدیّن، محقّق، فقیہہ، عالِم علمِ حدیث، حاذق ِحکمت، پیرِ طریقت، شعر و ادب سے شغف رکھنے والے' تاریخِ عالم و اسلام سے حیران کُن حد تک معلومات رکھنے والے۔ سلاسِل متصوفّہ کے عارف، خوش گفتار، خوش آثار، خوش احوال، اور خوش اشغال تھے۔ شکل وصُورت سے بھی مقلدِ شمائل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتے تھے۔ آپ کے اخلاق واطوار کی نظافت نہایت دلکش ؤ دلنواز تھی۔

انسانی کمالات میں خوشنویسی بھی اہلِ فن کے صفتِ خاص شمار کی جاتی ہے۔ آپ کو قدرت کی طرف سے یہ فنِ لطیف بھی ودیعت تھا۔ بیشک آپ علاّمہ سبکیؒ کے اس قول کہ کانَ مَلِیحُ الخَطِّ جدّاً کا صحیح مصداق تھے۔

ایک زمانہ تھا جب انارکلی لاہور کے پیچھے آب کاری روڈ سے منشی محبوب عالم مرحوم ومغفور اخبار شائع کیا کرتے تھے۔ جس کی قیمت اُس وقت ایک پیسہ، سِکّہ رائج الوقت تھی۔ اِس لئے وہ ''پیسہ اخبار'' کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے کچھ عرصہ تک اِس اخبار میں بحیثیّت کاتب وخوشنویس کام کیا۔

Marfat.com

امامِ فن ِکتابت ،مقبولِ بارگاہِ ربّانی ، عاشقِ محبوبِ یزدانی حضرت مولانا حافظ محمد یوُسف صاحب سدّیدیؒ جو روز نامہ ''امروز'' کی سُرخیاں لکھّا کرتے تھے اور جنہیں حرمِ مکّۃ المکرّمہ ،حرمِ مدینۂ منوّرہ اور شاہی مسجد ریاض میں اپنے فنِ خطاطی کے جوہر دکھانے کی سعادت ملی۔ پرانے اخبار اور قدیم فن پارے تلاش کرنے اور دیکھنے کے شیدائی تھے۔ وہ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے قدیم شمسی رسم الخط کی تعریف کیا کرتے تھے۔ میری حافظ صاحبؒ کے ساتھ نیاز مندی اور بے تکلفی تھی ۔کئی دفعہ دفتر سے اٹھ کر حافظ صاحبؒ کے ہاں چلا جاتا تھا۔ بعض اوقات میرے ساتھ جناب علاّمہ اقبال احمد فاروقی (مکتبۂ نبویّہ داتا گنج بخشؒ روڈ لاہور) بھی ہوتے۔ اگر کسی وقت کچھ آدمی حافظ صاحب کے پاس ہماری موجودگی میں دو چار الفاظ کتابت کرانے کی غرض سے حاضر ہوتے تو میں ازراہِ مزاح و مذاق اُن سے کہتا۔ اِدھر لاؤ مجھ سے لکھوا لو حافظ صاحب ابھی شاگرد ہی ہیں۔ سبحان اللہ! کیا اچھے لوگ تھے۔ میری اِس مذاق بازی سے ایسا لطف اٹھاتے کہ ہنسی سے لوَٹ پوٹ ہو جاتے اور آنکھوں سے خوشی کے آنسوُ چھلک آتے۔ پھر اٹھ کر چائے لاتے اور فرماتے یہ چائے میں ناظم صاحب کی آج کی مزاح آمیز بات کی خوشی میں خود لایا ہوں۔

قارئینِ کِرام! مجھے اِس بات پر فخر ہے کہ میری دُنیا و آخرت کو سنوارنے میں دو مردانِ حق قبلہ ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ صاحب برادر شیر ربانیؒ اور شِفاء المِلّت حضرت میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہیؒ کی نگاہِ تراحم کا بہت ہی زیادہ فیض ہے۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک محبوب مکرّم و محتشم ﷺ کا خاص کرم ہے کہ میری علمی و ادبی کاوشوں کو شاہانِ وقت کی داد و تحسین ملی ہے۔ اِن عنایاتِ کریمہ کی بدولت ہی میں الحمد للہ بہت سی خوبیوں کا حامل سمجھا جاتا ہوں۔ پاکستان کے ذی علم اور صاحبانِ معارف و دانش اگر کسی جگہ رُک جائیں تو اِس فقیرِ

پُر تقصیر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سچ بات کہنے میں خوف محسوس کرنا بھی بخلِ عظیم ہے۔ یعنی مجھ پر حضرت مصلح الدّین سعدی شیرازیؒ کے اِس مصرعے کا اطلاق ہوتا ہے۔

ع۔ "پائے نیکاں گرفت و مردم شُد"

——یعنی نیکوں کے پاؤں پکڑنے سے ہی انسان صحیح معنوں میں انسان بننے کے قابل ہوتا ہے۔

میری دُعا ہے کہ آستانۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ و لاثانیہ اور آستانۂ عالیہ قادریہ نوشاہیہ شرقپور شریف ابدُ الآباد تک قایم و دایم رہیں۔ اور عکسِ جمالِ ثانی لاثانی قبلۂ محترم فخرُ المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدّظلہٗ اور حضرت علاّمہ صاحبزادۂ ارجمند میاں نور محمد نصُرتؔ نوشاہی مدّظلہٗ کو ربُّ العالمین عُمرِ خضرؑ عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے رُوحانی فیوض و برکات سے اہلِ عالم کو نوازتے رہیں۔

ع۔ ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

Marfat.com

منقبت

سید العارفین قبلہ میاں نیک محمد صاحب نوشاہی شرقپوریؒ

ابوالمعانی سید نجم نعمانی سبزواری (مرحوم)

وہ صاحبِ دلؔ پاک نظر نیکؒ محمد
وہ نورِ محمدؐ کے پدر نیکؒ محمد

مصروف دوا سازی و مصروفِ دعا تھے
وہ صاحبِ فیضان و ہنر نیکؒ محمد

ہم عصر میاں شیرؒ محمدؐ جو ہوئے ہیں
وہ شمس اگر تھے، تو قمر نیک محمدؒ

جو بات کہی ہو کے رہی حکم خدا سے
رکھتے تھے زباں میں وہ اثر نیکؒ محمد

ملتا تھا جو اک بار وہ رکھتا تھا تمنا
اے کاش ملیں بارِ دگر نیکؒ محمد

Marfat.com

اُن راہوں پر نازل ہوئی اللہ کی رحمت
گزرے تھے محبّت سے جدھر نیکؒ محمد

لاریب وہ تھے پیکرِ انوار و تجلی
لاریب تھے فیضان کا در نیکؒ محمد

گفتار میں ، کردار میں برہان الٰہی
تھے اپنا جواب آپ مگر نیکؒ محمد

محبُوب تھے اوصاف میں عادات و سیَر میں
نیچی ہی سدا رکھتے تھے نظر نیکؒ محمد

وہ سیف زباں، شیریں بیاں، نازِ جہاں تھے
دیتے رہے حکمت کے گہر نیکؒ محمد

درویشِ خدا مست تھے گو فرش نشیں تھے
رکھتے تھے حقیقت کی خبر نیکؒ محمد

رخشندہ رہیں گے وہ ولائیت کے افق پر
اللہؐ غنی نجم سحر نیکؒ محمد

Marfat.com

منقبتِ ثانی

فریدُالدّہر وحید العصر، قطبِ ربّانی، عارفِ حقّانی، مصدرِ فیوضِ عرفانی
مجدّدِ سلسلۂ نوشاہی، شفاء الملّت حکیم الحاج حضرت جناب
میاں نیک محمّد صاحب نوشاہی بردالله ضریحہ

ابُوالمعانی سیّد نجم نعمانی سبزواری (مرحوم)

مرشدِ کامل، بحرِ سخاوت حضرت میاں نیک محمدؒ
مصدرِ حکمت، جانِ ولائیت، حضرت میاں نیک محمدؒ

فردِ فرید و قطبِ زمانہ بزمِ جہاں میں مردِ یگانہ
جانِ طریقت، رُوحِ شریعت حضرت میاں نیک محمدؒ

ہر لمحہ تھے محوِ ریاضت ہر ساعت مصروفِ عبادت
فیض سراپا، مخزنِ حکمت حضرت میاں نیک محمدؒ

صورت خوشتر، سیرت برتر اور مروّت اُس سے بڑھ کر
منبرِ رُشد و شمعِ ہدایت حضرت میاں نیک محمدؒ

Marfat.com

وحدت کے گُن گاتے رہے ہیں دنیا کو پہنچاتے رہے ہیں
پیغامِ توحید و رسالت حضرت میاں نیکؒ محمد

صدق و صفا میں حلم و حیا میں جُود و سخا میں لطف و عطاء میں
اپنا نمونہ آپ تھے حضرت، حضرت میاں نیکؒ محمد

اسم اپنے کا آپ مسمّیٰ اپنے قول کا آپ سراپا
اپنے عمل کی آپ صداقت حضرت میاں نیکؒ محمد

سارے جہاں کے مشفق یکسر آپ بنے دنیا میں رہ کر
بندۂ مومن والدِ نصرتؔ حضرت میاں نیکؒ محمد

دینِ متیں کی خدمت کی ہے چھوٹے بڑے کی عزّت کی ہے
بن گئے خود بھی صاحبِ عزّت حضرت میاں نیکؒ محمد

پیرِ طریقت رُوحِ اخوّت جانِ سخاوت کانِ شرافت
عالمِ دین و رہبرِ ملّت حضرت میاں نیکؒ محمد

بالمقطع مقطع میں کہو تم بات ہے حق یہ کہتے رہو تم
نجمِ سخنور شیخِ طریقت حضرت میاں نیکؒ محمد
نجمؔ تھے بیشک خضرِ طریقت حضرت میاں نیکؒ محمد

Marfat.com

منقبتِ ثالث

ابُوالمعانی سیّد نجم نعمانی سبزواری (مرحوم)

ابرِ کرامت، سایۂ شفقت حضرت میاں نیک محمدؒ
قابلِ عزّت، باعثِ برکت، حضرت میاں نیک محمدؒ

باغ طریقت کے گُلِ رعنا، دیدۂ بینا، فیض سراپا
عاشقِ قرآں، عاملِ سُنّت حضرت میاں نیک محمدؒ

درسِ اخوّت سب کو پڑھایا کلمۂ طیّب سب کو سکھایا
دیتے گئے ہیں حق کی شہادت حضرت میاں نیک محمدؒ

آپکی نیکی اور شرافت ایک نمونہ ایک عبادت
کرتے رہے تلقینِ محبت حضرت میاں نیک محمدؒ

آپ کا تقویٰ دیکھنے والا کہتا ہے ہر چاہنے والا
آپ تھے برحق رہبرِ ملّت حضرت میاں نیک محمدؒ

گوہرِ کان صدق و یقیں تھے فقر کے وارث عالمِ دیں تھے
واقفِ رازِ شرع و طریقت حضرت میاں نیک محمدؒ

نیّرِ بُرجِ شرف و سعادت، مہرِ ولائیت، ابرِ کرامت
آپ مکمّل تھے سرِ عظمت، حضرت میاں نیک محمدؒ

نجمؔ پہ تھے ہر وقت مہرباں آپکے تھے ہر فرد پہ احساں
کرتے رہے مخلوق کی خدمت، حضرت میاں نیک محمدؒ

Marfat.com

مُحسنِ طریقت

محترم جناب محمد انور قمؔر شرقپوری

سیدّ العارفین شفاء الملّت حضرت میاں نیک محمد نوشاہی نور اللہ مرقدہٗ شرقپور شریف میں نوشاہی سلسلہ طریقت کے معروف بزرگ اور ولیِ کامل ہیں۔ آپ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر، ہم مکتب اور ہم نشین بھی ہیں۔ دونوں بزرگوں کے آپس میں گہرے مراسم تھے۔ قبلہ حضرت میاں صاحبؒ میاں نیک محمد صاحبؒ کو بھائی نیک محمد کہا کرتے تھے۔ اور میاں نیک محمد صاحبؒ آپ کو بھائی کہتے تھے۔ بہت سے معاملات میں دونوں ایک دوسرے کے مشیر بھی رہتے تھے۔

میاں نیک محمد صاحبؒ 1884ء بمطابق 1301ھ میں حضرت میاں روشن دین کے ہاں پیدا ہوئے۔ جو بڑے پاکباز اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ رزقِ حلال اور صدقِ مقال سے علاقہ رکھا۔ میاں روشن دینؒ کی اور کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا اسمِ بامسمّیٰ ثابت ہو اور دُنیوی و دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر دنیا کو فیض پہنچائے۔ آپ نے اوّلاً قرآن مجید ناظرہ پڑھا پھر سکول میں داخل ہوئے۔ اس وقت شرقپور میں صرف اپر پرائمری سکول

Marfat.com

تک تعلیم حاصل کرنے کا انتظام تھا۔ آپ نے 1900 میں یہ امتحان پاس کیا۔

آپ کے دو استاد منشی بوٹا سنگھ اور منشی جھنڈا سنگھ خود پور سے پڑھانے کیلئے روزانہ شرق پور میں آتے تھے۔ یہ دونوں استاد گو غیر مسلم تھے مگر تدریس و تعلیم اور اپنے فرائض کا احساس بہت رکھتے تھے۔ اپنے شاگردوں کو بیٹوں کی مانند سمجھتے تھے اور ان کے مستقبل کو تابناک بنانے میں پورے انہماک سے کام لیتے تھے۔ اسی لئے میاں نیک محمد صاحب اکثر اپنے اِن اُستادوں کا ذکر بڑی شاگردانہ نیازمندی سے کیا کرتے تھے۔

منشی جھنڈا سنگھ ایک اچھے کاتب اور خوشنویس بھی تھے۔ میاں نیک محمد صاحب نے ان سے خوشنویسی بھی سیکھی۔ میاں صاحب نے پرائمری کا امتحان پاس کرنے کے بعد پرائیویٹ طور پر مڈل سکول امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ اتفاق کی بات 1904ء میں یہاں پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیدیا گیا اور میاں صاحب نے 1904ء میں پرائیویٹ طور پر یہ امتحان اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ ایک تقریب میں خلیفہ عمادُالدّین انسپکٹر آف سکولز پنجاب نے آپ کو اس کی سند عطا کی۔

حضرت میاں نیک محمد صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ خوش نویسی سیکھنے میں میاں شیر محمدؒ اور میں ایک ہی اُستاد منشی جھنڈا سنگھ کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ بہت ہی اچھے خوشنویس تھے۔ آپ کے ہاتھ سے لکھا ہُوا اسم ذات ''اللہ'' آپ کی عمدہ خوش خطی کا نمونہ ہے۔ جو افادہ عوام کے لئے صاحبزادگان کرام نے کئی بار چھپوا کر تقسیم کرایا ہے۔

سکول کی تعلیم پانے کے بعد آپ دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو درسِ نظامی کی بعض کتب مولانا میاں فتح محمد اچھروی سے اچھرہ میں پڑھیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ قرآنِ پاک کے تین پارے بھی حِفظ کر لئے۔ اس کے بعد کچھ

Marfat.com

کتابیں مولانا غلام حسین مسجد گجرانوالی سے پڑھیں۔ اس کے بعد آپ نے مولانا سیّد دیدار علی شاہ صاحب الوری سے پڑھیں یعنی قدوری منیۃ المصلّٰی وغیرہ۔ فارسی میں آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ فارسی خوب طرح سے پڑھ سکتے تھے۔ بول سکتے تھے اور لکھ بھی سکتے تھے۔ حکمت کی تمام فارسی کتب آپ بڑی روانی سے پڑھتے تھے۔ حکیم محمد اسماعیل تجی سے ربطِ تلمذ تھا۔ ان سے طِب کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ لیکن زیادہ وقت آپ نے حکیم محمد رانجھا کے ہاں گزارا اور تجربات و مشاہدات کے مراحل سے گزرے۔ ازاں بعد آپ طبیہ کالج دہلی میں چلے گئے۔ اور وہاں کے اساتذہ کی رہنمائی حاصل کی۔ دہلی میں خواجہ عبدالحی فاروقی ایسے مایہ ناز استاد سے بھی استفادہ کیا۔ فاروقی صاحب کو آپ کی ذہانت پر بڑا ناز تھا۔ چنانچہ جب وہ دہلی سے لاہور (پاکستان بننے کے بعد) آگئے تو آپ میاں نیک محمد صاحب کے ہاں ملنے کے لئے اکثر آیا کرتے تھے۔

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ طریقت میں اپنے دادا حضرت میاں غلام مصطفٰےؒ سے بیعت تھے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے مقامِ ارفع کو جانتے ہوئے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ "میاں غلام مصطفٰےؒ نور کے گھوڑے پر سوار ہیں اور تجلّیات عرشِ معلّٰی تک پہنچ رہی ہیں۔"

اور اپنے دینی دوست میاں نیک محمد صاحب سے فرمایا کرتے تھے کہ۔
"بڑے خوش قسمت ہو کہ تمہیں میاں غلام مصطفٰے ایسا کامل مرشد عطا ہوا ہے۔ اپنے اس مرشد کے رشتے کو دادا کے رشتے پر ترجیح دیتے رہنا تا کہ کسی وقت کوتاہی اور بے ادبی نہ ہونے پائے۔"

(حضرت میاں غلامؒ مصطفٰے کا مزار پاک چاہ میانی صاحب شرقپور شریف میں ہے) جب آپ لاہور میں مولانا میاں فتح محمد اچھروی کے حلقۂ تدریس میں شامل تھے تو مولوی منشی محبوب عالم مشہور خوشنویس اور صحافی کے پیسہ اخبار میں جلد

Marfat.com

بندی اور دفتری کا کام بھی سیکھتے رہے اور بطورِ خوشنویس بھی کام کرتے رہے۔ کیونکہ مشق کرتے کرتے اچھے خوشنویس بن چکے تھے۔ اور شمسی خط بڑا پختہ لکھتے تھے۔ آپ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا لفظ ''اللہ جل جلالہ'' آپ کے فرزندِ رشید صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب کے پاس موجود ہے۔

حضرت میاں ؒ فتح محمد سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ چوہنگ میں پانچ چھ برس تک مسجد طوراں والی میں بطورِ امام وخطیب رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ شرقپور شریف میں آئے تو بھی خطابت کے لئے ہر جمعہ کو چوہنگ میں جاتے تھے۔ اس طوراں والی مسجد کی تعمیرِ نو آپ نے ہی کی تھی۔ اور اسے آباد بھی کیا تھا۔ ایسے ہی ایک مسجد شرقپور شریف میں کھڈیاں والی کی تعمیر کی۔ اب اِسی مسجد کا نام جامع قدس مولوی والی رکھ دیا گیا ہے۔ جو محلّہ حکیم گڑھی میں ہے۔ ایک اور مسجد رام تھمن ضلع قصور میں تعمیر کی جو کھجور والی کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے حکمت کا پیشہ اس لئے اپنایا کہ مخلوق خدا کے دُکھوں کا مداوا ہو سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا امتی سکون کی نیند سوئے۔ آپ نے اس مقصد کے لئے 1910ء میں اپنے مطب کی بنیاد رکھی جہاں پر ہر مرض کے علاج کی مؤثر دواؤں کی فراہمی کا انتظام کیا گیا۔ آپ کا طریقہ علاج بڑا سستا تھا۔ ویسے بھی یہ دوائیں ایک بہانہ تھیں۔ اصل اثر تو قدرت نے اپنے اس ولیِ کامل کی دعا اور نگاہ میں پوشیدہ فرمایا تھا۔ آپ جو بھی دَوا دیتے وہ تیر بہدف ثابت ہوتی۔ اور مریض بفضلہٖ تعالیٰ نہایت جلد صحت یاب ہو جاتا تھا۔ آپ کا دواخانہ بہت مشہور ہو گیا۔ چنانچہ بڑے بڑے لا علاج مریض آپ کے دستِ فیض سے شفایاب ہوئے۔

آپ کے دار الفیوض میں ہر وقت جسمانی اور روحانی شفا حاصل کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ بلا شبہ بر صغیر پاک و ہند کے قابل ترین حکماء

Marfat.com

میں سرفہرست تسلیم کئے جاتے تھے۔علم وادب سے لگاؤ آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ علم وفضل اور کثرت مطالعہ سے آپ کی وسیع نظری اور اثاثہ فکری میں اور بھی اضافہ ہوگیا تھا۔ پنجاب کے دیگر صوفی شعراء کی طرح آپ نے بھی صوفیانہ شاعری کی ہے۔آپ کے منظوم کلام کا کچھ حصہ کتاب گلزار نوشاہی میں چھپ چکا ہے۔نصیحت کے عنوان سے ایک قطعہ چند سال پہلے گھروں میں آویزاں کرنے کے لئے شائع کیا گیا تھا۔ غیر مطبوعہ کلام کا ابھی کچھ حصہ موجود ہے۔آپ کے کلام میں مجموعی لحاظ سے پند وموعظت ، اذکار واعمال، عبادات، ریاضت اور سوز ہستی کا تاثر ملتا ہے۔

اگرچہ میاں صاحبؒ اب جسمانی طور پر اس مطب سے 1972ء میں بوجہ وصال الگ ہو چکے ہیں۔مگر روحانی طور پر اس کی سرپرستی آپ ہی فرمارہے ہیں۔اب آپ کے صاحبزادے حضرت علاّمہ نصرت نوشاہی صاحب اس مطب کے جملہ حقوق پورے فرمارہے ہیں۔اور اپنے والد گرامی کے مشن کو برابر جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس نہج پر اسے چلارہے ہیں جس نہج پر میاں نیک محمد صاحب کی حیات میں چلتا تھا۔

میاں صاحبؒ کے زیرِملکیت تھوڑا سا آبائی زرعی رقبہ بھی ہے۔اس پر کھیتی باڑی کا کام آپ خود فرمایا کرتے تھے۔اور نگرانی بھی۔ مشینی کاشتکاری اس وقت نہ تھی بیلوں کے ذریعے کاشتکاری کی جاتی تھی۔آپ ان بیلوں سے جہاں مشقت اور محنت لیتے ان کے آرام اور چارے پانی کا بھی خاص خیال رکھتے ان سے قوت سے زیادہ کام یقیناً آپ کو گوارا نہ تھا۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی فرمایا کرتے کہ تمہارے بیل وغیرہ بھی جاندار مخلوق ہیں یہ بھی کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں انہیں بھی آرام کی ضرورت ہوتی ہے ان سے ان کی قوت سے زیادہ کام نہ لیا کرو۔دین محمد ملک سے تو آپ نے کئی بار فرمایا۔کہ دین محمد اب اپنے بیلوں کو

Marfat.com

چھوڑ دے۔ بیچارے کب سے کام میں جتے ہوئے ہیں۔

ملک حسن علی بی۔اے جامعی مرحوم اور ان کے خاندانی بزرگوں کے ساتھ حضرت میاں صاحبؒ کے بزرگوں کے تعلقات قدیم دَور سے ہی موجود چلے آرہے تھے۔ مگر یہ تعلقات ان کے والد بزرگوار ملک غلام فرید کے ساتھ مزید گہرے ہو گئے تھے۔ چنانچہ ملک غلام فرید کی وفات پر ان کے اکثر خاندانی معاملات میں حضرت میاں نیک محمدؒ صاحب کو ملک غلام فرید مرحوم کے قائم مقام سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے محسوس کیا کہ غلام فرید کے مرنے کے بعد ملک حسن علی کی تعلیم میں رکاوٹ نہیں آنی چاہیئے۔ چنانچہ آپ ان کے خاندانی امور کی نگہداشت، زمینوں کی دیکھ بھال اور شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات میں آنے جانے کے علاوہ ملک حسن علی کو اخراجات اور ضروری اشیاء مہیا کرنے کے لئے کئی بار دہلی آتے جاتے رہے۔ بلکہ کئی روز وہاں ان کے پاس قیام رکھتے تھے۔ انہی دنوں آپ نے طبیہ کالج دہلی میں خواجہ عبدالحی فاروقی کے توسط سے اعزازی طور پر طلبہ کو طبّی لیکچر بھی دئے تھے۔

قرآن پاک کی تعلیم و تدریس کا اہتمام آپ نے گھر پر فرمایا ہوا تھا۔ گویا یہ ایک مدرسہ تھا جہاں لڑکے اور لڑکیاں کافی تعداد میں قرآن مجید حِفظ و ناظرہ پڑھا کرتی تھیں۔ اس طرح سینکڑوں طلبا نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ جب یہ بچے قرآن پاک پڑھ رہے ہوتے تو آپ بڑے جذب و وجدان کی کیفیت میں دکھائی دیتے تھے اور قرآنِ مجید میں انہماک دیدنی ہوتا تھا۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''قرآن پاک کی آواز میری اصل زندگی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ آواز میرے کانوں میں شب و روز پڑتی رہے۔ یہاں تک میرے مرنے کے بعد بھی اس کی آواز بلند ہوتی رہے اور میں اسے سنتا رہوں۔''

Marfat.com

میاں صاحبؒ کی اس خواہش اور تمنا کے پیش نظر حضرت علاّمہ نصرت نوشاہی صاحب نے نہجُ القرآن کے نام سے قرآن پاک کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا ہوا ہے۔ اس میں بچے ناظرہ اور حفظِ قرآنِ مجید کی تعلیم پا رہے ہیں۔ چونکہ میاں صاحبؒ کا مرقد پُر انوار دربار حضرت میاں ہرنی شاہ صاحبؒ کے صحن میں مسجد کے نزدیک ہے اس وجہ سے مسجد میں قرآن پاک پڑھنے والا ہر شخص میاں صاحبؒ کے کانوں میں قرآن پاک کی آواز پہچانے کا فریضہ ادا کرتا رہتا ہے۔

یقیناً اِس سے آپ کی روح مبارک شاد ہوتی ہوگی۔

آپ کی زندگی کے روشن پہلوؤں میں سے زیادہ آپ کا عشق الٰہی میں ہر وقت سرشار رہنا، محوئیت، عالمِ وجد، رِقّت، اشکباری، سوز و گداز اور یادِ خداوندی میں استغراق آپ پر بہت غالب رہتا تھا۔ آپ ہر وقت عالمِ رُوحانیت میں کھوئے رہتے تھے۔ قطبِ وقت کی یہی ایک نشانی ہوتی ہے۔ کشف و تصرفات اور بہت سی کرامات کا ظہور آپ کی ولائت کا حصّہ ہے۔

آپ نہایت سادگی پسند تھے۔ کبھی ایسا رُوپ نہ دھارا جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ بڑے عالم، پیرِ طریقت یا قومی رہنما ہیں۔ خود کو ہمیشہ مخلوق کے اندر عاجز بن کر رکھا۔ انکساری آپ کا زیور تھی۔ حیا آپ کی اُدا تھی۔ کبھی امارت، دولت، شہرت اور ناموری کی تمنا نہ کی۔ لباس غذا اور معمولاتِ زندگی سادہ رکھتے۔ آپ کی باتوں میں اخلاص کی خوشبو اور تقوی کی مہک ہوتی تھی۔ کئی بد قماش لوگوں نے آپ سے متاثر ہو کر راہ راست اختیار کی۔ آپ ایسی گفتگو فرماتے کہ لفظ لفظ دلوں میں اترتا چلا جاتا تھا۔ آپ کی مجلس میں کئی دفعہ فصیحُ البیان علمائے وقت بھی ہوتے تھے جو آپ کی مدلّل اور پر اثر گفتگو پر عش عش کر اُٹھتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالٰی کی ساری مخلوق سے پیار تھا۔ سب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ سب

Marfat.com

انسانوں کی بے لوث خدمت کر کے خوش رہتے تھے۔ لیکن غریبوں سے محبت سب سے زیادہ تھی۔ آپ کے متعلق یہ مشہور بات ہے کہ آپ غریبوں کے پیر تھے۔ آپ جس طرح زندگی میں سادہ شخصیت تھے آپ نے وفات کے بعد بھی اب تک نہیں چاہا کہ آپ کی قبر پر کوئی خوبصورت عمارت یا قبہ تعمیر ہو جو شان و شوکت کا مظہر ہو اور لوگوں کا ایک ہجوم اس کے گرد جمع رہے۔ للہ الحمد کہ آپ کی خاموش سادہ قبر سے فیضان کے چشمے پھوٹ کر زمانے کو سیراب کر رہے ہیں۔

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ بلاشبہ صاحبِ کرامت اور کامل مُرشد تھے۔ آپ کی کرامات و فضائل بے شمار ہیں۔ کس کس کا ذِکر کیا جائے۔ مگر چونکہ ان پر کوئی مستقل کتاب ابھی تک معرضِ وجود میں نہیں آئی لہٰذا ان کی کرامات بھی تحریر میں نہیں آ سکیں۔ لوگ یہ کرامتیں اپنے سینوں میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اے کاش علامہ نصرت صاحب ان پر کوئی کتاب لانے کا پروگرام بنائیں تا کہ ان کے مریدین کے سینوں کی یہ دولت اس کتاب کے صفحوں میں محفوظ ہو سکے۔ یہاں صرف ایک کرامت ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

1959ء کی بات ہے دریائے راوی نے شرقپور شریف کی زمینوں کا کٹاؤ بڑی تیزی سے کرنا شروع کر دیا اور روزانہ کئی کئی مرلے زمین ہضم کرتا شرقپور کی دیواروں کے قریب آ گیا تھا۔ سارے شہر کو فکر دامن گیر تھی کہ اب اصل آبادی کا کیا بنے گا۔ ایک خوبصورت ہنستا بستا شہر اُجڑ جائے گا۔ اور ساکنانِ شہر کی معاشرت برباد ہو جائے گی۔ تو دوسروں کا درد رکھنے والے چند افراد جن میں:۔

حاجی محمد اشرف عرف حاجی بلا　　حاجی محمد شریف بجاج

شیخ غلام رسول مونگا　　حاجی محمد حسین کٹاریہ (مرحومین)

اور بہت سے دیگر افراد حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گذارش کی۔

Marfat.com

حضور! دریائے راوی کے کٹاؤ کے عمل سے یقیناً آپ باخبر ہیں۔ اگر وہ اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو فیض پور کلاں کی طرح چند ہفتوں میں شرق پور بھی معدوم ہو جائے گا۔ شائد آپ نے سنا ہوگا کہ آپ کی اپنی زمین بھی دریا کی خوراک بن رہی ہے۔

اسی لئے لوگوں نے پروگرام بنایا ہے کہ چاولوں کی کچھ دیگیں پکا کر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی نذر نیاز کا ختم دلوایا جائے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں اور دعا کریں کہ دریا ہٹ جائے۔

میاں صاحبؒ نے فرمایا نہیں ہمیں اللہ کی رضا کے خلاف کام نہیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ ایسے ہی خوش ہے تو ہمیں بھی اس کی خوشی میں خوش رہنا چاہیئے۔ بہتر تو یہی ہے کسیاں اور کدالیں پکڑ لیں اور دریا کے کنارے چلیں۔ اگر دریا ایک مرلہ زمین گراتا ہے تو کسیوں سے دو مرلے زمین کی مٹی اس کی لہروں کے سپرد کر دیں۔ اس طرح رضائے الٰہی تسلیم کریں۔

چنانچہ یہ لوگ شکستہ دلی کے ساتھ واپس چلے گئے میاں صاحبؒ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ عرض کیا! یا الٰہی تیرے بندے مجھ سے ناراض ہو کے چلے گئے ہیں۔ انہیں راضی کر دیجئے۔

میاں صاحبؒ کی عرض قبول ہوگئی۔ اسی رات پانی نے اپنا رُخ بدل لیا۔ پانی واپس جانے لگا۔ اور دو تین دنوں میں دریا اپنی اصل گزرگاہ تک چلا گیا۔

مگر میاں صاحبؒ کی زمینوں میں ایک گہری کھائی بن گئی۔ لوگوں نے وہاں مچھلیاں پکڑنی شروع کر دیں۔ آپ سے حضرت صاحبزادہ نصرت نوشاہی نے عرض کیا۔

میاں صاحب! ہماری اس قدر زمین پانی کی نذر ہوگئی ہے۔ یہ کھائی بن گئی ہے جو نہ جانے کتنے سال تک بنی رہے۔ ہم کچھ بھی کاشت نہیں کر سکیں

Marfat.com

گے۔ اب ظاہر ہے ہماری پیداوار کہاں ہوگی؟

میاں صاحبؒ نے فرمایا! جو زمین بچی ہے اس پر قناعت کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اسے بھی اگر دریا لے جاتا تو پھر تم کیا کرتے۔

مگر صاحبزادہ نہیں مانے بار بار دُعا کرنے کے لئے عرض کرتے رہے۔

اگلے سال پھر سیلاب آ گیا۔ پانی نے اس کھائی میں بے پناہ زرخیز مٹی جمع کر دی جس سے کھائی ختم ہوگئی۔ اب میاں صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے فرمایا۔ لو بیٹا! اب تو خوش ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم غریبوں کی سُن لی ہے۔

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کا وصال 19۔ اپریل 1972ء بمطابق صفر 1392ھ میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہزاروں لوگوں نے آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی آپ کے جنازہ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ ہر عقیدت مند جنازہ کو کندھا دے سکے۔

آپ کو حضرت میاں ہرنی شاہ صاحبؒ کے مزارِ اقدس کے احاطہ میں حضرت شاہ محمد مرادؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا ہے۔ عقیدت مند ہر وقت آپ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور فیوض و برکات سے جھولیاں بھر کے لے جاتے ہیں۔

Marfat.com

یادِ عظیم

دانائے راز عالی قدر حضرت میاں نیک محمد صاحب نوشاہیؒ

حضرت علامہ حکیم سیّد علی احمد نیّرؔ واسطیؒ

اسرارِ حقیقت کے حامل، قرآں کی منازل کے راہی
نیک اور محمدؐ کے عاشق تھے نیک محمدؔ نوشاہیؒ

وُہ درسِ محبّت دیتے تھے، تعلیمِ شریعت دیتے تھے
پیغامِ طریقت دیتے تھے، سکھلاتے تھے خود آ گاہی

دنیا میں وہ باعثِ برکت تھے دانائے رموزِ فطرت تھے
اللہ نے اُن کو بخشی تھی، اقلیمِ ولائیت کی شاہی

مردِ حق نیکؒ محمدؔ تھے، مقبولِ خدائے واحد تھے
تھے روشنیوں کا مجموُعہ، زیبا تھی انہیں والا جاہی

مخلوق کی خدمت کرتے تھے اِنساں سے محبت کرتے تھے
بن جاتا تھا شیدا اُن کا انسان ہو خواہ وہ کیسا ہی

لاریب وہ رونقِ بستی تھے کیا خوب مثالی ہستی تھے
تھے ایک فقیرِ فرش نشیں، لیکن انداز شہنشاہی
نیرؔ کے مصاحبِ دیرینہ اخلاص و کرم کا گنجینہ
تھی اُن کی نظر میں منزلِ دیں، رکھتے تھے جہاں سے آگاہی

Marfat.com

آفتاب معرفت حضرت

میاں نیک محمد صاحب نوشاہیؒ

محترم جناب حاجی فضل احمد صاحب مونگہ

عہدِ رسالت سے لے آج تک عالمِ اسلام کا دامن علم و معرفت کے خزینوں اور روشن نگینوں سے بھرپُور رہا ہے۔ یہ خزینے اور نگینے اللہ والوں کی پاکیزہ شخصیات کی صورت میں قدرتِ کاملہ کی مہربانی سے اُمتِ مسلمہ کو بطورِ نعمت حاصل رہے وہ شریعت و طریقت کے آسمان پر ہدایت کا نور لے کر طلوع ہوئے اور سیدھا راستہ تلاش کرنے والوں اور سلوک و تصوّف کی منزل تک پہنچنے کی آرزو رکھنے والوں کی رہنمائی کا فرض ادا کرتے رہے۔

شرقپور شریف کی پُرنور بستی ہر دَور اور ہر صدی سے اولیائے کاملین کی وجودی برکتوں سے بھرپور چلی آتی ہے۔ ایسی پاکیزہ ہستیاں جن کے سینے انوار تجلیات کے مرکز اور دل عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت سے گداز رہتے ہیں۔ ایسی ہستیاں حیات جاوداں کی حامل ہوتی ہیں۔ وہ مرکر بھی نہیں مرتیں۔ دوسروں کو زندگی کی اعلیٰ اقدار مہیا کرتی ہیں۔ اُن پارسا شخصیات میں سے عصرِ حاضر کی ایک منفرد اور یگانۂ روزگار شخصیت شفاء الملت حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ قدس سرّہٗ

Marfat.com

العزیز تھے۔ جو قادری نوشاہی سلسلۂ فقر کے علمبردار اور علم و عرفان کے بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ آپکی صورت و سیرت سے آشنا سب لوگ دل کی گہرائیوں سے سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ نرالی شخصیت فی الحقیقت اسم بامسمّٰی تھی۔

کسی بھی مشہور و معروف شخصیت کی شہرت سُن کر دور و نزدیک سے عقیدتمند کھنچ کھنچ کر چلے آتے ہیں۔ اُن سے ملتے ہیں اُن کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔ گفتگو سے حظ اٹھاتے ہیں۔ اپنی حاجات و معروضات پیش کرتے ہیں اور پھر اپنے قلوب و اذہان میں مختلف قسم کے اثرات لیے واپس ہوتے ہیں۔ لیکن اصل کسوٹی اور پرکھ ان لوگوں کے تاثرات ہوتے ہیں جن میں ایسی صفات سے متصّف شخصیات کا ہر وقت رہنا سہنا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا اور رسم و راہ ہوتی ہے۔ یہ لوگ اہلِ قریہ، اہلِ محلّہ اور عزیز رشتہ دار ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے شب و روز سے پورے طرح واقف ہوتے ہیں۔ اُن کی مجلسی، ثقافتی، مذہبی اور دیگر ہر طرح کی سرگرمیوں سے آگاہی رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی رائے صائب اور پختہ ہوتی ہے۔ آپ میری اِن باتوں کے حوالے سے اگر شِفاء المِلّت حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں تمام اہلِ شہر اور اہلِ محلّہ کی رائے طلب کریں تو یقیناً وہ سو فیصد حضرت قبلہؒ کے حق میں بہترین الفاظ میں بیان ہوگی۔

آپ کے گرد و پیش رہنے والے محلّہ داروں، شہریوں اور عقیدت کیشوں نے کُھلی آنکھوں کے ساتھ آپ کے علمی اور رُوحانی کمالات کے ایسے مسحُور کُن منظر دیکھے ہیں کہ حیرت سے اُن کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ نیک بندہ ایک طرف جسمانی امراض میں مبتلا لوگوں کو اپنی فقیرانہ دعاؤں اور حکیمانہ دواؤں کے ذریعے شفاء کے جان بخش جھونکوں سے، صحت بخشتا تھا تو دوسرے روحانی بیماریوں کے ستائے ہوئے مضطرب لوگوں کو بھی اپنی عارفانہ

Marfat.com

التفات سے سکون و اطمینان کی دولت سے نوازتا نظر آتا تھا۔

اکثر یہ مشاہدے میں آیا ہے کہ دن کو یہ پاک طینت بزرگ اپنے فیوض و برکات سے عوام الناس کی جھولیوں کو بھرپور کرتا ہے تو رات کو مصلّےؔ پر کھڑا نظر آتا ہے۔ آپ کے محلے دار گواہی دیتے ہیں کہ حضرت صاحبؒ رات کو اتنی تلاوتِ قرآن کرتے اور اتنے اوراد و وظائف پڑھتے ہیں کہ ساری رات جاگتے رہنے کا گمان ہوتا ہے۔ شرقپور کے گلی کوچے ابھی تک اُس مردِ درویش کے قدومِ ممینت لزوم کے لمس کو نہیں بھلا سکے۔ جن خوش نصیب احباب کو آپکی زیارت اور رفاقت کا شرف حاصل رہا وہ یقیناً شہادت دیں گے کہ حضرت قبلہؒ کی گفتگو، نرم خوئی، دھیما پن، نرم لہجہ اور چلنے میں آہستگی مثالی تھے۔ قرآنِ پاک میں عبادُ الرحمٰن کی جو صفاتِ حسنہ ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ آپ اپنے نیک اعمال، شب بیداری، سجدہ ریزی کے باعث اُن کا مظہر تھے۔

میرے والدِ محترم قبلہ حاجی فضل الٰہی صاحب مونگہ علیہ الرحمتہ کا آپ سے گہرا روحانی اور قلبی تعلق تھا۔ اکثر ملاقاتیں رہتیں۔ عموماً آپؒ کے ہاں خاص نشستیں ہوتیں اور تصوّف کے اسرار و رموز پر گفت گوؤں کا سلسلہ جاری رہتا نیز روحانی مسائل پر بھی تبادلۂ خیالات ہوتا۔ محبت و مودّت کی اِس یقینی فضا میں ہر دو اصحاب کی باہمی ملاقاتوں پر سے پردہ اٹھانا لمبا کام ہے۔ کئی بار اکٹھے سفر کیئے کئی بار مل کر مختلف قسم کی تقریبات میں شامل ہوئے۔

میرے والد صاحبؒ نے آج سے کوئی اڑتالیس سال پیشتر گیارہویں شریف کی ماہانہ محفل کا آغاز کیا جو الحمد للہ آج تک برابر جاری ہے۔ اس محفل میں خصوصیت کے ساتھ ختم غوثیہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ اس محفل میں شمولیت ضروری ہوتی مجھے یاد ہے کہ وقت ایسا بھی آیا کہ آپؒ کو بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری لاحق ہوگئی اور چلنے پھرنے میں دشواری پیش آنے

Marfat.com

لگی۔ لیکن فرمانے لگے "مجھے سائیکل پر بٹھا کر حاجی فضل الٰہی کے ہاں لے چلو" چنانچہ اسی طرح شریک محفل ہوئے۔ والد صاحبؒ کے کہنے پر آپ نے مجھے قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اِس طرح مَیں بھی حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے فیض سے مستفیض ہوا۔ دل میں آپ کی ارادت کا جذبہ لیے پھرتا ہوں۔ اللہ کا یہ مجھ پر بڑا احسان ہے کہ اُس نے مجھے اپنے مقبول بندوں کی عقیدت کا جذبہ عطا فرمایا ہوا ہے۔

Marfat.com

منقبت

مختار احمد ہادی

قبلۂ ایماں، کعبۂ ع ں، حضرت میاں نیکؒ محمد
مرشدِ دَوراں، ہادیِ ذیشاں حضرت میاں نیکؒ محمد

مخزنِ فیضاں، رہبرِ پاکاں حضرت میاں نیکؒ محمد
عاشقِ یزداں، فقر کے سُلطاں حضرت میاں نیکؒ محمد

عارفِ کامل، خلق میں شامل، نور کا حاصل، حق سے واصل،
تاجِ امیراں، فخرِ فقیراں، حضرت میاں نیکؒ محمد

صدق و صفا میں، جُودوسخا میں، شانِ عطا میں، حلم و حیا میں
ہر پہلو میں نوُر بد اماں حضرت میاں نیکؒ محمد

شانِ حیا کے گوہرِ یکتا، آن ِکرم میں تنہا تنہا
باغِ ولائیت کے گُلِ خنداں حضرت میاں نیکؒ محمد

خضرِ طریقت، شمعِ ہدایت، حامیِ سنت، سرِ حقیقت
عاشقِ یزداں، عاملِ قرآں، حضرت میاں نیکؒ محمد

قطبِ زمانہ، مردِ یگانہ، فردِ فریدو وارثِ خانہ
شیخِ مشائخ، مرکزِ ایقاں حضرت میاں نیک محمدؒ

باغِ ولایت کے گُلِ خنداں، تاریکی میں شمعِ فروزاں
اندھیروں میں نورِ درخشاں حضرت میاں نیک محمدؒ

حکمت رافت، شفقت برکت، خصلت، طینت، خُلق و محبت
سب میں فراواں سب میں فروزاں حضرت میاں نیک محمدؒ

منبعِ فیوض و برکات

ڈاکٹر عصمتُ اللہ زاہد

اولیاء اللہ کی زبانِ گہر بار سے نکلا ہُوا ایک ایک فرمان مخلوقِ خدا کی بہتری کے لیئے ہوتا ہے۔ اُن سے رُونما ہونے والا کشف و کرامات کا تسلسل بھی اِسی سلسلے کی کڑی ہوتا ہے جس سے ایک زمانہ فیضیاب ہوتا ہے۔ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ اپنے عہد کے اولیائے کاملین میں سے تھے۔ آپ کے وجودِ مسعود سے اَن گنت کرامات کا ظہور ہُوا جن کی تصدیق کرنے والے درجنوں نفوس اِس وقت بھی زندہ و سلامت ہیں۔ شرقپور شریف کے جن خوش نصیبوں کو حضرتؒ کی صحبتِ شفقت حاصل رہی ماسٹر امام علی صاحب حجام اُن معتقدینِ خاص میں سے ہیں۔ انہیں حضرت صاحبؒ کی حجامت بنانے کا شرف حاصل رہا۔ آپ سے ہی بیعت ہیں۔ آستانۂ عالیہ کے لنگر اور تبرکات کی تیاری اور پوائی کا کام بھی اُن کے سپرد ہے۔ انہیں حضرت صاحبؒ سے قریب رہنے کے مواقع میسّر رہے ہیں۔ یہاں حضرت صاحبؒ کے بارے میں اُن کے تاثرات سپردِ قلم کیے جا رہے ہیں۔

1۔ بتاتے ہیں، ایک بار میں حضرت صاحبؒ کے پاس دوا لینے آیا۔ آپ نے فرمایا، ”سگریٹ پینا چھوڑ دو“ اُن دنوں میں منشّیات کا عادی تھا۔ میں

Marfat.com

نے عرض کیا حضور! میں آپ کے سامنے تو کہہ دوں گا کہ میں نے سگریٹ چھوڑ دیا۔ لیکن عادتاً جب یہاں سے اٹھ کر باہر جاؤں گا تو پینا شروع کر دوں گا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا "میں کہتا ہوں سگریٹ چھوڑ دو۔" مجھ سے اس روز سگریٹ اور دیگر منشیات کے استعمال کی عادت ترک ہوگئی۔ بس یہ انقلاب آپ کی زبانِ مبارک کا اثر تھا۔

2- میں بُری صحبتوں کی وجہ سے جوا کھیلنے کا بھی عادی تھا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ہم لوگ جُوئے کی بازی لگا رہے ہیں کہ اچانک پولیس کا چھاپہ پڑ گیا جس نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ میرے سائیں مجھے بچاؤ، آئندہ ایسا بُرا کام نہیں کروں گا۔"

اچانک آپ نے خواب میں ہاتھ تھام لیا۔ آپ کے ساتھ ایک بزرگ اور تھے۔ بیدار ہوا تو دل سے اِس قسم کی بُری آرزو مٹ گئی۔ پھر میں اب تک اُن بُرے کاموں کی طرف بھول کر بھی نہیں گیا۔

3- میری اہلیہ بیمار تھی ایک دن میں اُسے لے کر حضرتؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ ان دنوں معاشی حالات بھی اتنے سازگار نہ تھے۔ بازار سے دودھ کی لسی خرید کر لائی جاتی تھی اور سینکڑوں روپے اس پر خرچہ اٹھتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اہلیہ کو گھر کی لسی پلاتے رہو۔ شفا ہو جائے گی۔ دواء کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی بدولت ہمارے گھر میں معاشی آسانیاں پیدا ہوگئیں۔ اور ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ بارہ مہینے ہم گھر میں ہی لسی بنا کر پیتے ہیں۔ دودھ روزانہ آجاتا ہے اور دودھ بلونے کے لئے مدھانی چلتی رہتی ہے۔

4- ایک روز میں اور میاں برکت علی صاحب نوشاہی حاضر تھے۔ عرض کیا سرکار میں نے گرم حمام بنا رکھا ہے۔ لیکن آپ اُدھر میرے حمام پر غسل

Marfat.com

فرمالیں تو مجھے برکت حاصل ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا میں غسل تمہارے حمام سے ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ کا جب انتقال ہُوا تو آپ کی حسبِ خواہش میرے حمام سے ہی گرم پانی کے ساتھ آپ کو آخری غسل دیا گیا۔ وہ تولیہ وہ صابن، کنگھی (جس کے ساتھ آپؒ کے بال مبارک تا حال لگے ہوئے ہیں) ہم نے بطور تبرک سنبھال کر رکھے ہیں۔ اس کا اثر ہمیں یہ ملا ہے کہ آج تک ہمارے گھر سے برکت نہیں گئی۔ مجھ فقیر کو لوگ اچھا کھانا تیار کرنے والا سمجھ کر دُور دُور لے جاتے ہیں۔ مختلف تقریبات میں میرے کسب کو لوگ سراہتے ہیں۔ حمام میں بھی چہل پہل رہتی ہے۔ یہ سب میرے شیخ کی روحانی التفات کا کرشمہ ہے۔

5- ایک روز میں جناب ظہور احمد بدرؔ مرحوم اور صاحبزادہ صاحب سالانہ محفل حضرت شاہ محمد مرادؒ کی تقریب منعقدہ جون 1968ء کے دوسرے روز بیٹھک میں آئے تو آپکو دیکھا کہ مریدین وزائرین کے کھانا کھانے کے بعد جو ٹکڑے بچے ہوئے تھے انہیں اکٹھا کر کے ایک جگہ اپنے سامنے رکھ رہے ہیں۔ اسی طرح پلیٹوں (طباکھڑکیوں) میں جو بچا ہوا سالن تھا اسے بھی اپنے سامنے رکھی ہوئے ایک رکابی میں پونچھ کر ایک جگہ ڈال رہے ہیں۔ جب یہ ہو چکا تو اس میں سے خود کھانا شروع کر دیا۔ ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا! تم لوگ بھی کھانا کھا چکے ہو کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا تبرک خود بھی کھایا ہے اور گھر بھی لے گیا ہُوں۔ فرمانے لگے دیکھو! اصل تبرک تو یہ ہے کوئی خُدا کا بندہ کھا گیا ہوگا۔ اس کا بچا ہوا ہمارے منہ میں بھی جائے گا تو شاید ہماری بہتری ہو جائے گی۔ کیا ایسی ادائے دلنوازی آج کسی شیخ میں نظر آ سکتی ہے؟

6- موضع وزیرہ ورکاں میں آپ کا زرعی رقبہ تھا اور بزرگوں کا مزار اور سرِبز فقراء بھی جو آج بھی وہاں **"دربار ہرنی شاہ صاحبؒ"** کے نام سے پکارا جاتا

Marfat.com

ہے۔ اس علاقے کے لوگ آپ سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ کئی ایک وہاں آپ کے مرید بھی تھے۔ ان لوگوں کا آپکی ذاتِ گرامی پر بڑا اعتقاد تھا۔

وزیرہ کے معزز معتقدین میں سے چوہدری بہادر علی ورک آپ کے قربِ خاص میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے بیٹے چوہدری محمد شریف (الحمد للہ تا دمِ تحریر زندہ ہیں اور شیخوپورہ میں رہتے ہیں) سخت بیمار ہو گئے۔ ہوش و حواس مکدّر تھے اور ہاتھوں سے نکل نکل جاتے تھے۔ بدن میں بیماری کی وجہ سے اتنا جوش بھر گیا تھا کہ مشکل سے کسی کے قابو میں آتے تھے اور بیہوشی کے عالم میں مارنے کو دَوڑتے تھے۔ اُسی حالت میں انہیں آپ کی خدمت میں شرقپور شریف لایا گیا۔ آپ اُس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چوہدری بہادر علی اور چند دوستوں نے محمد شریف صاحب کو مضبوطی کے ساتھ ہاتھوں میں جکڑ رکھا تھا۔ آپ نے ایک نظر سے دیکھا۔ آگے بڑھے محمد شریف کے سر پر ہاتھ رکھا۔ آیاتِ قرآن کی تلاوت کی اور پھونک لگا دی۔ محمد شریف پر نیند طاری ہوگئی۔ پھر آپ نے گھر سے تازہ مکھن منگوا کر اُن کے سر پر رکھ دیا۔ اور فرمایا "اِسے سونے دیں۔ اور جب تک نیند میں رہے نہ اٹھائیں"۔ چند گھنٹوں کے آرام پانے پر محمد شریف صاحب بھلے چنگے ہو گئے۔ آپ نے چوہدری صاحبان کو خوشی خوشی رخصت کیا اور چند دنوں کے لیئے دوا بھی عطا کی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور آپ کی دعا سے چوہدری صاحب الحمد للہ تندرست و توانا ہیں۔ لیکن اب بڑھاپے نے کمزور کر دیا ہے۔ ماشاءاللہ ساری اولاد پڑھی لکھی ہے۔ حضرت صاحبؒ کی عقیدت دل میں رکھتے ہیں اور گاہے گاہے آپکی سالانہ محفل میں حاضری بھی دیتے ہیں۔

-7 رحمت علی صاحب ولد حاجی محمدؒ رمضان صاحب آپ کے خادمِ خاص ہیں۔ خالق آباد میں رہتے ہیں۔ ہر سال آپ کی یاد میں اپنے ہاں عظیم

Marfat.com

الشان ایصالِ ثواب کی تقریب کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے گوشت سے سخت نفرت ہوگئی تھی۔ جب پکا ہوا دیکھتا تو متلی اور قے ہو جاتی۔ میرے والد ماجد نے میری یہ حالت حضرت صاحبؒ سے بیان کی۔اُس وقت آپ کے دوپہر کے کھانے میں گوشت کا پکا ہوا سالن شامل تھا۔ تناول فرمانے لگے تو مجھے آواز دی۔ آؤ میرے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ پہلے تو میں گوشت کو دیکھتے ہی لرز جاتا تھا۔ اس وقت بالکل کچھ نہ ہوا۔ میں نے آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا وہ دن جائے آج کا آئے۔ خوب سیر ہو کر گوشت کھا جاتا ہوں۔ کئی سال گزر رہے ہیں وہ حالت دوبارہ نہیں ہوئی۔

-8 یہ عقیدت و یقین کی بات ہے کہ شرقپور شریف کے نواحی گاؤں آسکی پور کی ایک فاطمہ نامی عمر رسیدہ خاتون ایک پرانی بیماری کے باعث سخت لاچار ہوگئی۔ (حال ہی میں اس کا انتقال ہوا ہے) آپ کے پاس آئی۔ آپ نے اسے ایک نسخہ لکھ دیا۔ اور فرمایا کہ میرا یہ نسخہ بازار میں کسی عطار کو دکھا کر دوا خرید لینا اور استعمال کر لینا۔ اس بڑی بی نے دوا تو نہ خریدی۔ آپ کے لکھے ہوئے نسخے ہی کو پانی میں بھگو کر پیتی رہی۔ اللہ پاک نے اسے شفاء عطا فرما دی۔ کئی لوگ جو اب تک زندہ ہیں۔ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر خاتون کی یہ عادت سی ہوگئی تھی۔ جب بھی بیمار ہوتی آپ سے نسخہ لے جاتی اور یہی طریقہ اختیار کرتی۔ مگر اس نے یہ بات صیغۂ راز میں رکھی۔ ہر جمعہ کے دن گاؤں سے پیدل چل کر حضرت کی زیارت و سلام کے لیے حاضر ہوتی تھی۔

-9 کچھ ایسا ہی عقیدہ مولوی محمد صدیق کونہ مرحوم (سابق چیئرمین موہلن وال) کی والدہ کا بھی تھا۔ حضرت کے وصال کے بعد بھی کئی بار میں نے

Marfat.com

دیکھا وہ آپ کی خاکِ مرقد اٹھا کر لے جاتی۔ خود بتایا کرتی تھی۔ میں جب بھی بیمار ہوتی ہوں تو اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر آپکی خاکِ قدم کو بدن پر مل لیتی ہوں تو قادرِ مطلق اپنے مقبول بندے حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کے وسیلہ سے مجھے شفا عطا فرما دیتا ہے۔ بلکہ ایک دفعہ تو مولوی محمد صدیق صاحب کے چھوٹے بھائی محمد شریف مرحوم (جو نہر اپر چناب میں ڈوب گئے تھے) میری موجودگی میں اپنی والدہ کے لیے آپ کے مرقد سے خاک اٹھا کر لے گئے تھے۔

یہ وہ چند واقعات ہیں جو اِس حقیقت کے اعتراف کے لیے کافی ہیں کہ اللہ کے ولی کا وجود ہر حال میں ہمارے لیے باعثِ برکت ہوتا ہے۔ گو میاں نیک محمد صاحبؒ ظاہری اعتبار سے ہمارے درمیان نظر نہیں آتے مگر وہ اپنی شفقت و عنایات اور رُوحانی تصرف کے اعتبار سے ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں اور رہیں گے۔

Marfat.com

مخزنِ ولائیت

میاں محمد مغیث نوشہ ایم۔اے

انسانی تاریخ کے اوراق گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے ہر دَور میں نسلِ آدم کو گمراہی اور جہالت کے اندھیروں سے بچانے کے لئے رشد و ہدایت کے چراغ روشن رکھے ہیں۔ طوفانوں اور وقت کی تیز رفتار آندھیوں میں بھی یہ چراغ روشن رہتے ہیں۔

ہمارے اِس دَور میں بھی رشد و ہدائیت کے چراغ روشن رکھنے کے لیے ایک عہد آفریں شخصیت پیدا ہوئی جو اِسم بامسمیٰ اور ہمہ صفت موصوف تھی۔ حضرت میاں نیک محمدؒ آپ کا نام اور اپنے عمل کے ذریعے نیکیوں کو پھیلانا آپ کا کام تھا۔ آپ بہترین انسان تھے اور معراجِ انسانیت تک پہنچے ہوئے بالغ نظر ولی اللہ تھے۔ آپ سا آنکھوں نے نہ دیکھا نہ سنا۔ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ سراپا کرم تھے۔ جو اچھی بات زبان سے کہتے وہ عمل سے کر کے بھی دکھاتے تھے۔ آپ نے آفتاب و مہتاب کی طرح برّصغیر، خصوصاً خطۂ پنجاب کو اپنی عملی، فکری اور رُوحانی روشنی سے منور کیا۔ اور فیض کے وہ دھارے بہائے جو بفضلہٖ تعالیٰ چشمۂ فیضِ مُصطفائی کی صورت میں آج تک برابر چلے آتے ہیں۔

آپ سُنّتِ نبوی ﷺ کا مکمّل نمونہ تھے۔ آپ کی ہر اَدا اور ہر پہلو میں سے دینی اقدار نمایاں تھیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے اپنی زندگی کا آغاز قرآنی تعلیمات سے کیا۔ قرآن مجید کا ہی فیصلہ ہے جو انسان راہِ توحید کی طرف راغب ہوتا ہے۔ تو قدرت خود اسے رہنمائی بخشتی ہے چنانچہ شروع سے ہی آپ کے نظریات، قرآنی فکر کے مطابق تھے۔

قرآنی علوم کی خوشبو سے ہمیشہ آپ کے دل و دماغ معطّر رہے۔ یہ استعداد آپ کو اپنے خاندانی بزرگوں سے حاصل ہوئی۔ اور اُن علمائے وقت سے جن کے سامنے آپ نے کئی برس تک زانوئے تلمذتہ کیے۔

بیشک علم وہ دولت ہے کہ اس کا حریص کبھی سیر نہیں ہوتا۔ ایسی ہی کیفیت آپ پر بچپن سے طاری تھی۔ اُردو فارسی میں ادب کی دیگر کتب سبقاً پڑھنے کے بعد آپکو مثنوی مولانا رومؒ پڑھنے کا شوق مانگا منڈی میں حضرت قاضی علی محمدؒ صاحب چشتیؒ کی خدمت میں لے گیا۔ وہ اپنے دَور کے ایک متبحّر عالم تھے۔ وحدتُ الوجود کے قائل تھے۔ صاحبِ حال اور صاحبِ کشف تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ قاضی صاحبؒ کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرے۔ مگر اُس تھوڑی سی مدت قیام میں ہی بہت کچھ حاصل کرلیا۔ پھر علم طب حاصل کرنے کا شوق بیدار ہوا۔ طب کی اکثر معیاری کتابیں خود مطالعہ کیں۔ پھر عملی تجربات کے لیے حکیم رانجھا صاحب کے پاس کئی سال گزار دیئے۔ جو اپنے دَور کے ماہر نباض اور زبردست معالج تھے انہوں نے آپ کی طرف بھر پُور توجہ دی اور اپنے زیرِ تربیت ایسا ماہر طبیب بنا دیا کہ فی الواقع آپ اپنی حذاقت اور روحانیت کے باعث مایۂ ناز طبیب ثابت ہوئے۔

آپ کے طبّی ادراک اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے لاہور طبی بورڈ کے سرکردہ اراکین آپکو ہمیشہ محبت کی نظروں سے دیکھتے رہے۔

Marfat.com

آپ نے طبی میدان میں ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے۔ کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اِس حقیقت کو ہرگز بھلایا نہیں جا سکتا کہ آپ کی طبیبانہ کامیابی محض لفظوں اور کتابوں پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا داد رُوحانی تصرّفات کا نتیجہ تھی۔ فیض رسانی کی جو خاص فضیلت قدرتِ کاملہ نے آپکو عطا کی تھی وہ صرف اور صرف آپ ہی کا حصّہ تھی۔

جوانی کا عہد ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ آپ نے اپنے جدِ امجد حضرت میاں غلام مصطفےٰ ؒ سے رشتہ بیعت اُستوار کیا اور سلوک و عرفان کی منزلیں طے کرنے لگے چنانچہ اِس میدان میں بھی وہ مقام حاصل کیا۔ جس کے امتیاز کو معاصر اولیاء نے تسلیم کیا اور آپ کو اپنے دلوں میں جگہ دی۔ ماں باپ نے جو نام تجویز کیا آپ نے اپنے پاکیزہ عمل کے ذریعے اُسے سچ کر کے دکھایا۔

آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے اندر خالص مؤحدانہ صفات پیدا کیں۔ عشقِ رسُول ﷺ میں غرق رہے۔ محبّتِ الٰہی میں فنا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پر اکثر وجدانی کیفیت طاری رہتی تھی۔ سوز و گداز، رقّت و محویت اور استغراق کا آپ پر غلبہ رہتا تھا۔ اور عباداتِ الٰہی میں مشغول رہتے اور اتنے مستغرق ہوتے کہ اپنی ذات سے بھی بیگانہ ہو جاتے۔

حضرت غلام مصطفےٰ ؒ آپ کے پیرومرشد نے دینی اورُروحانی خطوط پر آپکی تربیت فرمائی اور ریاضتِ نفس کے لیئے جو اسلوب عطا کیئے اُن کی وجہ سے آپ معرفت کی اُس بلندی تک جا پہنچے کہ شیخ بھی آپ تعریف کر کے خوش ہوتے۔ دادا جان ؒ نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ نوشاہی طریقت کے علمبرداروں میں جو مقام آپ کا تھا وہ شائد ہی کسی دوسرے کو ملا ہوگا۔ آپ نے ہر لحاظ سے، اتنی بلندی حاصل کی کہ آج تک نوشاہیوں میں اتنے بلند مرتبہ کا کوئی کامل درویش کم ہی نظر میں آتا ہے۔

قدرت نے آپ کو وہ مخفی راز عطا کیئے جن کی توضیح ممکن نہیں۔ جیتے جی تو

Marfat.com

کوئی باعظمت انسان کی قدر نہیں کر سکتا۔ لیکن اُس کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ہی محرومیوں کا احساس ہوتا ہے۔ حضرت شاہ محمد مرادؒ کے تبلیغی مشن کو جاری رکھنے کے لیئے جو کوششیں آپ نے جاری رکھیں اور خاندانی سطح پر جو اصلاحات کیں اُن کا جواب نہیں ملتا۔ حضرت پیر محمد سچیارؒ (مرشد حضرت شاہ محمد مرادؒ) کی اولاد آج بھی حضرت میاں صاحبؒ کے زہد تقویٰ اور پارسائی کا اعتراف کرتی ہے۔ کہ اِس وقت دنیا میں اگر کہیں سچیارؒ کا نمونہ پایا جاتا ہے تو وہ صرف حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ کی ذاتِ گرامی ہے۔

معاصر اولیاء اللہ میں سے حضرت خواجہ نور الحسن اویسی چینڈپوریؒ جو بلند پایہ عالم دین اور صاحب معارف و روحانیت تھے۔ آپؒ سے بیحد محبت فرماتے تھے۔ راز و نیاز کی گفتگو رہتی تھی۔ بلکہ وہ حضرت شفاء الملتؒ کو اپنے دل میں جگہ دیتے تھے اور بعض ذاتی معاملات میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نور محمد صاحب نقشبندی مرتضائی قلعہ شریف والےؒ بھی آپ سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ بروایت ماسٹر فضل محمد صاحب مرحوم و مغفور آپ نے ایک روز اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے فرمایا۔ "ایک قطبِ زمانہ میاں نیک محمد صاحبؒ شرقپور میں موجود ہے لیکن یہ حقیقت کم لوگوں پر عیاں ہے۔ لوگ صحیح معنوں میں اللہ والوں کی قدر نہیں کر سکتے۔"

الحاج حضرت پیر نواب علی شاہ صاحبؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سچیار یہ فرمایا کرتے تھے۔ "میاں نیک محمد صاحبؒ نوشاہی طریقت کا قابل فخر سرمایہ ہیں۔ ہم ان پر ناز کرتے ہیں۔" حضرت خواجہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ سے بھی تعلق خاطر تھا۔ جس کا ذکر آپؒ نے 1969ء میں ریڈیو پاکستان لاہور کے پروگرام سوہنی دھرتی میں اپنے ایک انٹرویو کے دوران کیا تھا۔

قرآن کی تعلیم کے مطابق لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ٥

ترجمہ:- تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ حضرت صاحبؒ نے

Marfat.com

اِس آیت مبارکہ کو اپنی زندگی کا نصبُ العین (Moto) بنایا ہُوا تھا۔ اور اپنے اعمال کو اِس آیتِ مبارکہ کے مطابق بنا کر دکھایا۔ آپ ایسی کوئی بات منہ سے نہ نکالتے تھے۔ جس پر خود عمل نہ کرکے دکھاتے تھے۔

آپ کا ہر لفظ شیریں، زمزمہ سازِ محبّت تھا۔ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا o کے مطابق آپ کی ہر بات سے حلاوت ٹپکتی تھی۔ جھوٹ سے نفرت فرماتے تھے۔ اور تحمل عادت تھی۔ بات جب بھی کرتے خوبصورت اور دل نشیں کرتے۔

حضرت صاحبؒ کی زبانِ مبارک سے کبھی جھوٹ نہ سنا گیا۔ جھوٹ اور دکھاوے سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ بڑے پیار سے دھیمے الفاظ سے بات کرتے۔ مسکراہٹ ہر وقت آپ کے لبوں سے کھیلتی تھی۔ بدخواہوں کے چر کے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ یادِ الٰہی میں اس قدر مستغرق ہوتے کہ ذرہ اکتاہٹ یا تھکاوٹ محسوس نہ کرتے۔ سادگی آپکی زندگی کا زیور تھی۔ کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا نہایت سادہ تھا۔ تکبّر وغرُور ریاکاری، بناوٹ، حسد، بغض وعناد کینہ سے کوسوں دُور رہتے تھے۔ لباس عموماً سفید زیب تن کرتے۔ پُر تکلّف غذاؤں سے پرہیز کرتے تھے۔ گوشت اور چٹ پٹی اشیاء کا استعمال پسند نہ کرتے۔ چادر اور سادہ کُرتے پہنتے، دیسی جُوتا استعمال کرتے۔ شوخ اور بھڑکیلے لباس سے سخت نفرت تھی۔ کم بولنا، کم کھانا آپ کی عادت تھی۔

ایک دفعہ کسی مُرید کے گھر موضع مصلّی میں بابا کمال دینؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ رات کا وقت تھا۔ خاتُونِ خانہ نے نمکین چاول اُبالے لیکن چاولوں میں چینی کی جگہ اتنا نمک ڈال دیا گیا جو بالکل زہر کی مانند کڑوے ہوگئے۔ آپ کی زبانِ مبارک پر گِلہ یا شکوہ تک نہ آیا اور کھانا تناول فرمالیا۔ باقی ماندہ کھانے کو تبرک کے طور پر گھر والوں نے جب کھایا تو چاولوں میں بہت زیادہ نمک کی وجہ سے مُرید اپنی بیوی سے جھگڑنے لگا اور ناراض ہوا۔ آپ نے فرمایا کیوں ناراض ہوتے ہو۔ قدرت کی طرف سے میرے مقدّر میں آج یہی

Marfat.com

غذا تھی۔ یہ آپکی استقامتِ سبعی کا ایک انداز تھا۔

انسانیت کی خدمت کرنا آپ کا نصبُ العین تھا۔ غریبوں مسکینوں بیواؤں اور یتیموں کی دلجوئی اور معاونت اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ہمسایوں کے حقوق کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اکثر اوقات غریبوں کو ادویات کی فراہمی اپنی جیب سے کرتے۔ اور کوشش کرتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ فرقہ پرستی کو برا سمجھتے تھے اور کسی بھی مکتب فکر کے لوگوں کو بُرا نہیں کہتے تھے۔ عوام کی خدمت کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں تھا۔ جب بھی کوئی جہاں بھی آپ کو پکارتا، وہیں رُک کر اُس کی بات سُنتے رات کے جس حِصّہ میں بھی کوئی مریض آتا اس کو توجہ کے ساتھ دیکھتے اور دوائی عنایت فرما دیتے۔ رُوحانی علاج کا طلبگار ہوتا تو دَم پھُونک کرتے۔ آپ کے ہاتھ میں قدرت نے شفا رکھی ہوئی تھی۔ جو بھی آتا خُدا کے فضل و کرم سے کبھی فیض سے خالی نہ جاتا۔

قرآن فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ؕ

"اور جب مرا بندہ (اہل ایمان وتقویٰ) مجھ سے دعا کرتا ہے تو مَیں اُس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اُس کی دُعا قریب سے سنتا اور جو بھی مانگتا ہے اس کو عطا کرتا ہوں۔"

شفا کی وجہ صرف یہی تھی کہ حضور دوا دینے کے ساتھ ساتھ دعا بھی فرماتے تھے۔ سوز وگداز کی کیفیت اکثر اوقات آپ پر وارد رہتی۔ مجلس میں بیٹھے ہوتے یا کسی محفل میں آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

آپ خود کفیل تھے۔ اپنی روزی آپ کما کر کھاتے تھے۔ کسی مرید کی جیب یا نذر و نیاز کی پرواہ نہ کرتے۔ بلکہ غریب مریدوں سے کچھ قبول نہ کرنے کی عادت تھی۔ جب دیکھتے کہ نہ لینے کی وجہ سے مرید کی آنکھوں میں آنسو تیرنے

Marfat.com

لگتے ہیں تو اس کی دلجوئی کے لیے کچھ نہ کچھ رکھ لیتے۔ باقی اسے واپس کر دیتے۔ ساری زندگی آپ نے کسی کا دل دُکھایا نہ کسی کو برا بھلا کہا۔ بلکہ کوشش فرمائی کہ جو بھی آئے وہ خوش ہو کر جائے۔ ناراض نہ جائے۔

آپ کو گٹھلیوں پر پڑھتے کبھی دیکھا گیا نہ تسبیح کے دانے گنتے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پاک ذکر کو گِن گِن کر پڑھنے کے قائل نہ تھے۔ دکھاوے کے کاموں کو بُرا سمجھتے تھے۔

فرماتے ''اُس ذات مطلق کا نام لینا ہے تو بے حساب لو۔ یہاں تک کہ تمہارا نفس ذکر کی حلاوت میں گُم ہو جائے۔''

1946ء میں حج کی غرض سے عازمِ سفر ہوئے تو آپ کے ہمراہی بتاتے ہیں گھر سے لیکر حرمین شریفین تک اور پھر وہاں سے گھر واپسی تک آپ رِقّت اور گُداز کی حالت میں اشکبار ہی رہے اور جب روضۂ رسول اللہ ﷺ پر آخری حاضری کے لئے آئے تو سلام کہتے ہوئے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ منہ پر یہ الفاظ تھے اَلْفِرَاق یَا رَسُوْلَ اللّٰہ، اِنِّیْ عَبْدُکَ یارَبّ، عَبْدُکَ یارَبّ وَاسْتَغْفِرْلِیْ یَا یَا اَللّٰہُ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُجْتَبٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

کثرتِ مجاہدہ اور خواہشات کی نفی کے باوجود یہی فرماتے کہ ''یا اللہ مجھ سا کوئی گنہ گار نہیں''۔ حج کے دَوران گھر کے لیے یا دوستوں کے لیے کوئی بھی چیز خرید نہ فرمائی۔ فرمایا یہ ایک فرضی عبادت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سُنّت ہے۔ مَیں فرض اَدا کرنے آیا ہُوں۔ خرید و فروخت کرنے یا دنیاوی ساز و سامان کے لیے نہیں آیا۔

فراغتِ حج کے بعد ابّا جی کے مطالعہ کے لیے صرف دینی کتابیں خرید کر لائے۔ فرمانے لگے جن مقامات کی مَیں نے سیر کی اور جن جن نظاروں کو دیکھا وہ تمام مجھے حج پر جانے سے پہلے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں مَیں نے اپنے سر کی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا۔

ہر مرید کی راہنمائی اچھے درویشوں کا خاصہ رہا ہے۔ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں بھی قصور سے ایک مرید حاضر ہوا اور عرض کی حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر تم دُنیوی زندگی میں، آسائش اور دینی زندگی میں سُرخرُوئی چاہتے ہو تو اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو"۔ زبان سے کسی کی دل آزاری نہ کرو اور نہ کسی کی چغلی کھاؤ اور نہ ہی کسی کو دکھ پہنچاؤ اور اپنی صُورت کو نمونۂ محمدی ﷺ کے مطابق بناؤ۔ کیونکہ انسان جتنی اپنے آپ کی اصلاح کرے گا اُتنا ہی اُسے حضوری حاصل ہوگی اور دُنیاوی آرائشوں سے بچا رہے گا اور زبان میں تاثیر پیدا ہوگی۔

آپ کے مریدِ خاص میاں برکت علی جو کہ شرقپور شریف کے رہائشی تھے۔ ڈرائیوری کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عُرس (حضرت شاہ محمدؒ مراد نوشاہیؒ) پر درویش بیٹھے ہُوئے تھے۔ انہوں نے اپنا ایک واقعہ سُنایا اور رو دیئے کہ:۔

حضرت صاحبؒ جیسا پیشوا میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ ٹرک پر پشاور سے مردان جا رہا تھا۔ سفر کی وجہ سے تھکاوٹ ہوگئی اور نیند غالب آگئی اور سٹیرنگ پر سر رکھ دیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے ٹرک چلتا رہا۔ دشوار گذار رستوں سے ہوتا ہوا۔ سڑکوں کے موڑ کاٹتا ہوا مردان کے قریب پہنچا تو ایک جھٹکے سے میں بیدار ہوگیا۔ کانوں میں ایک آواز آئی۔ برکت علی ہوش کرو۔ مردان آگیا ہے۔ نیند سے بیدار ہوا تو عقل چکرا گئی کہ کس طرح پشاور سے مردان آگیا ہوں۔ چند روز چھٹی کے بعد آپ کے حضور حاضر ہوا تو فرمانے لگے "برکت علی ہوش سے گاڑی چلایا کرو اللہ کریم تمہاری دستگیری نہ فرماتا تو تُو اُس رات گاڑی سمیت پہاڑی کھائیوں میں غرق ہو چکا ہوتا۔ تمہیں پتہ نہیں مُرشد کو مریدوں کے لیئے کتنی مشقت اٹھانا پڑتی ہے"۔

حضرت میاں صاحبؒ ہمیشہ اورادِ ماثورہ پڑھتے تھے۔ درُودِ مستغاث، دلائلُ الخیرات اور درُودِ کبریتِ احمر بھی وظائف میں شامل تھے۔ آپ اکثر فرماتے

Marfat.com

تھے کہ میرا مرید کبھی بھی پریشان حال نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ شریعت کی پاسداری کرے اور مرشد کے ساتھ کیئے ہوئے عہدِ بیعت سے منحرف نہ ہونے پائے۔ یہ نہیں کہ پیر سے بیعت کرلی اور بس!

اصل مریدی یہ ہے کہ مرشد کے احکام کی پیروی کی جائے اور ادب کے پہلو کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

حضرت صاحبؒ اپنے مریدوں کو اکثر فرماتے کہ "جس نے میرے گنج بخشؒ کے سلسلۂ نوشاہیہ کو اپنایا اور دل و جان سے اللہ جلّ جلالہٗ اور اُس کے پاک رسُول ﷺ کا ہوگیا اُس کے گھر ہَوائی چیزوں (جِنّات وغیرہ) کا بسیرا نہ ہوگا۔ اور نہ ہی یہ چیزیں اُن کو نقصان پہنچائیں گی۔ کئی جِنّات آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ کئی ایک جن صُورتِ انسانی میں آپ کے پاس اکتسابِ فیض کے لیئے موجود رہے طب اور دُوسرے علوم حاصل کیئے۔ کسی مرید کو آسیبی پریشانی لاحق ہو تو حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ اُس کی پریشانی کو دور فرما دیتا ہے۔ ہمیں ہر دم اپنی توجہ ذاتِ الٰہی کی طرف مبذول رکھنی چاہیئے اور آقائے دو جہاں ﷺ کا غلام بن کر رہنا چاہیئے اور خود کو پیرو مرشد کے حضور حاضری کے لیئے وقف رکھنا چاہیے۔ اور دامے درمے قدمے سخنے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے تبھی ہماری زندگی کی مشکلات میں کمی آسکتی ہے۔ کیونکہ درویش لوگ دعا کرتے رہتے ہیں اور درویشوں کی دعائیں، قبولیت سے خالی نہیں ہوتیں۔

طویل علالت کے بعد آپ 19۔اپریل 1972ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی جدائی سے غم کا اندھیرا چھا گیا۔

Marfat.com

فیشن کی دنیا میں انقلاب

ہر قسم کے خوبصورت اور مختلف ڈیزائنوں کے خوشنماء
زیورات بنوانے کے لیے

ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

واپسی کاٹ کے بغیر

ساجد جیولرز ☆ صدر بازار ☆ اوکاڑہ
Ph. 0442 - 524273

Marfat.com

نذرِ عقیدت

کیواں مرتبت ، نیرّ برُجِ سعادت ، ہادیٔ رگم گشتگان' امام عاشقاں قدوۃ السالکین ، زبدۃ العارفین حضرت میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہی سچیاریؒ

ابو کلیم سید محمد افضل طورؔ نوشاہی (مرحوم)

سالکانِ راہِ عرفاں کے امیرِ نامور
زاہدانِ پاکبازانِ جہاں کے راہبر
حق شعار و حق شناس و حق پرست و حق نگر
حق بیان و حق زباں و حق کلام و حق خبر
نیک بین و نیک دان و نیک پور و نیک دل
نیک نام ، نیک خوٗ و نیک فال و نیک فر
خوش ضمیر و خوش خمیر و خوش خرام و خوش مزاج
خوش خصال و خوش جمال و خوش خیال وخوش سیر
زاہدِ شب زندہ دار و عابدِ پرہیز گار
واقفِ راہِ طریقت ، معرفت کے رہ سپر

Marfat.com

پیکرِ عشقِ نبیؐ و حاملِ خُلقِ علیؑ

صاحبِ ایمان و نورِ معرفت سے بہرہ ور
گنجِ حکمت کا خزینہ اُن کا قلبِ مُستنیر

گنجِ عزّت کا دفینہ، اُن کی چشمِ پُر اثر
صاف ظاہر، صاف باطن، صاف گو، صافی خیال

پاک نگہ و پاکباز اور پاک، پاکیزہ نظر
آفتابِ علم و حکمت ، اخترِ برجِ شرف

نیّرِ چرخِ ولایت ، وارثِ فن و ہنر
آبدار و تابدار اور شاندار و کامگار

ہم سے چھینا موت نے وہ گوہر عالی قدر
ہوگئی تاریک دنیائے دلِ نصرتؔ عزیز

کائناتِ علم و حکمت ہوگئی تاریک تر
وہ نہیں مرحوم زندہ ہیں وہ ازروئے کتاب

یہ تو ہے نقلِ مکانی کے لیئے گویا سفر
وہ رہے لیکن زمانے میں نرالی شان سے

وہ جیئے لیکن زمانے میں باندازِ دگر
بے شمار و بے حساب و بے قیاس و بے عدد

ان کی تربت پر نازل رحمتِ خیرالبشرؐ
خاتمہ بالخیر ہو اِس خادمِ درگاہ کا
طور پر ہو یا الٰہی ! ایک بخشش کی نظر

نیّرِ بُرجِ سعادت

جناب حکیم محمد رفیق نازؔ نوشاہی شرقپور شریف

رہبرِ شریعت، شہبازِ طریقت، کاشفِ اسرار شریعت و طریقت، واقفِ انوارِ حقیقت و معرفت، آفتابِ مطلع ارشاد، ماہتابِ افق اوراد سراجِ محفل صلحاء چراغ بزمِ رضا، مظہر اسرار الٰہیہ، موردِ فیضِ سبحانی، مصدرِ برکاتِ رحمانی طبیبِ روحانی و جسمانی شفاءُ الملّت حضرت میاں نیک محمد نوشاہی صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔

رُوحانی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو شرقپور شریف مدینۃ الاولیاء ہے اطرافِ شہر میں مختلف سلسلہ ہائے طریقت کی مشہور و معروف ہستیوں کے مزارِ پُرانوار ہیں۔ جبکہ وسطِ شہر میں ایک عظیمُ الشّان ہستی آسُودۂ خاک ہے جس سے میری مراد جناب حضرت شاہ محمد مراد نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ ہے جن کے دم قدم سے شرق پور شریف میں سلسلۂ نوشاہیّہ کی آبیاری ہوئی۔ بلکہ اُن کی آمدِ مسعود سے شرقپور اسلام کا گہوارہ بنا۔ اُن کے روحانی فیوض و برکات اور دینِ اسلام کی خدمات کی بدولت یہ مذہبی شہر قرار پایا۔ اسی مذہبی پختگی اور صوفیانہ ماحول کی وجہ سے 1884ء میں حضرت میاں روشن دینؒ کے ہاں ایک عظیم نُورِ نظر

Marfat.com

نے جنم لیا۔ پدرِ بزرگوار نے آپ کا نام نیک محمدؒ رکھا۔ آپ کی پیدائش سے خاندان بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت میاں نیک محمد صاحب کے شب و روز اپنے جدّ امجد حضرت میاں غلام مصطفیٰؒ اور والد ماجد علیہ الرّحمتہ کے سایۂ رُوحانیت میں گزرنے لگے۔ آپ کا بچپن نورانی ہاتھوں میں گزرا۔ ابتدائی تعلیم گھر کے ایمان افروز ماحول میں ہوئی۔

ایک ایسا ماحول جہاں ہر وقت غلغلۂ ذکر بلند ہوتا رہتا تھا۔ پیہم سجدہ ریزیاں تھیں۔ اور ہر وقت صدائے لَآ اِلٰہَ گونجتی رہتی تھی۔

ابتدائی قرآنی اور دینی تعلیم کے بعد درسی نصاب کی پڑھائی شروع ہوئی اور نو سال کی عمر تک یہ مراحل طے ہو گئے پھر سکول کی طرف رُخ کیا اور 1900ء میں اپر پرائمری کی سند حاصل کی۔

آپ کے علم و فضل کا احاطہ کرنا محال ہے۔ آپ ہمہ گیر شخصیّت تھے اگر آپ کو بطور عالِم دین دیکھیں تو باکمال نظر آتے ہیں۔

اگر عامل کی حیثیت سے دیکھیں تو عاملِ کامل بلکہ اکملُ الکاملین کا درجہ رکھتے ہیں۔ صاحبِ ہنر کی حیثیت سے دیکھیں تو فن و ہنر میں درجۂ کمال کو پہنچے نظر آتے ہیں۔ فن کتابت و طبابت اور خطابت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ طب کے اسرار و رموز اس بلاغت سے بیان کرتے کہ بڑے سے بڑا طبیب انگشت بدنداں رہ جاتا۔ نباض ایسے کہ کوئی طبیب آپ کے مقابل نہ تھا۔

آپ کے علم و فن کی داستانیں آج تک عوامُ النّاس کی زبان پر عام ہیں۔ اطرافِ عالم سے رُوحانی اور جسمانی بیماروں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ کئی ایسے ناخواندہ آئے جو آپکی نگاہ فیض سے علم لدُنی پا گئے۔ کئی بے جہت ایسے آئے جو ولائیت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ راقم الحروف میٹرک کا امتحان 1979ء میں دے کر فارغ ہوا تو حاجی محمد رمضان صاحب مرحوم کے میرے اباّ جی سے دوستانہ

مراسم تھے۔ کہنے لگے کہ فقیر محمد اگر تو چاہے تو میَں تیرے بیٹے کو حضرت میاں نیک محمد صاحب کے پاس خوشخطی سیکھنے کے لیے چھوڑ آؤں۔ والدِ گرامی نے مجھے میاں صاحبؒ کے حضور بغرضِ تعلیم حاجی محمد رمضان صاحب کے ساتھ بھیج دیا۔ میَں حاجی صاحب کے ساتھ حضرت صاحب کے ہاں حاضر ہوا۔ حاجی صاحب نے صاحبزادہ حضرت میاں نور محمد نصرتؔ نوشاہی صاحب سے بات کی۔ اور مجھے اُن کی شاگردی میں دے دیا۔ وہ کتنا مبارک دن تھا جو آج تک مجھے اِس آستانِ عالی سے وابستہ کیئے ہوئے ہے۔

میرے شب و روز اُسی دن سے لیکر 8۔اگست 1971ء تک اسی بیٹھک میں گزرنے لگے۔ جس جگہ آج حضرت میاں نور محمد نصرتؔ نوشاہی صاحب اپنے مطب کو رونق بخشے ہوئے ہیں اسی جگہ حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ رونق افروز ہوتے تھے۔ معمول تھا کہ آپ تہجد کے وقت اٹھتے۔ نوافل پڑھتے کہ اذانِ فجر ہوجاتی نماز ادا فرماتے۔ پھر تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد اورادِ ماثورہ جاری رہتے۔ فارغ ہوتے ہی نیچے مطب میں تشریف لے آتے پھر ظہر کی اذان ہوتے ہی مسجد حضرت ہرنی شاہ صاحبؒ میں چلے جاتے۔ آپ کا کوئی عمل شریعتِ مطہرہ کے خلاف نہ تھا۔ اپنے بزرگوں کی ارواحِ مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرتے۔ لباس میں سادگی طبیعت میں عمدگی گفتگو میں متانت و سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ کے فقیرانہ رعب و جلال سے شاہانہ طمطراق نمایاں تھا۔ سینے میں عشقِ رسول ﷺ اس قدر موجزن تھا کہ رات کا زیادہ تر حصہ درود شریف پڑھنے میں بھیگی بھیگی پلکیں آنکھیں وصلِ محبوب کی یاد تازہ کرتیں۔ محفلِ سماع میں وجد کی حالت طاری ہوتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ گویا رحمت سے جلو میں محبوب اپنے محب کو جامِ وصل پلانے آ رہا ہو۔

سُبحان اللہ! کیا شانِ محبوبی تھی۔

1- انہی دنوں کی بات ہے کہ جناب مولانا عبدالحمید صاحب مرزا پوری (خطیب و امام مسجد مرزا پور) حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے سامنے مؤدّبانہ کھڑے ہو گئے۔ اچانک حضرت صاحبؒ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا عبدالحمید بیٹھ جاؤ۔ مولانا صاحب نے حضور سے مصافحہ فرمایا اور دو زانو بیٹھ گئے اور بار بار ہاتھ کھجانے لگے۔ حضرت صاحبؒ نے دیکھا تو رک گئے۔ اچانک حضور نے فرمایا' عبدالحمید اب کیوں شرم کرتا ہے۔ اُس وقت کرنا تھی جب تانبہ کا کچا کشتہ استعمال کیا تھا۔ یہ اس تانبے کا کوڑھ ہے آنکھیں نہیں تھیں دیکھ لیتا۔ عبدالحمید حضور شرمندہ ہوں۔ بہت علاج کیا ہے مگر آرام نہیں آتا۔ آپ نے انہیں ایک بوٹی استعمال کرنے کی ترکیب ارشاد فرمائی جس سے اُن کا روگ جاتا رہا اور جسم کندن بن گیا۔

چند دنوں کے بعد مولانا صاحب حاضرِ خدمت ہوئے ہاتھ بالکل صاف تھے چہرے پہ سُرخی دوڑ رہی تھی جذام کا نام ونشان تک نہ تھا۔

2- موسم گرما کے دن تھے۔ کہ ایک عورت بغرضِ علاج مطب میں آئی۔ تو حضرت صاحب نے اپنے ایک مرید کا نام لیکر اس کے احوال دریافت کیے۔ تو بی بی نے شرمندہ ہوکر دبی زبان سے فرمایا۔ تمہارا مرید تو بیبیوں سے بھی بدتر ہے اسکی بیوی طلاق لینے پر اصرار کر رہی ہے۔ حضرت صاحبؒ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور فرمانے لگے" اس بھیڑی دے نوں کہویں حضرت صاحبؒ بُلاندے نیں" مریضہ دوائی لے کر چلی گئی۔ مگر مجھے جستجو لگ گئی کہ وہ مرید کب آئے گا۔ اور حضرت صاحبؒ اس کا کیا علاج کریں گے۔ کہ تیسرے دن ایک خوب رو نوجوان داخل مطب ہوا تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا بھیڑی دیا آ گیا ایں۔ مگر نوجوان خاموش تھا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ نے اُسے استعمال کرنے کے لیے چند دن کی دوا عطا کر دی۔ پھر کیا تھا۔ اُس کی زندگی میں بہار آ گئی اور

Marfat.com

ازدواجی غم جاتا رہا۔

میرے والد بزرگوار کی بینائی کمزور ہوگئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں بُنائی کا کام نہیں کر سکتا۔ دھاگے دکھائی نہیں دیتے۔ والد صاحب کو میں حضرت صاحبؒ کے پاس لایا آپ نے انہیں سُرمہ اور ایک معجون استعمال کرنے کا حکم دیا۔ چند دن کے استعمال کے بعد میرے والد کو پہلے سے بھی بہتر دکھائی دینے لگا اور وہ دوبارہ اپنا کام کرنے لگے۔

آپ پکے نمازی، پابندِ صوم صلوٰۃ، راست گو، پاکباز، پاک باطن، خوش خلق، خوش طبع، مہمان نواز اور وضع دار انسان تھے۔ اصولوں کی پاسداری آپ کا طُرّۂِ امتیاز تھا۔ خلیق و شفیق اتنے تھے کہ بعض اوقات قیمتی سے قیمتی ادویات بلا معاوضہ عنایت فرما دیتے۔ غربا، مساکین تو اکثر آپ کی فیّاضی سے مستفید ہوتے۔ رہتے اور دعائیں دیتے۔ بیرونی مقامات سے آنیوالے مریضوں کی میزبانی کا حق ادا کرتے۔ عام مہمانوں کے لیے دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا۔

فتوح یا نذرانہ کی صورت میں آئی ہوئی نیاز اکثر مطب میں بیٹھے ہوئے مریضوں اور عقیدت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔

آپ کی نظر کبھی بھی مرید کے نذرانہ پر نہ تھی۔ اور نہ ہی بطور طبیب آپ نے مال و دولت کو اپنا طرہ امتیاز بنایا۔ آپ نے طب اور فقیری کے امتزاج سے نئی طرزِ خدمت کی طرح ڈالی۔

عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے نام ظ فقیر لکھ کر خوشی محسوس کرتے اور فرماتے ان کو فقیر کے مقام کا پتہ نہیں۔ کہ لفظ فقیر کا مفہوم کیا ہے اگر کسی پر یہ راز ظاہر ہو جائے تو امیر بننے کی بجائے ہر آدمی فقیر کہلائے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ امیر اور فقیر میں بڑا فرق ہے۔ امیر حضرات اپنی وضعداری رکھتے ہیں جبکہ فقیر بوریا نشینی پر فرحت محسوس کرتا ہے۔

Marfat.com

آپ کی علم دوستی کا یہ واضح ثبوت ہے آپ سعادت حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ایک صندوق مذہبی و نایاب طبی کتب کا ساتھ لائے۔ ایک اندازہ کے مطابق آپکی لائبریری میں تقریباً دس ہزار سے زائد مذہبی اور نادر طبی کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس میں قلمی مسودات ،اعمال و اذکار، درود وظائف اور احادیث کی کتابیں شامل ہیں۔

عشقِ رسُول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ ایک روز مطب میں تشریف فرما تھے۔ کہ زیارت حرمین شریفین کا تذکرہ شروع ہوا۔ آپ فرمانے لگے۔ میں جب مدینہ شریف میں تھا۔ اور مجھے جس کسی سے یہ پتہ چلتا کہ مدینہ شریف کے فلاں گھر میں آقائے دو عالم فخر دوجہاں کا کوئی تبرک موجود ہے تو زیارت کے لیے باوضو اور درود شریف کا وِرد کرتا جاتا۔ چاہے کتنا ہی سفر کرنا پڑتا۔ فرماتے کہ میں نے مدینہ شریف میں بہت سے تبرکات کی زیارت کی تھی جو غالبًا سارے حاجی حضرات نہیں کر پاتے۔

آہ! منبعِ ولایت، سرچشمۂ ہدایت، مرکزِ رشد و ہدایت مجسّمۂ حیاء اسم بامسمّٰی سلسلۂ قادریہ نوشاہیہ کے مینارۂ نوُر حضرت میاں نیک محمد رحمتہ اللہ علیہ 19۔ اپریل 1972ء کو ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

ع۔ رُوئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

Marfat.com

منقبت

حضرت میاں نیک محمد صاحب نوشاہی شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

مولانا احمد قائد شرقپوری

نیک صورت، نیک سیرت، نیک خصلت، نیک نام
میاں حضرت نیک نوشاہیؒ طریقت کے امام
اُن کی صورت دیکھ کر آتی رہی یادِ خدا
خود خدا کی یاد میں وہ غرق رہتے تھے مدام
وجد میں آتے تھے سن کر آپ نام مصطفیٰؐ
دیکھتے تھے دیدۂ دل سے رخ خیر الانامؐ
منفرد نباض رُوحانی و جسمانی طبیب
منکشف تھے جملہ رُوح و جسم کے ان پر مقام
اہل حق کے واسطے وہ تھے نسیم جانفزاء
اور باطل کے لئے تھے آپ تیغِ بے نیام

Marfat.com

[illegible] محبت اُن کی ایک ایک

[illegible]

[illegible]

اُن کی [illegible] ہے ذات اُن کی لائق صد احترام

[illegible]

اور تھے [illegible] حضرت ختم [illegible]

[illegible]

[illegible] اُن کو ساقی کوثر کا جام

[illegible]

اور تھے حضرت [illegible] کے سچے غلام

[illegible]

موت کو سمجھے وصال یار کا شیریں پیام

موت آئی تھی وہ آئی اور زندہ کر گئی

ثبت [illegible] ہے دل کا لوح عالم پہ دوام

کلمۂ حق پہ تھا اُن کی زندگی کا اختتام

اُن کی عزت اُن کی عظمت کو ہے قائد کا سلام

پیرِ عرفاں، شیخِ کامل، مُرشدِ روشن ضمیر

تحریر۔ مولانا فلک شیر نوشاہی (عیسن)

آپ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے رنگ (صبغتہُ اللہ) میں رنگے ہوئے تھے۔ سراپا شفقت و محبت تھے۔ سیرت و صُورت میں آپ سُنّتِ نبویؐ کا کامل نمونہ تھے۔ ساری زندگی دین حق کی خدمت اور اشاعت میں بسر کی۔ کبھی ایسا کام نہ کیا جو شریعت کے خلاف ہوتا۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا اور گفتگو کرنا اسوۂ صحابہؓ کے عین مطابق رہتا تھا۔ عجز و انکساری عادت تھی اور فخر و ریا آپ کے نزدیک بہت بڑا عیب اور گناہ تھا۔ آپ نے اپنے دل میں کبھی دنیا کی محبت کو غالب نہ ہونے دیا۔

اِنسانیت کی خدمت آپ کے نزدیک عبادت کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ کے دروازے پر علم و عرفان اور حکمت کے موتی حاصل کرنے والوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا تھا۔ آپؒ کے قریب والوں کا بیان ہے کہ ہم نے کبھی آپ کی زبان سے سوائے ذکر اور اچھی باتوں کے کوئی غیر کلمہ نکلتے نہیں سنا۔ قرآن مجید کی آیات اور اوراد و وظائف ورد لب رہتی تھیں۔ اکثر یہ شعر آپ کی زبان سے سنا جاتا تھا۔

مائیم پُر گناہ تو دریائے رحمتی
جائے کہ فضلِ تُست چہ باشد گناہِ ما

Marfat.com

ترجمہ :۔ یا الٰہی ہم گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں اور تیری ذات رحمت کا دریا ہے۔ جہاں تیرا فضل برستا ہو وہاں ہمارے گناہ کہاں رہ جاتے ہیں۔

آپ خواہ کتنی ہی جسمانی تھکاوٹ میں کیوں نہ ہوتی ۔ رات بھر اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتے اور نمازِ تہجد کبھی قضا نہ ہونے دیتے۔ سارا دن ذکر و فکر اور استغراق کی حالت میں رہتے۔ قرآنِ پاک کی تلاوت اس اَدا سے فرماتے کہ انکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور وجود پر مستی اور رقّت طاری رہتی۔ حضور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے اتنا عشق تھا کہ نعتِ نبی ﷺ سنتے ہی وارفتہ ہو جاتے۔

رُوحانی مریضوں کے علاوہ جسمانی روگ رکھنے والے ہزاروں انسانوں نے آپ کی مسیحا نفسی سے شفا پائی۔ مریضوں کو مفت مشورہ دیتے اور نہایت ہی کم قیمتوں پر دوائیں مہیا فرماتے تھے۔ غریب اور تنگدست مریضوں کو اپنی گرہ سے دوائیں عنائیت فرماتے۔ بلکہ مناسب غذا بھی خود دینے جاتے۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں اور کئی چشم دید گواہ ابھی زندہ ہیں۔

شہرت اور تفاخر سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ آپ کی طبیعت ،لباس اور خوراک بیحد سادہ تھی۔ سادگی میں ہی عمر گزار دی۔ اپنے نام کے ساتھ کوئی لقب یا اپنی شخصیت کے تعارف کے سلسلے میں تعریفی باتیں مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں حج کا فریضہ ادا کیا۔ لیکن اپنے نام سے پہلے حاجی کا لفظ لکھنا یا کہلوانا کبھی پسند نہیں کیا۔ حضور ﷺ کی غلامی میں رہنا آپ کے نزدیک اصل زندگی تھی درود شریف ہر وقت پڑھتے رہتے تھے۔ لوگوں میں بیٹھے حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کرتے رہتے تھے۔ کلمہ حق سنتے تھے اور کلمہ حق ہی کہتے تھے۔ یہ ادائیں تھیں میرے رہبر طریقت کی جن کا مبارک نام میاں نیک محمد صاحب نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

Marfat.com

شانِ ولائیت

جناب اسیرؔ سوہلوی نقشبندی

عقیدت دے پھل حضرت الحاج میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہی
شرقپوری قدس سرہ العزیز دی بارگاہ عالیہ وچہ

گلّ کرن دا کدوں وقوف ہیسی ولیاں وَل دَسیا مناجات دا اے
سِکھیا ایہناں دے کولوں خدا دی سَونہہ جو ادب محمدؐ دی نعت دا اے

لُکی چُھپی نہیں ایہناں توں گلّ کوئی ولی راز جانے کائنات دا اے
ہتھ ایہناں دے ہتھاں دیوچہ دینے ایہو دوستو راہ نجات دا اے

مشکل بنے تے غوثؓ دا نام لئے مسئلہ حل ہُندا مشکلات دا اے
نوشہ پاکؒ دی جدھے تے نظر پے گئی تارا چمکیا اوہدی برات دا اے

میاں نیکؒ محمدؐ دی شان عالی رتبہ بڑا بلند درجات دا اے
نیک بندیاں نیک دا لڑ پھڑیا خوف رہیا نہ کوئی خطرات دا اے

Marfat.com

جتھے نور محمدؐ نے چمک ماری ہویا دور ہنیر ظلمات دا اے
نصرت نال نوازیا رب سچے صلہ ولی دی ایہہ خدمات دا اے

جیہڑے ایہناں دے دامن دے نال لگےؔ ڈر اوہناں نہ کسے آفات دا اے
قسمت نال ولی کامل پیر مل دے سودا دوستو ہُندا برات دا اے

ولی راہ سِدّھے جیہنوں لا دیندے راہ بھُل جاندا خرابات دا اے
دَم دَم دی ولی نوں خبر ہندی' واقف ولی ہُندا واقعات دا اے

جو چاہن سو کرن ایہہ وچہ دنیا وارث ولی ہُندا کرامات دا اے
دنیا دار تے ولی دا فرق ایناں ہُندا فرق جیناں دن تے رات دا اے

درد دل دا ولی عطا کردا لیندا مل نہ ایس سوغات دا اے
ساڈے حال تے ولی نے کرم کیتا لگا اپنا پتہ اوقات دا اے

چشمہ فیض دا سدا ای وگنا ایں فیض سارا ایہہ ولی دی ذات دا اے
صفت ولی دی جدوں اسیر کہےؔ بھاگ جاگ دا قلم دوات دا اے

Marfat.com

منقبت

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ

محمد رفیق مرزاپوری

میرا نیک محمدؒ پیر اے، سخی کامل مرد فقیر اے

دکھ دور ہوندے دکھیاریاں دے
جاگے بھاگ نصیباں ہاریاں دے

اوہدے بول وچ ایہہ تاثیر اے
سخی کامل مرد فقیر اے

رکھ سینے نقشہ وحدت دا
نت سبق پڑھایا وحدت دا

ہویا کلمے نال اخیر اے
سخی کامل مرد فقیر اے

دَتی راہ توحید حقیقت دی
کھولی رمز شرع تے طریقت دی

Marfat.com

سوہنا نوشہ دی تصویر اے
سخی کامل ، مرد فقیر اے

لکھاں وصف کیہ اپنیاں پیراں دا
اوہناں سوہنیاں بدر منیراں دا

گنہ گار رفیق حقیر اے
میرا نیکؒ محمد پیر اے

Marfat.com

منقبت

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ نوشاہی شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

محمد ابراہیم کلیم مرزاپوری

ظاہرا علم شریعت دا جانا ایں ہیئوں باطن حقیقت دی سار کتھے
خاندان نوشاہی نال قال میلیں پتہ لگ جائی کھڑکدی تار کتھے
مرشد نبیؐ دے نال ملا دیندا اللہ نبیؐ دَسیا پروردگار کتھے
نال نیکاں دے لگیاں شاعر بنیا ابراہیمؔ عاجز گنہ گار کتھے

حضرت نیکؒ محمد سَن نیک بندے واقف کار حدیث قرآن دے سَن
ظاہر وچہ مشہور طبیب ہیسَن دارُو دلاں دا کرنا وی جاندے سَن
نوشہ پیرؒ دی نظر منظور ہیسَن تے مرید ایسے خاندان دے سَن
ابراہیمؔ کیہ کراں بیان سیرت سخی ہتھ تے مٹھے زبان دے سَن

Marfat.com

بُو ہے شُوم توں کسے نے کیہ لینا خیر ملدا اے سخی دی تلی وچوں
بھَور پھُلاں نوں جا کے سُنگھ دے نیں آوے باسنا بھَور نوں کلی وچوں
کُتّا کہف اصحاب دا جاندا سی جنت لبھ پیندی بُو ہے ولی وچوں
ابراہیمؔ جیئے آ کے خیر منگدے میاں نیکؒ محمد دی گلی وچوں

صحبت نیک دی نیک بنا دیندی کیہ اپنے کیہ بیگانیاں نوں
ایتھے کھلا توحید دا میخانہ بِنان پیتیاں چڑھی مستانیاں نوں
جیہدی نیکؒ محمد نے بانہہ پھڑلئی یار چھڈدا نہیں یارانیاں نوں
صدقہ ایہناں دے ناں دا ملی عزت ابراہیمؔ جیئے مست دیوانیاں نوں

شرقپور دی خوش نصیب دھرتی سوہنے نیکؒ بندے نیکو کار ایتھے
دُوروں چل کے وانگ پروانیاں دے خلقت آوندی اے کرن دیدار ایتھے
ساقی مئے توحید دی ونڈ دا اے پین والے وی نیں بیشمار ایتھے
جھولی آساں دی لے کے کئی آئے ، ابراہیمؔ ورگے اوگنہار ایتھے

حضرت نیکؒ محمد دی کیہ دساں ایہہ تاں کھوٹیوں کھرے بنائی جاندے
بختاں والیو! جھولیاں بھرو آ کے نیکی بِناں حساب لُٹائی جاندے
ڈھنگ رب دے مِلن دا دَسدے نیں راہ حق دا سدا وکھائی جاندے
ابراہیمؔ جیئے آن کے مست ہو گئے بِناں پیتیاں نشہ چڑھائی جاندے

Marfat.com

شجرۂ طریقت

سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ سچیاریہ مرادیہ

عظیم البرکت، رفیع المرتبت، شفاء الملت، سید العارفین

حضرت میاں **نیک محمد** صاحبؒ

قادری، نوشاہی، شرقپوری قدس سرہٗ العزیز

اے خدائے ذوالجلال، اے مالک الحقُّ المبیں
تو ہے مالک تو ہے خالق کوئی تجھ جیسا نہیں

سُن مری فریاد کو بہرِ محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
حل کر مشکل مری بہرِ علیؓ المرتضٰے کرّم اللہ وجہہٗ

واسطہ خواجہ حسن بصریؒ کا مجھ پر رحم کر
شاہ حبیب عجمیؒ کا صدقہ دُکھ الٰہی ختم کر

حضرتِ داؤد طائیؒ کے لیئے دلشاد کر
رنج سے معروف کرخیؒ کے لیئے آزاد کر

ں

فضل کر مجھ پر خدایا سرّی سقطیؒ کے طفیل
دھو جنیدِؒ با صفا کے واسطے عصیاں کا میل
شیخ شبلیؒ، حضرتِ بوالفضلؒ پیرانِ کرام
اور برائے حضرتِ بُو الفرح کر لطفِ دوام
ابوالحسنؒ کا واسطہ رکھ سرخرُو پروردگار
بہرِ مخزومی سعیدؒ آئے سکونِ پائیدار
حضرتِ غوثِ معظمؒ شاہِ جیلاںؒ کے لیئے
کر کرم عبدالوہابِؒ شیخِ دَوراں کے لیئے
حضرتِ بُو نصرؒ اور صُوفی ولیؒ کا واسطہ
سیّد احمدؒ پیر اولادِ علیؒ کا واسطہ
حضرتِ مسعُود شاہؒ اولیاء کا واسطہ
حضرتِ سیّد علیؒ ماہِ لقاء کا واسطہ
حضرتِ شاہ میرمیراںؒ حق نُما کا واسطہ
شاہ شمس الدینؒ شیخِ اتقیاء کا واسطہ
اِن بزرگوں کے تصدّق تندرستی دے مجھے
جذبۂ صدق و صفا و حق پرستی دے مجھے
حضرتِ معروف شاہؒ کے واسطے کلفت مٹا
واسطہ شاہِ سلیمانؒ کا گناہوں سے بچا
نوشۂ گنج بخشؒ کا صدقہ دکھا بیتُ الحرم
میری قسمت میں ہو دیدِ روضۂ شاہ اممؐ
حضرتِ سچیارؒ صاحب کی زیارت ہو نصیب
[illegible]تِ دارین ہو میرے مقدّر کے قریب

Marfat.com

یا الٰہی رحم فرما صدقۂ شاہِ مرادؒ
دولتِ علم و عمل دے، یَـا بَـصِـیـرًا بِـالْـعِـبَـادِ ہ

حضرت ہرنی شاہؒ کا صدقہ جواں اقبال کر
حضرتِ خوشحالؒ کا صدقہ مجھے خوشحال کر

کر دُعا میاں الٰہی بخشؒ کے صدقے قبول
حشر میں مل جائے مجھ کو ظلِّ دامانِ رسولؐ

حضرتِ شیخ الہدٰے میاں غلام مصطفٰےؒ
میاں روشن دینؒ کا صدقہ مری بگڑی بنا

حضرتِ الحاج میرے پیرومرشد رہنما
پیرِ کامل، ماہِ روشنؒ، نورِ چشمِ اولیاء

ہیں میاں نیکِ محمدؒ تیرے بندے بالیقیں
رحم فرما ان کے صدقے مجھ پہ ربُّ العالمین

میرے مرشد کا وسیلہ اپنی نصرت کر عطاء
تندرستی، رزق، برکت، علم و حکمت کر عطاء

از طفیلِ چار یارؓ و صدقۂ بارہ امامؓ
بخش مجھ کو آلِ احمدؐ کے لیئے ربُّ الانام

Marfat.com

Marfat.com

طبیبِ جسد و قلب

تحریر: پروفیسر محمود الحسن بزمی

سکول کا زمانہ تھا شاید چھٹی یا ساتویں کلاس تھی۔ ہمارے ایک تعلق والے تھے شیخ محبوب الٰہی کھرادنہ مرحوم۔ اُن کے گھر کبھی کبھار جانا ہوتا ان کا گھر مین بازار میں ٹاہلی والی مسجد کے بالکل سامنے تھا۔ چنانچہ بازار کے علاوہ ایک راستہ محلہ ہرنی شاہ صاحبؒ سے بھی جاتا اور اگر کبھی میں محلہ ہرنی شاہؒ سے ہوتا ہوا ادھر جاتا تو ایک خوش کن و سحر انگیز منظر نظر آتا گلی مڑنے سے ذرا پہلے ایک بڑے مکان کے بڑے سے کمرے میں ایک بزرگ جو کافی ضعیف العمر نظر آتے خوبصورت سفید داڑھی سادہ سے لباس میں ملبوس عورتوں مردوں کے ہجوم میں گھِرے دیوار سے ٹیک لگائے کچھ لکھنے میں مصروف نظر آتے۔ میں جب بھی یہ منظر دیکھتا تو یہ کئی دن تک میری آنکھوں میں ٹھہرا رہتا اس شخصیت نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ جب یہ پتہ چلا کہ یہ شفاء الملت حضرت میاں نیک محمد نوشاہیؒ ہیں تو میں نے پھر بطور خاص ادھر سے گزرتے ہوئے ان کو مصروفِ کار دیکھنے کے لیے کچھ دیر رکنا معمول بنالیا۔ وقت کا پنچھی پر لگا کر اُڑتا رہا ایک عرصہ بعد اِدھر سے گذر ہوا تو وہ فرشتہ صورت شخصیت اپنی نشت پر جلوہ افروز نظر نہ آئی۔ شاید اس

عالم رنگ و بو اور جہان آب وگل سے کہیں دور تشریف لے جا چکی تھی۔ اب ایک کسک سی رہنے لگی حالانکہ میرا اپنا ان سے کوئی خاص تعلق یا رابطہ استوار نہ ہو سکا تھا مگر ان کے ساحرانہ انداز و اطوار اور متاثر کن شخصیت میرے شعور میں رچ بس چکے تھے۔ ذرا اور وقت گزرا تو پھر اپنے گھر میں اور دیگر اعزا و اقربا کے ہاں ان کا ذکر سننے میں آتا۔ اب اپنی محرومی پر تأسف ہوتا کہ کیسی غم گسار چارہ ساز اور دلنواز ہستی تھی جو اب کبھی دیکھنے میں نہ آئے گی خصوصاً محترم ملک حسن علی جامعی مرحوم ومغفور ان کا ذکر بہت اچھے الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ شاید یہی وہ کسک دیرینہ ہے جس نے مجھے آج خامہ فرسائی پر مجبور کیا ہے۔

ہمارے ممدوح جو شفاء الملت حضرت میاں نیک محمد نوشاہیؒ کے نام نامی سے مشہور و معروف اور محترم و محتشم ہیں میاں روشن دین صاحبؒ کے گھر 13۔اگست 1884ء کو شرقپور شریف کے محلّہ حضرت ہرنی شاہؒ (کچھ عرصہ ہندوؤں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے محلّہ پنڈت راجہ رام جی کہلایا) میں پیدا ہوئے۔ والد محترم انتہائی مستغنی مزاج اور ہمیشہ کیفیت جذب وفکر میں مستغرق رہنے والے تھے۔ دنیاوی معمولات سے بہت کم تعلق رہتا چنانچہ ان چیزوں کا میاں نیک محمد صاحبؒ کی طبیعت پر گہرا اثر ہوا استغنا و بے نیازی، محبت و انکساری اور علم و بردباری مزاج کا خاصہ بن گیا۔ ماحول بھی تھا اور طبعی مناسبت بھی تھی آپ نے بھی معمولات سلسلہ میں دلچسپی لینا شروع کر دی اور اپنے دادا حضور حضرت میاں غلام مصطفٰےؒ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کر لی اور پھر اپنے والد محترم سے کہیں بڑھ کر اس سلسلہ سلوک و محبت کو آگے بڑھایا۔(1)

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ سرزمین شرقپور کی ایک اور مایہ ناز ہستی حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے ہم عصر تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں ہستیوں کے آپس میں الفت ومودت پر مبنی تعلقات تھے جو زندگی بھر قائم رہے اور

Marfat.com

ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا رہتا، تحائف کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔

اللہ اللہ کیسی باکمال ہستیاں تھیں باہمی ارتباط و التفات اور انسانی احترام و اکرام کا نادر المثال نمونہ اپنے قول و فعل سے پیش کیا آجکل ایسا چلن کہاں خصوصاً مذہبی حلقوں میں یہ چیز ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ بجائے محبت کے نفرت کے بیج بوئے جاتے ہیں جو دوسروں کے گھروں میں بغض و انتقام کی فصل اگاتے ہیں وہ معاشرہ جو آج سے تھوڑا عرصہ پہلے امن و آشتی میں قابل رشک تھا آج نفرت کا ایسا آلاؤ بن چکا ہے جو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لینے کو ہے۔ کاش ہم ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھ جائیں اپنا اپنا مسلک عزیز رکھتے ہوئے دوسرے مسالک کی نابغہ روزگار ہستیوں کی قدر و منزلت کرنا اپنا شعار بنالیں۔

حضرت شفاء الملت حق پسند اور حق گو بزرگ تھے۔ چھوٹوں سے بہت شفقت فرماتے تھے اور بڑوں کی عزت کرتے تھے۔ انسانوں کے ساتھ یکساں محبت فرماتے تھے۔ آپ کے دل میں کسی کے لیے معمولی سی بھی نفرت نہ تھی۔ جس سے بھی ملتے محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے۔ علماء کا احترام کرتے اور ہر مسلک کے مشائخ کی توقیر ملحوظِ خاطر رکھتے۔ کسی مکتبِ فکر پر تنقید نہیں کرتے تھے۔ نہ ہی کسی کی دل آزاری فرماتے تھے۔ بلکہ اعلیٰ قدر مراتب سب کی دلجوئی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ جو لوگ آپ سے ملتے وہ یہی خیال کرتے تھے کہ حضرت صاحب نے ہم پر زیادہ توجہ فرمائی۔ ان خوبیوں کی وجہ سے آپ کی غیر متنازعہ شخصیت خواص و عوام میں ہمیشہ مقبول اور ہر دلعزیز رہی۔ اللہ کرے ایسی خوبیاں آپ کے ہر ایک معتقد اور ارادت کیش کے اندر پیدا ہو جائیں۔

حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ دینِ حق کے علمبردار تھے اور انگریزوں کے اطوار و افعال، رہن سہن، زبان غرض ہر نشانی سے شدید نفرت کرتے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ مسلمانوں کی شناخت ختم کرنا چاہتے ہیں اگرچہ کچھ لوگ اس

Marfat.com

زمانے میں یہ سوچ رکھتے تھے کہ اگر مسلمان انگریزی زبان وعلوم سے نابلد رہے تو دنیا کی دوڑ میں پیچھے رہ جائینگے مگر یہاں تو وہ ہستی تھی جسکا دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا اسلئے آپ عمر بھر انگریزی استعمار سے نفرت کی بناپر اپنے مریدوں کو یہی تلقین کرتے رہے کہ وہ اپنا دین ایمان بچا کر رکھیں۔ آپ نے ایک بیاض میں اپنے لخت جگر میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب کے لیے وصیت لکھی ہوئی تھی۔ جس کے الفاظ آج بھی اس سوچ وفکر کی عکاسی کرتے ہیں۔

''نور محمد پسرم کے لیے لازم ہے کہ وہ انگریزی زبان نہ پڑھے، انگریز کا فیشن اختیار نہ کرے، انگریزوں والا لباس نہ پہنے اور انگریزی رہن سہن کے متعلق کتابیں نہ پڑھے کیونکہ انگریز اسلام کا دشمن ہے اور نہیں چاہتا کہ مسلمان اپنے دین وایمان کی صحیح حالت پر قائم رہیں۔''(2)

چنانچہ آپ کی یہ سوچ تحریک قیام پاکستان کے دوران کھل کر سامنے آئی آپ نے خود جا کر یا اپنے پاس بلوا کر اپنے تمام مریدوں کو تاکید کی وہ ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے لیے قائداعظم محمد علی جناحؒ کا بھرپور ساتھ دیں اور ان لیڈروں کی باتیں سنا اور مانا کریں جو اس تحریک کا ہراول دستہ ہیں۔ آپ کے ہ صفت موصوف فرزند ارجمند میاں نور محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دف بازار سے اپنے طور پر تسموں والے بوٹ خرید لایا۔ عنفوان شباب کا دور خوبصورت جوڑا پہن کر وہ بوٹ زیب پا کیے گھر سے باہر نکلا ہی تھا کہ حضر میاں صاحبؒ کی نگاہ پڑ گئی فوراً جلال میں آ گئے پاؤں سے بوٹ اتروا کر ضا کروا دیئے کہ انگریز کی نشانی ہے بازار سے دیسی ساخت کا جوتا منگوا کر دیا۔(3) اسی طرح ایک دفعہ کوٹ رادھا کشن سے ایک مرید خاص ماسٹر خدا مرحوم آپ کے لیے رسٹ واچ (کلائی پر باندھے والی گھڑی) تحفہ کے طو

لے آئے پوچھا ''کس ملک کی بنی ہوئی ہے؟'' گھڑی سوئٹزرلینڈ کی بنی ہوئی تھی۔
ماسٹر صاحب نے سادگی سے کہا ''انگریزوں کے ملک کی'' آپ نے فرمایا ''بھائی
یہ خود ہی پہن لو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے'' (4) انگریزی تہذیب سے اجتناب
کی وجہ ہی تھی کہ آپ نے زندگی بھر انگریزی طریقہ علاج (ایلوپیتھی) پسند نہیں کیا
اور شاید ہی آپ نے کبھی کوئی انگریزی دوا استعمال کی یا کروائی ہو۔ آپ فرمایا
کرتے تھے ''اگر نعوذ باللہ اسلامی طب میں شفا نہیں تو پھر مسلمانوں کو شفا اور کس
چیز سے حاصل ہوگی۔ (5)

اسی سوچ کا نتیجہ تھا کہ آپ الیکشن میں حصہ لینے کے سخت خلاف تھے کہ
یہ انگریز کے بنائے ہوئے قانونی ڈھانچہ کا ایک عمل ہے آپ کہا کرتے تھے کہ اس
میں انسانوں کو صرف گنا جاتا ہے لیکن ان کی خوبیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں۔

میاں نیک محمد صاحبؒ جس سلسلہ طریقت سے تعلق رکھتے تھے وہ قادری
سلسلہ کی ایک شاخ قادریہ نوشاہیہ ہے جس کے پیش رو حضرت نوشہ گنج بخشؒ ہیں
یہ وہی ذات بالا صفات ہیں جنکے ارشاد کردہ ''مواعظ نوشہ'' پنجابی نثر کی ابتدائی
صورت ہیں یہ وعظ پہلے چار کی تعداد میں حضرت قبلہ شرافت نوشاہیؒ کی کاوش سے
منظر عام پر آئے۔ جبکہ مایہ ناز محقق جناب پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد صاحب
صدر نشین شعبہ پنجابی جامعہ پنجاب لاہور نے دو مزید وعظ متعارف کروائے ان کی
زبان اور لہجے کی مٹھاس قابل ذکر ہے ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

''بابا! جے توں واٹ سچی سدھی سولی سوکھی سائیں والیاں دی
ملیں، تاں کدی نہ تھڑکیں تے کدی نہ تھڑیں، پر ایہہ واٹ
سائیں والیاں نال ملیاں، سچے ساتھ رلیاں سچیاں گلاں سنیاں،
سچیاں دے آکھے لگ ٹریاں چلیاں لبھدی اے۔'' (6)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی تعلیمات ''عقیدہ توحید'' پر

Marfat.com

مبنی ہیں اس میں انسانوں کو اللہ رب العالمین سے گہرا واسطہ اور محبت پیدا کرنے کی تلقین کیجاتی ہے شرک و بُطلان کے تمام راستوں سے مجتنب رہنے کی تبلیغ کی جاتی ہے سلسلہ نوشاہیہ میں محافل سماع کا اہتمام ہوتا ہے لیکن میرا یہ ذاتی خیال ہے کہ میاں نیک محمد صاحبؒ نے اس عمل کو صرف سلسلہ کی ایک روایت کے طور پر ہی نبھایا ہے انہوں نے کبھی اسے لازمی درجہ قرار نہیں دیا۔

قرآن مجید فرقان حمید سے بہت زیادہ لگاؤ اور انس تھا۔ اکثر کام کاج میں مصروفیت کے دوران اور گلی بازار میں چلتے پھرتے آیات قرآنی یاد کرتے اور پڑھتے رہتے۔ کئی بار ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ نیند کی حالت میں برابر تلاوتِ آیات کر رہے ہوتے تھے۔

چنانچہ میاں نیک محمد صاحبؒ کی زندگی بھر کا ایک معمول تعلیم القرآن بھی ہے آپ بڑے سوز و درد کیساتھ تلاوت قرآن کیا کرتے، صحت لفظی، قرأت اور تجوید سے متاثر ہو کر شرقپور شہر کے بہت سے بچے بچیاں قرآن پاک پڑھنے کے لیے آنے لگے چنانچہ آپ کے شاگردوں میں بیسیوں کی تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں۔ جو اب پوتوں اور نواسوں کی صورت میں اس صدقہ جاریہ کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ رفتہ رفتہ آپ نے اپنے گھر کے اندر ایک مدرسہ قائم کر دیا جس میں تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم کی تدریس بھی ہونے لگی۔

میاں صاحبؒ کی وجہ شہرت جہاں روحانی سلسلہ سلوک و معرفت ہے وہاں ایک روشن حوالہ طبابت کا بھی ہے۔ ایسی نیک ہستی جو روح کے ساتھ ساتھ جسم کے روگ بھی مٹاتی ہو مرجع خلائق بن جاتی ہے چنانچہ ہزارہا انسانوں کی شفایابی میاں صاحبؒ کی زندگی کا قابل ذکر پہلو ہے۔ طب سے آپ کا لگاؤ اس طرح ہوا کہ 1920ء یا 1921ء میں سرزمین شرق پور پر طاعون کی موذی وبا پھیل گئی یہاں ایک بزرگ طبیب حکیم رانجھاؒ نامی موجود تھے جو اپنے وقت کے

Marfat.com

مانے ہوئے نباض اور معالج تھے وبا کے دنوں میں ان گنت مریض ان سے شفایاب ہوئے حضرت میاں نیک محمد صاحبؒ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ حکمت ایک شریف پیشہ ہے جس کے ذریعے انسانوں کی زندگیوں کو بیماریوں کے پنجے سے بچایا جا سکتا ہے۔ یہ فن لطیف حاصل کرنا چاہیے۔ طبیعت میں دھیما پن ، خداترسی اور انسان دوستی پہلے سے موجود تھی چنانچہ حکیم رانجھاؒ کی مستقل شاگردی اختیار کر لی بڑی محنت اور جاں فشانی کے ساتھ علمِ طب ان سے پڑھا اور ان کے مطب میں ان کی نگرانی میں مریضوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور پھر درجہ کمال کو پہنچے چنانچہ جن دنوں میں آپ کو دیکھا کرتا آپ مریضوں کے جمِ غفیر میں گھرے نظر آتے تھے ہر ایک کا مسئلہ سنتے تشخیص کرتے اور دوا دیتے۔ طبابت میں بھی آپ کے بلند پایہ نباض ، معالج اور دریا دل ہونے کی بے شمار مثالیں ہیں دو ایک کا ذکر لازمی ہے۔ میاں صاحبؒ اکثر نادار مریضوں کو اپنے پاس سے دوا دیتے اور فیس یا دوا کی قیمت وصول نہ کرتے۔ آپ نے ایک گھوڑی پال رکھی تھی زیادہ نازک مریضوں کو دور و نزدیک دیہات میں واقع ان کے گھروں میں دیکھنے تشریف لیجاتے اپنی زرعی زمین پر گائیں رکھ چھوڑی تھیں جن کا دودھ اور مکھن بھی مریضوں کو استعمال کرواتے موضع سامولانہ میں بابا گاہنا گڑگج جو میاں نذیر گڑگج کا والد تھا سخت بیمار ہوگیا اور چلنے سے لاچار ہوگیا۔ میاں صاحب اس کے گھر جا کر دوا دے کر آتے اسی طرح موضع ڈھانہ میں محمد بوٹا جو قوم کے موچی تھے بیمار ہوئے تو میاں صاحبؒ ہر روز ان کو دیکھنے اور دوا دینے جاتے آکی پور کی بی بی فاطمہ جگر کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہوئی تو اس کا علاج بھی اس کے گھر میں کیا۔ (7) انسانیت نوازی ، صلہ رحمی اور بے لوث مسیحائی کے نمونے اب دیکھنے کو کہاں ملتے ہیں۔

ملی و قومی ابتلا آزمائش کے مواقع پر میاں صاحب کبھی پیچھے نہ رہے۔

بلکہ آگے بڑھ کر ایثار و قربانی کی روشن مثالیں قائم کیں 1948ء میں تقسیم ہند کے وقت خوں آشام فسادات نے فضا کو سوگوار کر دیا تھا۔ لاکھوں لوگ اپنے بستے گھروں کو چھوڑ کر بے یارو مدد گار مہاجر ہو کر پاکستان میں چلے آئے تھے۔ بھارتیوں نے قتل وغارت اور لوٹ کھسوٹ کی شرمناک مثالیں قائم کیں وہاں اصحاب عزم و ہمت ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے بے آسرا لوگوں کو سر چھپانے کے لیے چھت اور گزر بسر کے لیے رقم فراہم کی میاں نیک محمد صاحبؒ بھی ایسے صاحبان عزیمت میں سے تھے۔ آپ نے مہاجرین کی آباد کاری کے لیے باقاعدہ ایک تنظیم ''انجمن امداد مہاجرین'' بنائی اور خود اسکی سرپرستی کی۔ مفلوک الحال مہاجرین کی مالی امداد کے لیے چندہ اکٹھا کیا آنے والے قافلوں کے لیے سامان خورد و نوش لے کر سڑک پر کھڑے ہو جاتے اور تقسیم کرتے جاتے۔ علاقہ کے اطبا جن میں جناب حکیم فضل الٰہی اور حکیم دین محمد اور حکیم ملک حسن علی قابلِ ذکر ہیں کو ساتھ ملا کر بیمار مہاجرین کا مفت علاج معالجہ اور دوائیں فراہم کرتے تھے۔ اس طرح بہت سے لوگ بروقت طبی سہولتوں سے موذی بیماریوں کے حملوں سے جانبر ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ 1955ء کے سیلاب نے اس علاقہ میں زبردست تباہی مچا دی تھی۔ شرقپور شہر اور بیرونی آبادیوں کے اکثر لوگ بے خانماں ہوگئے۔ میاں صاحبؒ نے اپنے ایک مرید جو لاہور میں رہتے اور بلاک میکنگ کا کام کرتے تھے نہایت متمول اور اثر و رسوخ کے حامل تھے، کو شرقپور بلوا کر ساری صورتِ حال دکھائی چنانچہ انہوں نے لاہور کے مخیّر حضرات کو آمادہ کر کے ایک خطیر رقم جمع کر لی میاں صاحب نے اپنی گرہ سے آدھی رقم شامل کر کے سیلاب زدگان میں تقسیم کی اور ان کی دوبارہ آباد کاری اور معمولات زندگی کو معمول پہ لانے میں مدد کی۔

حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کی طرح میاں نیک محمد صاحبؒ بھی سود سے شدید نفرت کرتے تھے وہ اسے مسلمان بھائی کا استحصال گردانتے تھے۔ اپنے

Marfat.com

ں سے اس فعل قبیح کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ ایک دفعہ ایک مرید
غ دین انصاری جو چراغ دین جمعدار مشہور تھے ایک ہندو ساہو کار سے
ں نجی ضرورت کے تحت کچھ رقم سود پر لینے پر مجبور ہو گئے۔ میاں صاحب
تو چراغ دین سے کہنے لگے" بھائی! تم مرجاتے، رسوا ہو جاتے، بھوک
ر لیتے، لیکن سود کی یہ رقم حاصل نہ کرتے" جب انہوں نے آپ کی
سگی دیکھی تو رقم ساہو کار کو واپس کر دی اور حضرت میاں صاحبؒ نے
ت سے اُن کی ضرورت پوری کر دی۔

آپ زندگی بھر جن چیزوں کو سخت ناپسند کرتے ان میں ہر قسم کی منشیات
۔ چائے اور تمباکو سے بھی بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ انگریزی دور
ں چائے سگریٹ وغیرہ ہر خاص و عام کا شغل بنتا جا رہا تھا۔ چنانچہ آپ
پر اپنے مریدوں کو ان سے بچنے کی تاکید کرتے تھے اور عموماً حضرت
ر ید خاص اور خلیفہ حضرت سچیارؒ کا ارشاد دہراتے تھے:

تمباکو نے کشد از ما فقیرے
ندارد موئے برسر جاں نصیرے

تمباکو کا استعمال ہمارے فقیروں میں سے کوئی نہ کرے اور سر پر آرائش
لمبے بال نہ رکھے)(8)

ی طرح میاں صاحب کمیٹی ڈالنے کو بھی مستحسن نہ سمجھتے اپنے متوسلین کو
بچنے کو کہتے آپ فرمایا کرتے یہ "طول امل" ہے اور طول امل کے شرمندہ
نے کا منتظر رہنا انسان کو بے حس و حرکت کر دیتا ہے۔ لمبی اُمیدیں
سے انسان عمل سے عاری ہو جاتا ہے"(9)

یاں صاحب کی طبیعت میں برداشت بہت زیادہ تھی۔ بہت زیادہ مشکل
لیف کا کبھی اظہار نہ کرتے ایک دفعہ اوکاڑہ میں کوئی محفل تھی میاں

Marfat.com

نصرت نوشاہی صاحب ہمراہ تھے جس جگہ پر دری بچھا کر آپ کو بٹھایا گیا
سے اس کے نیچے اینٹ کا ایک ٹکڑا پڑا رہ گیا۔ آپ کے بیٹھنے کی دیر تھی لوگ
کی صورت میں اُس پر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے آپ کا پاؤں اینٹ کے ٹکڑ
آ گیا جو مسلسل آپ کے پاؤں میں چھبتا رہا۔ یہ نشست تقریباً چار گھنٹے تک
رہی محفل برخاست ہوئی اور لوگ اٹھ کر چلے گئے تو صاحب خانہ نے کھ
دستر خوان چن دیا دفعتہً نظر میاں صاحب کے پاؤں پر پڑی تو دیکھا کہ
کے دباؤ کی وجہ سے پاؤں میں گڑھا سا نمودار ہوگیا ہے۔ پریشانی سے
''حضرت یہ کیا ہوا؟'' فرمانے لگے ''جس جگہ میں بیٹھا تھا وہاں نیچے اینٹ
روڑا تھا میرا پاؤں اس پر رہا چونکہ بہت سے لوگ دری پر بیٹھ چکے تھے میں
ان سب کو اپنے پاؤں کے لیے اٹھانے کی زحمت دینا گوارا نہ کی اور برابر
بیٹھا رہا یہ گڑھا اس اینٹ کے روڑے کی چبھن کی وجہ سے ہے'' (10)

آج کل کے مشائخ اور عمائدین میں ایسی کسر نفسی دیکھنے کو نہیں ملتی
تعلی زدہ مذہبی رہنماؤں کے لیے یہ بات قابلِ تقلید ہے جو راہ چلتے ہو۔
اور تہی دست افراد کو پہلے سلام کرنا کسرِ شان سمجھتے ہیں اور اسی انتظار میں
ہیں کہ کوئی آگے بڑھ کر پہلے انہیں سلام کرے اور ہاتھ چومے۔ شا
دوسرے ذلیل اور کم مرتبہ نظر آتے ہیں۔

آپ بہت سادہ لباس پہنتے اس لیے اکثر لوگ پہلی نظر میں آ
مقام و مرتبہ سے ناآشنا رہتے اس طرح ایک واقعہ موضع خالق آباد علا
صاحب میں پیش آیا وہاں میاں صاحب کے ایک مسکین مرید حاجی محم
رہتے تھے۔ آپ جب جاتے ان کے گھر قیام پذیر ہوتے حاجی رمضان
کے بالکل سامنے ایک نوجوان جٹ قوم کے مسمی علی محمد رہتے تھے۔
بیٹے محمد اسحٰق اب بھی موجود ہیں۔ ایک دفعہ میاں نیک محمد وہاں تشریف فر

Marfat.com

ں بچھا کر ذکر و فکر میں مشغول تھے۔علی محمد سامنے سے گزرے تو حاجی محمد رمضان
ا استہزائیہ لب و لہجہ میں مخاطب ہوئے'' رمضان توں کیہ مسکین جیہے بندے دی
یلے سیوا کردا رہنا ایں'' حاجی محمد رمضان نے اِسے اپنے مرشد کی شان میں
تاخی سے منع کیا اور ساتھ ہی یہ واقعہ میاں صاحب کے گوش گزار کر دیا آپ
نے لگے'' اچھا دیکھیں گے'' قدرت خدا کی ایک دفعہ علی محمد سامنے سے گزرے
یاں صاحب نے نظر ڈالی اس سے آنکھیں جو ملیں تو قدم رک گئے۔ خدمت
پیش ہو گئے آپ نے فرمایا'' چوہدری دور دور رہتے ہو فقیروں کے پاس بھی
کرو''۔ چنانچہ علی محمد پھر ایسے بیٹھے کہ آپ کے سچے درویشوں کی صف میں
ل ہو گئے۔ (11)

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضا مند کر گئی

میاں صاحب کے مزاج میں حد درجہ سادگی اور درویشی تھی۔ توازن و
ل کو ہمیشہ حرز جان بنائے رکھا اور افراط و تفریط سے حتی الوسع الگ رہے۔
عمل میں حد سے زیادہ بڑھتے اور نہ ہی اس میں بیجا کمی کرتے آپ کے مداح
رب ملک حسن علی جامعی صاحب مرحوم و مغفور جن کے آپ سرپرست رہے
اکثر کہا کرتے کہ'' میاں نیک محمد صاحبؒ کی لطیف طبیعت ایک میزان کی
ہے۔'' چنانچہ اسی مزاج کا بدیہی نتیجہ تھا کہ اگر معمولی سے گرم چیز استعمال کر
تو بیمار ہو جاتے یا اگر کوئی ٹھنڈی خاصیت کی چیز استعمال کر لیتے تو بھی
ت ناساز ہو جاتی آپ کی غذا بہت سادہ تھی عموماً نمکین چاول دودھ ڈال کر
فرماتے ناشتہ میں صرف ایک پیالی دودھ نوش فرماتے چٹخارہ دار چیزیں اور
غذائیں کبھی مرغوب نہ رہیں لباس کے معاملہ میں بھی نمود نمائش کو کبھی پسند نہ
بلکہ بہت سادہ لباس سفید کرتہ اور تہبند زیب تن فرماتے یہی وجہ تھی کہ یہ

Marfat.com

سادگی آپ کی بول چال میں بھی در آئی آپ کی باتیں سادہ لیکن پر اثر ہوتیں یعنی دل سے نکلتی تھیں اور براہ راست دلوں تک پہنچتی تھیں۔ طبیعت کی سادگی اور درویش منشی کے اظہار کے لیے ایک واقعہ ذکر کے قابل ہے ایک سال روحانی محفل منعقد کروائی تو دور نزدیک سے آنے والے مہمانوں کے لیے تناول ماحضر کا اہتمام کیا جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو منتظمین برتن وغیرہ اکٹھے کرنے میں لگ گئے کچھ احباب جن میں آپ کے فرزند محترم میاں نصرت نوشاہی، ایک مرید لالہ رفیع اور ظہور احمد صاحب وغیرہ شامل تھے اچانک اُس کمرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ میاں صاحب روٹی کے بچے ٹکڑے خالی شوربے کیساتھ تناول فر رہے ہیں۔ دیکھنے والوں نے حیرانی کا اظہار کیا تو کمال بے نیازی سے فرما

''نور محمد! مومن کے جوٹھ میں شفا ہوتی ہے''۔

آپ نے اپنے اوپر زکوٰۃ فرض نہیں ہونے دی۔ جو آتا راہِ خداوندی میں لٹا دیتے جو مسکینوں غریبوں کے کام آتا۔ خیرات اس طرح کرتے کہ کانوں کا کسی کو خبر نہ ہوتی۔ دنیا سے رُخصت ہوتے وقت ایک پیسہ بھی آپ کے ہاتھ میں نہ تھا۔ آپ اکثر فرماتے تھے بلکہ وفات سے دو روز پہلے میاں برکت علی (وا میاں مقبول احمد سیکرٹری مرحوم) اور دیگر مریدوں کی موجودگی میں فرمایا:

خدا تعالیٰ کا شکر ہے میں اپنے سر پر دنیا کے ساز و سامان اور مال و دولت کا بوجھ لے کر اس جہان فانی سے نہیں جا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے دنیا کے مال و دولت کے لیے جواب دہ نہیں ہونا پڑے گا۔

اللہ کا احسان ہے کہ اُس ذاتِ مطلق کی توفیق سے دنیا میں میرا اچھا وقت گزر گیا۔

میاں نیک محمد صاحب نے اپنی ہمدرد، پارسا اور انسانیت نواز شخص

Marfat.com

جسکے لیے امیر و غریب اور نیک و بد سب ایک جیسے تھے اور ایک جیسے سلوک و محبت کے سزاوار تھے، کی بنا پر ایک طویل عرصہ تک ایک عالم کو روحانی و جسمانی لحاظ سے فیض یاب کیا۔ فقیری میں رہ کر سلطانی کرنے کے اطوار سکھائے تند خو اور تیز مزاجوں کو تحمل، بردباری، ٹھہراؤ اور دھیمے پن کا سلیقہ بتایا اور رشد و ہدایت کا چراغ سے چراغ روشن ہوتا رہا حتی کہ وہ گھڑی آ گئی جس سے کسی ذی روح کو مفر نہیں۔ مورخہ 19 اپریل 1972ء بمطابق 4۔ربیع الاول بوقت تہجد جب چند لمحوں بعد موذن کی روح پرور آواز نے فضائے محیط و بسیط کے سکوت میں ارتعاش پیدا کرنا تھا۔ آپ کی روح سعید قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

ع روحِ جانِ عاشقاں در مسکنِ جاناں رسید

اناللہ و انا الیہ راجعون o

اہل خانہ اور مقربین کے بقول باوجود یکہ کافی دنوں سے غذا کا سلسلہ موقوف ہو چکا تھا حتی کہ دودھ کا ایک گھونٹ بھی حلق سے اترنا مشکل تھا اور صرف قوتِ روحانی کی بنا پر رشتہ روح و جسد قائم تھا آپ آخری لمحہ تک پوری طرح ہوش وحواس میں رہے اور زبان پر کلمہ طیبہ کا متواتر ورد رہا۔

دورہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

O

Marfat.com

مآخذ

1- روایت میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب فرزند حقیقی میاں نیک محمد صاحب سا
شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

2- ایضاً

3- ایضاً

4- بحوالہ قلمی بیاض بخط میاں نیک محمد صاحبؒ مخزونہ میاں نور محمد صاحب فرزند حقیقی

5- روایت میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب

6- روایت حاجی محمد رفیق بولا خادم خاص میاں نیک محمد صاحب ساکن ادارہ نہج القر
شرقپور شریف

7- روایت میاں محمد مغیث نوشہ نوشاہی فرزند ارجمند میاں نور محمد نصرت نوشاہی شر
شریف

8- حضرت شرافت نوشاہیؒ، اذکار نوشاہیہ، ساہن پال، ۱۹۶۴ء

9- روایت میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب

10- ایضاً

11- ایضاً

12- ایضاً

13- روایت رحمت علی فرزند حاجی محمد رمضان مرحوم مرید میاں صاحبؒ ساکن خالق آ
نواب صاحب

14- بمطابق رجسٹر اموات بلدیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

شفاء الملت حضرت

نوشاہی

میاں نیک محمد قادریؒ

(حالات و آثار)

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد

ناشر

مقصود پبلشرز

پہلی منزل سرور مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com